دشتِ گُماں میں
از
سباس گُل

دشت گماں میں

ثوبیہ کو ڈرائنگ روم میں بیٹھے آدھا گھنٹہ گزر گیا تھا۔ ملازم اسے بٹھا کر ایسا گیا کے واپس ہی نہ آیا۔ وہ نائمہ کے انتظار میں بیٹھی سوکھ رہی تھی۔ اس عالیشان ڈرائنگ روم کی ایک ایک چیز وہ بغور دیکھ چکی تھی۔ سبز کاہی رنگ کے قالین میں اس کے پاؤں دھنسے جا رہے تھے۔ جب سے نائمہ ارسلان سے بیاہ کر یہاں آئی تھی اس کی پہلی تھی نائمہ سے پتا نہیں وہ اسے پہچانے گی بھی کے نہیں، ٹھیک سے ملے گی کے نہیں۔ چچا جان نے اسے حوصلہ اور تسلی تو بہت دی تھی کہ انہوں نے نائمہ سے ساری بات کر لی ہے مگر پھر بھی جب تک وہ خود نائمہ سے مل نہ لیتی اسے اطمینان نہیں ہونا تھا کافی دیر سے بچے کے رونے کی آواز بھی اس کے کانوں میں پڑ رہی تھی۔

''یقیناً یہ نائمہ باجی کا بچہ ہوگا مگر وہ خود کہاں ہیں یہاں کوئی کیوں نہیں آ رہا؟'' ثوبیہ نے چادر کے کونے سے پیشانی پہ آیا پسینہ صاف کرتے ہوئے سوچا اسی وقت ارسلان کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

وہ ملازم کو ہدایت دے رہا تھا۔ ثوبیہ کا دل گھبراہٹ کے مارے تیز تیز دھڑکنے لگا وہ الرٹ ہو کر بیٹھ گئی اتنی دیر میں ارسلان ڈرائنگ روم میں داخل ہوا اور اس پہ نظر پڑتے ہی حیرت اس کی آنکھوں میں در آئی۔

"السلام وعلیکم ارسلان بھائی!" ثوبیہ نے فوراً کھڑے ہوکر اسے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام! آپ غالباً ثوبیہ ہیں نائمہ کی کزن۔" ارسلان نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی۔" وہ آہستہ سے بولی۔

"چائے وغیرہ پی آپ نے؟" ارسلان نے اس کے چادر میں لپٹے وجود کو توصیف اور عقیدت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"نہیں ارسلان بھائی چائے کی ضرورت نہیں ہے ویسے بھی میں چائے کم پیتی ہوں تھینک یو۔" ثوبیہ نے جلدی سے کہا۔

"اوکے یہ بتایئے کس ایئر کا ایگزام دینے آئی ہیں آپ؟"

"بی ایڈ کا لاسٹ سیشن ہے۔"

"تیاری کیسی ہے؟"

"یہ تو پیپر دیکھ کر ہی معلوم ہوگا۔"

"ہوں۔" وہ مسکرا دیا۔

"ارسلان بھائی! نائمہ باجی سے میری کب ملاقات ہوگی؟"

"ان سے تو میری ملاقات بھی مشکل ہی ہو پاتی ہے۔" وہ معنی خیز لہجے میں بولا۔

"جی۔" وہ ناسمجھی کے عالم میں اسے دیکھنے لگی۔

"خیر آپ کو گھبرانے کی یا ان کا انتظار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہ گھر آئیں گی تو آپ کو ان کی آمد کی خبر خود بخود ہو جائے گی، آپ تھکی ہوئی ہوں گی جا کر آرام کریں، اگر کسی چیز کی ضرورت ہو یا ملازم سے کہہ دیجئے گا۔" وہ کھڑا ہو گیا بولتے بولتے تو وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"شکریہ ارسلان بھائی!"

"سرداراں یہ سنی کیوں رو رہا ہے؟" ارسلان نے اپنے بیٹے کے بلک بلک کر رونے کی آواز سنی تو پوچھا۔

"سنی! آپ کا بیٹا ہے۔" ثوبیہ نے پوچھا۔

"جی۔" ارسلان نے جواباً کہا اور کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ آیا بچے کو لے کر کمرے سے عین اسی وقت باہر نکلی۔ سنی چھ ماہ کا سرخ وسفید گول مٹول صحت مند پیارا سا بچہ تھا۔ ثوبیہ کو اس کا روتا چہرہ دیکھ کر بہت دکھ ہوا۔

"آخر نائمہ باجی کہاں ہیں؟" اس نے حیرت سے سوچا۔

"کیا ہوا ہے کیوں رو رہا ہے سنی؟" ارسلان نے بچے کو آیا کی گود سے لیتے ہوئے تیز لہجے میں پوچھا تو وہ لٹھ مار لہجے میں بولی۔

"بھوک لگ رہی ہے جی اسے۔"

"تو فیڈر بنا کے دو اسے رلا رلا کے بچے کا ستیاناس کر دیا ہے۔ تمہیں تنخواہ کس کام کی ملتی ہے۔ ایک بچہ نہیں سنبھلتا تم سے۔" ارسلان نے سنی کو اپنے سینے سے لگا کر تھپکتے ہوئے اسے جھاڑا۔

"میں فیڈر لاتی ہوں جی۔" آیا خجل اور بیزار سی یہ کہہ کر کچن کی طرف چلی گئی۔ ثوبیہ نے دیکھا سنی ارسلان کی گود میں آ کر چپ ہو گیا تھا۔ باپ کے لمس کو پہچانتا تھا۔ ارسلان نے اس کے چہرے کو ہاتھ سے صاف کیا اور دیوانہ وار اسے چوم لیا۔ وہ یہ منظر دیکھ کر مسکرا دی اور کچن کی طرف بڑھ گئی۔ آیا کو جدھر جاتے دیکھا تھا ادھر ہی چلتی چلتی خود بھی کچن تک آ گئی۔ پیاس سے اس کا برا حال ہو رہا تھا۔ گھبراہٹ جو طاری تھی۔ ارسلان سے مل کر اس کی گھبراہٹ کافی حد تک دور ہو گئی تھی۔ وہ اسے ایک مہذب اور بااخلاق شخص لگا تھا۔ دیکھنے میں بھی وجیہہ شخصیت تھی ارسلان کی، اونچا لمبا، بھرا بھرا مضبوط جسم، نکھری رنگت گھنے ڈارک براؤن بال دلکش نین نقش اس پہ لہجہ دھیما اور تیز بیک وقت اسے بہت اچھا لگا تھا۔ خاص کر ارسلان کا اپنے بیٹے کے لئے اس قدر پریشان ہونا اسے بہت پسند آیا۔

"والدین کو اپنی اولاد کے معاملے میں اتنا ہی حساس اور لونگ ہونا چاہیے۔" ثوبیہ نے سوچا۔ کچن میں آ کر اس نے گلاس میں پانی بھرا پیتے ہوئے اس کی نظر آیا پر پڑی جو خراب فیڈر میں تازہ دودھ ڈال رہی تھی۔

"یہ کیا کر رہی ہو تم؟" ثوبیہ نے گلاس منہ سے ہٹا کر کہا۔

"فیڈر بنا رہی ہوں۔" آیا نے اسی لٹھ مار لہجے میں جواب دیا۔

"ایسے بناتے ہیں فیڈر۔"

"میں تو ایسے ہی بناتی ہوں۔" وہ لاپرواہ ہی سے بولی۔

"او مائی گاڈ! کیسی نکمی عورت ہو تم، دیکھ نہیں رہیں فیڈر میں پہلے سے بنا دودھ دہی کی طرح جگہ جگہ جما ہوا ہے۔ اسے نیم گرم پانی سے دھوؤ۔" ثوبیہ نے تاسف سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب تو میں نے دودھ ڈال دیا ہے پھر بھی۔" وہ فیڈر لے کر جانے لگی۔

"خبردار! اگر تم نے اس معصوم بچے کو یہ جراثیموں سے بھرپور دودھ پلایا۔ ادھر دو فیڈر، ذرا سی کام چوری کی خاطر تم اس بچے کو بیمار کرنے چلی ہو۔" ثوبیہ نے پانی کا گلاس میز پر رکھا اور فیڈر اس کے ہاتھ سے لے کر دودھ خالی برتن میں انڈیل دیا۔

"ہائے ہائے سارا دودھ ضائع کر دیا۔" آیا نے ٹھوڑی پہ انگلی رکھ کر کہا۔

"میں تمہیں بھی ضائع کر دوں گی اگر بچے کو دوبارہ خراب فیڈر میں دودھ دیا۔" ثوبیہ نے کیتلی

میں اپنی گرم ہونے کے لئے رکھتے ہوئے کہا۔

''لو دودھ تو بالکل ٹھیک ہے۔''

''تو تم پی لو یہ دودھ، سنی کی صحت دیکھ کر تو مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ اس کے حصے کا دودھ بھی تم پی جاتی ہو۔'' ثوبیہ نے فیڈر میں صرف اور برش ڈالتے ہوئے کہا۔

''یہ میں کیا سن رہا ہوں؟'' ارسلان نجانے کب وہاں آیا تھا اس کی باتیں سن چکا تھا۔ سنی کے لئے اس کا یوں پریشان ہونا اسے اچھا لگا تھا۔

''کاش! سنی کی ماں بھی اس کے لئے اسی طرح فکر مند ہو جیسے یہ لڑکی ہو رہی ہے جو ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی یہاں آئی ہے۔'' ارسلان نے حسرت سے سوچا۔

''سرداراں! تم سنی کا خیال کیوں نہیں رکھتیں۔'' ارسلان سرداراں سے مخاطب تھا اور ثوبیہ کو بوتل دھوتے ہوئے بھی دیکھ رہا تھا۔

''رکھتی تو ہوں صاحب جی۔'' وہ ذرا سٹپٹا کر بولی۔

''ثوبیہ! آپ کیوں کر رہی ہیں یہ کام یہ آیا کا کام ہے۔'' وہ ثوبیہ سے مخاطب ہوا۔

''ارسلان بھائی! یہ کام تو بچے کی مما کا ہے لیکن آیا خراب دودھ جسے فیڈر میں بچے کو دودھ دے رہی تھی۔ اس لئے میں نیم گرم پانی سے دھو رہی ہوں۔ لیجئے سنی کا فیڈر تیار ہے سنی کہاں ہے؟'' اس نے فیڈر بنا کر تازہ دودھ اس میں ڈال کر ان کی طرف بڑھا دیا۔

''جھولے میں لٹا کر آیا ہوں اسے، تھینک یو ویری مچ مس ثوبیہ۔'' ارسلان نے فیڈر لے کر کہا اور کچن سے باہر نکل گیا۔

''کہاں تھیں اب تک؟'' رات کے گیارہ بجے نائمہ گھر آئی تو ارسلان ڈرائنگ روم میں ہی مل گیا وہ اس کے انتظار میں جاگ رہا تھا۔

''بتایا تو تھا تمہیں مسز زبیر کے بیٹے کی برتھ ڈے پارٹی تھی۔'' نائمہ نے بڑی ادا سے اپنے تراشیدہ بالوں کو جھٹکا دے کر کہا۔

''وہ پانچ سالہ بچہ جس کی برتھ ڈے پارٹی میں تم نے رات کے گیارہ بجا دیئے ہیں وہ تو کب سے سو بھی چکا ہوگا۔ تمہیں اپنے بچے کی بھی کچھ فکر ہے۔ کبھی اس کے لئے بھی اتنی دیر جاگی ہو۔ نکال سکی ہو اتنا وقت اپنے بچے کے لئے جتنا دوسروں کے بچے کی برتھ ڈے پارٹی کے لئے دے کر آرہی ہو؟'' ارسلان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تمہارا تو یہ روز کا مسئلہ ہے آخر تم چاہتے کیا ہو؟'' وہ تنک کر بولی۔

''میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ تم سنی کو پراپر ٹائم دیا کرو۔ جو اس کا حق ہے۔ کبھی غور سے دیکھا ہے تم نے اسے، کہاں دیکھا ہوگا تمہارے پاس اس کے لئے وقت ہی کہاں ہوتا ہے۔ کتنا کمزور ہو گیا ہے وہ کچھ احساس ہے تمہیں اس بات کا۔'' ارسلان نے دھیمے مگر درشت لہجے میں کہا۔

''وہ میرا نہیں تمہارا بیٹا بھی ہے۔ تم کیوں نہیں کرتے اس کا احساس تم کیوں نہیں نکالتے اس کے لئے وقت؟'' نائمہ طنزیہ لہجے میں بولی اس کی تیز آواز پورے گھر میں گونج رہی تھی، گھر کے ملازمین کے لئے تو یہ روز کا معمول تھا۔ مگر ثوبیہ کے لئے یہ نئی ہی نہیں تکلیف دہ بات بھی تھی۔ اب سمجھی تھی وہ بچے کو آیا کے سپرد کرنے کا سبب اور ارسلان کی باتوں کی وجہ۔

''میں آفس کے بعد سارا ٹائم گھر پہ سنی کے ساتھ ہی گزارتا ہوں، میں نے تو اپنے دوستوں تک سے ملنا جلنا ختم کر رکھا ہے۔ جم جانا ترک کر دیا ہے، گیم کھیلے مجھے ایک عرصہ ہو گیا ہے۔ صرف اس لئے کہ تم موجود نہیں ہوتی ہو اپنے بچے کے پاس اگر میں بھی تمہاری طرح گھر سے باہر اپنا وقت گزارنے لگوں تو سنی تو بکھر کر رہ جائے گا۔ اسے اپنے ماں باپ کی پہچان بھی نہیں ہو گی۔ میں سارا ٹائم تو گھر پر نہیں گزار سکتا۔ مجھے بزنس بھی چلانا ہے۔ تمہارے یہ ٹھاٹ باٹ اسی بزنس کی وجہ سے ہیں۔ تم جی بھر کے پیسہ خرچ کرو مجھے اعتراض نہیں ہے مگر میرے بیٹے کو ماں کی محبت اور توجہ دینا تمہارا فرض اور ذمہ داری اسے تم پوری کرو۔ میرے گھر آنے تک تو تمہیں سنی کی دیکھ بھال کرنی چاہیے۔''

''سنی کی دیکھ بھال کے لئے آیا موجود ہے۔'' وہ چلائی۔

''آیا، ماں کی جگہ تو نہیں لے سکتی اور نہ ہی ماں کی ممتا اور توجہ سنی کو دے سکتی ہے۔ بچے کی اصل جگہ اس کی ماں کی آغوش ہوتی ہے نائمہ بیگم اسے تمہاری توجہ تمہارا محبت بھرا لمس چاہیے آیا کا نہیں اور آیا تو اسے ڈھنگ سے فیڈر تک نہیں پلاتی۔'' ارسلان نے اسے نرمی سے سمجھانے کی کوشش کی۔

''تو میں کیا کروں تمہیں ہی بچے کی خواہش تھی۔ اب تم ہی سنبھالو اسے، میں نے تمہاری ایک خواہش تو پوری کر دی ہے۔ اب میں تمہاری دوسری خواہش پوری کرنے کے لئے گھر میں قید ہو کر تو رہنے سے رہی۔ تمہیں تھا بچے کا شوق، مجھے نہ تھا نہ ہے، سو مجھے اس مسئلے سے دور ہی رکھو۔'' اس نے انتہائی بے پرواہی اور سفاکی سے کہا تو ثوبیہ تو اس کے خیالات سن کر دھنگ رہ گئی۔ اسے ارسلان اور سنی دونوں سے ہمدردی محسوس ہونے لگی۔

''ارسلان صحیح ہی تو کہہ رہے ہیں اور نائمہ اف۔'' وہ چکرا گئی۔

''کیسی عورت ہو تم تمہیں اپنے شوہر کا اپنے بچے کا کوئی خیال نہیں ہے۔ ہر شادی شدہ لڑکی کی اولین خواہش ہوتی ہے ماں بننے کی خواہش اور تم اللہ کی دی ہوئی اس نعمت کی ناشکری کر رہی ہو۔ ارے کچھ تو خدا کا خوف کرو نائمہ بیگم! اولاد تو خدا قسمت والوں کو دیتا ہے۔ کبھی ان لوگوں کو دیکھا ہے جو ترس رہے ہیں اولاد کے لئے۔ ارے کبھی خالی گود ماؤں کو دیکھا ہے تم نے جو دوسروں کے بچوں کو ممتا بھری نظروں سے دیکھ کر اپنی ممتا کی پیاس بجھانے کی سعی کرتی ہیں۔ بہت ہی ناشکری اور ناقدری ہو تم۔ اللہ نے تمہیں ماں کے مرتبے پر فائز کیا ہے۔ ماں جس کے قدموں تلے جنت ہوتی ہے مگر تم تو اپنی جنت کو خود ٹھوکر مار رہی ہو۔ افسوس صد افسوس مجھے اندازہ نہیں تھا کہ مڈل کلاس کی ایک سیدھی سادی لڑکی میری بیوی بننے کے بعد یہ روپ دھارے گی۔ بخدا اگر مجھے علم ہوتا کہ تم ایسی ماں نکلو گی تو میں کبھی بچے کی خواہش نہ کرتا۔ کم از کم وہ معصوم بچہ تو ماں کے ہوتے ہوئے بھی ماں کا نہ ہوتا۔ ممتا اور محبت کے لئے روتا بلکتا وہ معصوم تو تمہاری بے حسی سے محفوظ رہ جاتا۔ مجھے بہت دکھ اور افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے نائمہ بیگم کہ تم سے شادی کر کے میں نے زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی ہے۔'' ارسلان نے تھکے تھکے لہجے میں تاسف اور دکھ سے کہا۔

''تو چھٹکارا حاصل کر لو مجھ سے۔'' وہ طنز سے بولی۔

''اگر تمہارے یہی طور طریقے اور تیور رہے تو مجھے ایسا کرنا ہی پڑے گا۔'' ارسلان نے سنجیدہ اور سخت لہجے میں کہا۔

''آئی ڈیم کیئر، میرے لئے بہت سی آپشنز اور چوائسز ہیں۔'' نائمہ نے لاپرواہی سے کندھے اچکا کر کہا تو ثوبیہ شرم اور حیرت سے سمٹ کٹ گئی۔

''یقیناً ہوں گی تم جیسی عورت کے لئے جو

سارا وقت گھر سے باہر ہی گزارتی ہو۔ اس کے لئے یقیناً آپشنز ہوں گی۔ میں تو تمہیں سادہ سی گھریلو لڑکی سمجھا تھا۔ مجھے کیا پتہ تھا کہ تم کسی گولڈن چانس کی تلاش میں ہو۔ جو تمہیں میری صورت میں مل گیا اور تم نے اپنی ناآسودہ خواہشات اور حالات کی کسر پوری کرنے کے لئے ہر حد ہی پار کر لی۔ تمہیں تو صرف روپے پیسے، گاڑی بنگلے اور پارٹیوں سے دلچسپی ہے اپنے شوہر اور بچے سے تمہیں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" ارسلان نے صوفے پہ بیٹھ کر تاسف سے کہا۔

"تم میری انسلٹ کر رہے ہو، مجھے پورا حق ہے اپنی زندگی انجوائے کرنے کا میں پابند ہو کر نہیں رہ سکتی سمجھے تم۔" وہ چلائی۔

"تو میں تمہیں اس نام نہاد رشتے کی پابندی سے بھی آزاد کر دوں گا۔ پھر جہاں تمہارا دل چاہے تم اڑتی پھرنا۔" وہ آرام سے بولا۔

"تو تم چاہتے ہو کے میں یہ گھر چھوڑ کر چلی جاؤں۔" وہ مزید تیز لہجے میں چیخی۔

"تم نے اس گھر کو اون ہی کب کیا جو تم چھوڑ کر جاؤ گی۔ تم نے تو عالیشان عمارت کو امارت کو میرے نام اور مقام کو محض اپنی شو یا بادی کے لئے اپنایا ہے۔" وہ تلخی سے بولا۔

"تم مسلسل میری توہین کر رہے ہو۔" وہ غصیلے لہجے میں چیخی۔

"تم نے خود کو تکریم کے لائق ثابت ہی نہیں کیا۔ بلکہ توہین تو تم نے کی ہے میری پسند، میرے جذبے، میرے معیار اور میری امنگوں کی لیکن ایک بات کان کھول کر سن لو اگر سنی کو کچھ ہو گیا تو۔"

"تو کیا، بولو کیا کرو گے تم؟" وہ غصے سے پھنکارتی اس کے سر پر جا پہنچی۔

"طلاق دو گے مجھے۔"

"ہاں اس لئے کہ میں تمہیں صرف سنی کی ماں ہونے کی وجہ سے برداشت کر رہا ہوں ورنہ تمہیں اب مزید برداشت کرنے کی میرے پاس کوئی وجہ نہیں رہی۔" ارسلان نے سختی سے کہا اور اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔

"نائی نٹ۔" نائمہ نے غصے سے کارپٹ پر پاؤں پٹخا۔ ثوبیہ تاسف سے نفی میں سر ہلاتی واپس اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

"کتنی ناشکری ہیں نائمہ باجی اتنا اچھا شوہر ہے پیارا سا بیٹا ہے دولت کی ریل پیل ہے مگر انہیں رشتوں کی قدر ہی نہیں ہے۔ صرف دولت کی ہوس ہے اپنے نفس کی تکمیل سے سروکار ہے۔ انہوں نے تو ہم مڈل کلاس لڑکیوں کو بدنام کر کے رکھ دیا ہے۔ ان کا اعتبار ہی کھو دیا ہے۔ ارسلان بھائی تو یہی سمجھتے ہوں گے ناں کے مڈل کلاس کی ساری لڑکیاں دولت کے خواب دیکھتی ہیں۔" وہ صبح بیدار ہوئی تو رات والے واقعے کو یاد کر کے سوچنے لگی۔ آٹھ بجے تھے اور وہ اپنے کمرے میں موجود تھی۔ یہ کمرہ گیسٹ روم سے منسلک تھا۔ کافی کشادہ اور خوبصورت تھا۔ اس نے کھڑکی سے پردہ ہٹا کر باہر دیکھا۔ سورج اپنی روشنی سے زمین کو منور کر رہا تھا۔ اس کی گزشتہ دس سالہ زندگی میں شاید یہ پہلی صبح تھی کہ وہ یوں فارغ اور پرسکون کھڑی تھی ورنہ تو اسے فجر کی نماز سے فارغ ہوتے ہی کچن کے کام میں مصروف ہونا پڑتا تھا۔ چچی نے اسے نوکرانی بنا رکھا تھا۔

اس کی ماں باپ کا انتقال اس کے لڑکپن میں ہی ہو گیا تھا۔ چچی چچا نے اسے ماں باپ کا پیار تو نہ دیا مگر اس گھر میں رہنے ضرور دیا جس میں اس کا باپ کا بھی آدھا حصہ تھا۔ چچا تو رحم دل اور سیدھے آدمی تھے۔ مگر چچی بہت ہوشیار، تیز اور ظالم عورت تھی۔ چچا بھی ان سے دبتے تھے۔ ان کے دو بچے تھے۔ ایک بیٹی اور ایک بیٹا دونوں ثوبیہ کے ہم عمر تھے۔ چچی گھر کے سارے کام ثوبیہ سے کرواتی وہ تو چچا اکثر ثوبیہ کی حمایت میں بول پڑتے تو وہ صبح سے شام اور شام سے رات تک گھر کے کاموں میں جتی رہتی تعلیم بھی اس نے اپنے شوق اور چچا کی سپورٹ کی بدولت حاصل کی۔ وہ ہمیشہ امتیازی نمبروں سے کامیاب ہوتی رہی۔ بی ایڈ کر کے اس کا ارادہ سکول میں ملازمت کرنے کا تھا۔ چچی اسے ہر وقت طعنے دیتی رہتی کے ہمارے ٹکڑوں پہ پل رہی ہے۔

"اری بھاگوان، کیوں ستاتی ہے اس یتیم مسکین کو صبح سے رات تک تو یہ تیری اور تیرے گھر والوں کی محنت مزدوری کرتی ہے۔ بدلے میں کیا ملتا ہے اسے تین وقت کی روٹی اور سال میں دو جوڑے کپڑے اور کیا لیتی ہے یہ تجھ سے۔ اس گھر میں آدھا حصہ ہے ثوبیہ کا تو یہ کیوں بھول جاتی ہے۔" چچا انہیں سمجھانے لگتے۔

"کوئی حصہ وسہ نہیں ہے ثوبیہ کا، اس کی تعلیم پہ جو پیسہ خرچ ہو رہا ہے وہ کیا تم نہیں دیتے؟" چچی نے سلگ کر کہا۔

"میں دیتا ہوں ناں تم تو نہیں دیتیں۔ میری سگی بھتیجی ہے ثوبیہ، میرا خون ہے میرے مرحوم بھائی کی نشانی ہے اور اس کی تعلیم پر جتنا روپیہ خرچ ہوا ہے وہ نکال کے بھی ہزاروں لاکھوں بنتے ہیں اس کا مکان میں اس کے......" چچا نے کہا تو چچی نے سنگدلی سے کہا۔

"بس بس میں نے کہہ دیا ہے اسے حصے کے چکر میں مت ڈالنا ارے میں تو کہتی ہوں نکال باہر کرو۔"

"پاگل ہوئی ہو کیسے نکال دوں؟" چچا نے چڑ کر کہا۔

"کسی سے بھی دو بول پڑھوا دو اور چلتا کرو۔ وہ شکور نہیں ہے پرچون کی دکان والا رشتہ کرانے والی ماسی اس کا رشتہ لائی تھی ثوبیہ کے لئے میں تو کہتی ہوں اسی جمعے تین کلمے پڑھاؤ اور جان چھڑاؤ۔"

"تم تو پاگل ہی سٹھیا گئی ہو۔ ارے کچھ تو خوف خدا کرو۔ شکور کی بیٹی ثوبیہ کے ساتھ کالج میں پڑھتی رہی ہے، میں اس بڈھے نشئی سے ہرگز نہیں بیاہوں گا اپنی ثوبیہ کو۔" چچا نے سختی سے کہا تو ثوبیہ کو ان پر بے حد پیار آیا۔ وہ ہی تھے جو اس کے لئے آواز بلند کرتے رہتے تھے۔ ورنہ تو اس گھر میں وہ دم گھٹ کر مر جاتی۔

"دیکھو کچھ دینا دلانا بھی نہیں پڑے گا، مفت میں ثواب ملے گا۔ تم تو سمجھتے ہی نہیں ہو، جسے دیکھو پوچھتی ہے۔ ثوبیہ کی شادی کب کر رہی ہو۔ جہیز کتنا دوں گی ارے جہیز دیتی ہے میری جوتی، تم کو نہیں کرنی اس کی شادی تو نہ کرو مگر اسے میں اب اس گھر میں نہیں رہنے دوں گی۔ ارے جو اچھا رشتہ آتا ہے وہ ثوبیہ کے لئے ہی آتا ہے لڑکے والے آتے ہی اپنی نائمہ کو دیکھنے اور پسند اس پھلاں رانی کو کر جاتے ہیں۔ کیسی جوانی نکالی ہے کم بخت نے میری ہی بیٹی کی راہ میں دیوار بن کر کھڑی ہو گئی ہے یہ تو جب تک یہ اس گھر میں رہے گی میری بیٹی کی شادی نہیں ہو سکے گی۔ نکال باہر کرواسے کسی دارالامان میں بھیج دو۔"

"اچھا اچھا چپ کر سوچتا ہوں کچھ۔" چچا نے زچ ہو کر کہا تو ثوبیہ کا دل بجھ گیا۔ اس نے بے بسی سے نیلے آکاش کو دیکھا جیسے اپنے ماں باپ کو ڈھونڈ رہی ہو۔ جیسے اپنے رب سے مدد مانگ رہی ہو۔

نائمہ چچی کے دور پرے کے رشتے دار کی بیٹی تھی۔ فیشن کی دلدادہ اور دولت کی متمنی تھی۔ ارسلان نے اسے اپنے کزن کی دعوت ولیمہ میں دیکھا تھا وہ اس کے کزن کی بہن کی سہیلی تھی دوستی وہ ہمیشہ اپنے سے اونچے اسٹیٹس کی لڑکیوں سے کرتی تھی۔ بناؤ سنگھار میں ماہر تھی اور کسی امیر

زادے سے شادی کی خواہشمند تھی۔ شکل صورت اچھی تھی اس پر لباس کی تراش خراش، بالوں کی بناوٹ اور اسٹائل میں اور زیادہ حسین لگتی تھی۔ ارسلان نے اسے مشرقی انداز میں سجا سنورا دیکھا تو دل ہار بیٹھا۔ کزن نے تعارف کرایا اور اس نے ان کے ذریعے اپنا رشتہ بھجوا دیا۔ نائمہ نے خود کو بہت سادہ مزاج گھریلو اور مؤدب ظاہر کیا تھا اس پر مگر اس کی حقیقت تو ارسلان پر شادی کے چند ہفتے بعد ہی کھلنا شروع ہو گئی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ جلد ہی اپنی محرومیوں اور حسرتوں کو پورا کر کے تھک کے واپس اس کی طرف لوٹ آئے گی۔ مگر وہ تو آگے ہی بڑھتی چلی گئی۔ اس کے حلقہ احباب میں مرد اور عورت دونوں ہی شامل تھے۔ رات گئے تک وہ باہر پارٹیوں وغیرہ میں مصروف رہتی۔ وہ گھر سے دور اور باہر والوں سے قریب ہوتی چلی گئی۔ ارسلان کا ضبط بھی اب تو جواب دیتا جا رہا تھا۔ وہ صرف سنی کی وجہ سے بھی انتہائی اقدام سے گریز کر رہا تھا۔ سنی جسے نائمہ نے صرف جنم دینے کا احسان کیا تھا۔ وہ شروع دن سے ملازمہ اور آیا کے رحم و کرم پر تھا اور یہ سب ارسلان کی برداشت سے باہر ہو گیا تھا۔

چچا کے نائمہ کے والد پر کچھ احسانات تھے کچھ اس کا کچھ رشتے داری کا خیال کرتے ہوئے نائمہ نے ثوبیہ کو اپنے گھر ٹھہرانے کی حامی بھر لی تھی اور اسے کہیں ملازمت دلوانے کا وعدہ بھی کیا تھا چچا سے، ثوبیہ کو قصور سے لاہور امتحان دینے کے لئے آنا پڑا۔ چچا نے اپنی جیب خاص سے اس کے لئے ساتھ آٹھ نئے اچھے سوٹ سلوائے۔ نئے جوتے خرید کر دیئے۔ بقول ان کے وہ امیر گھر میں جا رہی ہے اس کا لباس ان جیسا قیمتی نہ سہی مگر کم بھی نہیں ہونا چاہیے۔ ثوبیہ بھی ان کی مجبوری سمجھتی تھی۔ جانتی تھی کہ وہ چچی کی وجہ سے ایسا کرنے پہ مجبور ہیں، اس لئے اس نے خاموشی سے اپنا سوٹ کیس تیار کر لیا۔ امتحان ختم ہونے کے بعد وہ کہاں جائے گی، کہاں رہے گی، کیا کرے گی؟ یہ ایک سوالیہ نشان بن کر اس کے سامنے کھڑا تھا۔ مگر اس نے مستقبل کا خیال جھٹک کر حال کی طرف توجہ مرکوز کر لی۔

''ثوبیہ بی بی! ناشتہ کر لیں۔'' ملازمہ کی آواز پہ وہ چونک کر اپنے خیالوں سے باہر نکل آئی۔

''نائمہ باجی! جاگ گئی ہیں کیا؟'' اس نے ملازمہ کو دیکھ کر پوچھا۔

''ہاں جی ابھی ابھی جاگی ہیں تھوڑی دیر تک ناشتہ کریں گی۔''

''اچھا میں ناشتہ کرنے کے بعد ان سے ملوں گی۔''

''ٹھیک ہے جی۔'' ملازمہ یہ کہہ کر واپس چلی گئی اور وہ [illegible]۔ وہ آدھے گھنٹے بعد ڈائننگ روم کی طرف آئی، ارسلان آفس جانے کے لئے تیار تھا اور سنی کو دلیہ کھلا رہا تھا۔ جب کہ نائمہ توس پر مکھن لگا رہی تھی۔

''السلام وعلیکم!'' ثوبیہ آگے بڑھ کر نائمہ کو دیکھتے ہوئے بولی۔

''تم...... تم کب آئیں؟'' نائمہ نے اسے دیکھ کر بہت حیرت سے پوچھا ارسلان نے دیکھا ہلکے آسمانی رنگ کے لباس میں سر پہ دوپٹہ اوڑھے وہ گھبرائی ہوئی سی تھی۔

''میں کل شام آئی تھی آپ گھر پہ نہیں تھیں اس لئے ملاقات نہیں ہو سکی۔'' ثوبیہ نے وضاحت سے جواب دیا۔

''ہوں تو تم آ ہی گئیں۔'' وہ توس پر مکھن لگا کر بولی اور دانتوں سے ٹکڑا توڑ کر چبانے لگی ثوبیہ کو اس کے اس رویے سے بے حد مایوسی، شرمندگی ہو رہی تھی۔ وہ اس کے شوہر کے سا

مجرم کی طرح کھڑی تھی۔

''کب سے شروع ہو رہے ہیں تمہارے امتحان؟'' نائمہ نے نوالہ نگلنے کے بعد پوچھا۔

''ابھی تو دس بارہ دن باقی ہیں۔''

''دس بارہ دن، تو پھر تم اتنی جلدی یہاں کیوں آ گئیں؟'' اس نے کہا تو وہ شرم سے پانی پانی ہو گئی۔ نظریں جھکائے ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پیوست کیئے وہ کچھ نہ بول سکی۔ ارسلان نے اس کی حالت کو دیکھتے ہوئے مدھم آواز میں کہا۔

''کیسا سوال ہے جب تم وجہ جانتی ہو اپنے انکل سے تفصیلی بات ہو چکی ہے تمہاری گھر آئے مہمان کو شرمندہ کرنا اچھی بات نہیں ہے۔''

''میں جانتی ہوں مجھے کیا کرنا ہے۔'' نائمہ نے ثوبیہ کی موجودگی کی پرواہ کیئے بغیر کہا اور پھر ثوبیہ کی طرف دیکھ کر بولی۔

''ناشتہ کر لیا تم نے۔''

''جی۔'' وہ بمشکل یہی کہہ سکی۔

''تو ٹھیک ہے جاؤ جا کر اپنی پڑھائی پر توجہ دو، یاد رہے یہ توجہ صرف پڑھائی پر ہی ہونی چاہیے، کمرہ تو تم نے اپنا دیکھ ہی لیا ہوگا، تمہاری حیثیت سے بڑھ کر خوبصورت ہے اور ضرورت کی ہر چیز سے آراستہ ہے، پھر بھی اگر کچھ چاہیے ہو تو مجھے بتا دینا۔'' نائمہ نے بہت طنزیہ اور تمسخرانہ انداز میں مغرور لہجے میں کہا۔

''جی بہتر۔'' ثوبیہ نے اپنی عزت نفس کی بکھرتی کرچیوں کو یکجا کرتے ہوئے کہا۔

''اب جاؤ جا کر پڑھو۔'' نائمہ نے سر سے پاؤں تک اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ ایک نظر سنی پر ڈال کر ڈائننگ روم سے باہر نکل گئی۔

''نائمہ وہ تمہاری رشتے دار ہے، تمہیں اس سے اس طرح تو بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔'' ارسلان نے کرسی کھسکا کر کھڑے ہو کر کہا۔

''میں جانتی ہوں مجھے اس سے کس طرح بات کرنی چاہیے۔ اس کلاس کے لوگوں کو اگر ذرا سی لفٹ کرا دی جائے تو سر پہ چڑھ جاتے ہیں۔'' نائمہ نے تضحیک آمیز لہجے میں کہا۔

''واقعی صحیح کہا تم نے۔'' ارسلان کا جملہ معنی خیز اور گہرا تھا مگر وہ فوراً سمجھ گئی۔

''مجھ پر طنز کرنے کی ضرورت نہیں ہے سمجھے۔'' وہ غصے سے بولی۔ تو وہ مسکراتا ہوا سنی کو گود میں لئے آیا کو آوازیں دیتا باہر نکل گیا۔

''اف کتنی بدل گئی ہو نائمہ باجی! میک اپ اسٹائل اور دولت کا غرور ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے، وہ کسی کی عزت کرنا ہی نہیں جانتیں۔'' ثوبیہ نے لان کی طرف آتے ہوئے سوچا اور وہ ہیں برآمدے کے ستون کے قریب کھڑی ہو گئی۔ وہ نائمہ سے آج تیسری بار ملی تھی۔ اسے یاد آ رہا تھا کہ وہ اپنی خوبصورتی اور اسمارٹنس کی خاطر کتنے جتن کرتی تھی، حسین نظر آنے کے ٹوٹکے تلاش کرتی رہتی تھی۔

''اللہ ثوبیہ! تمہاری سکن کتنی خوبصورت ہے تم کیا استعمال کرتی ہو کون سی کریم ہے پلیز مجھے اس کا نام بتا دو نا۔'' پہلی ہی ملاقات میں نائمہ نے اس کی صاف ستھری نرم ملائم جلد کو دیکھ کر کہا تھا۔

''میں تو کوئی کریم استعمال نہیں کرتی نائمہ باجی! بس کچن میں کام کرتی ہوں تو سبزیوں اور پھلوں کا عرق چہرے پہ لگا لیتی ہوں نہ کوئی خرچہ نہ کوئی جھنجھٹ۔'' ثوبیہ نے سادگی سے جواب دیا تھا۔

''مگر تمہارے چہرے پر بازوؤں پر تو بال بھی نہیں ہیں۔'' نائمہ نے اس کا لمحوں بھر میں جائزہ لے لیا تھا۔

''قدرتی نہیں ہیں۔'' وہ ہنس دی تھی۔

''ہائے اللہ تم کتنی لکی ہو مجھے دیکھو سو طرح کے جتن کرنے پڑتے ہیں، تھریڈنگ، بلیچنگ، میڈی کیور، پیڈی کیور اور پتا نہیں کون کون سا کیور تب کہیں جا کے یہ شکل نکلتی ہے۔'' نائمہ نے جب یہ بات کہا تو ثوبیہ کو ہنسی آ گئی تھی اور اب یہ بات یاد کرتے ہوئے بھی اس کے ہونٹ خود بخود مسکرانے لگے۔

''خیریت۔'' ارسلان آفس جانے کے لئے نکلا تھا اسے وہاں اکیلا کھڑے دیکھ کر اور مسکراتا دیکھ کر رک کر بولا۔

''جی۔'' وہ سٹپٹا گئی۔

''کس بات پر مسکرا رہی ہیں؟'' وہ اس کی گھبراہٹ سے محظوظ ہو کر بولا۔

''وہ مجھے نائمہ باجی کی ایک بات یاد آ گئی جو انہوں نے شادی سے پہلے مجھ سے کہی تھی۔'' اس نے مدھم لہجے میں جواب دیا۔

''آئی سی او کے میں چلتا ہوں اللہ حافظ۔'' وہ مسکراتا ہوا اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے اردگرد اس کی خوشبو بکھر گئی۔ جو اس نے اپنے ملبوس میں لگا رکھی تھی۔ ثوبیہ نے گہرا سانس لے کر خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتار لیا۔ ایک ہی دن میں اسے نائمہ کے معمولات کا اندازہ بھی ہو گیا۔ وہ رات گئے گھر آتی۔ صبح دیر تک سوتی، بیدار ہو کر تیار ہو کر ناشتہ کرتی اور گاڑی کی چابی اور پرس لے کر گھر سے باہر چلی جاتی۔ سنی رات کو بھی آیا کے پاس سوتا تھا اور دن میں بھی سارا وقت آیا کے پاس رہتا تھا۔ آیا نہ اسے ڈھنگ سے کھلاتی پلاتی نہ ہی اس سے ہنستی بولتی وہ گم صم سا پڑا رہتا یا جھولے میں پڑا رہتا۔ ثوبیہ کو سنی کی حالت پہ بہت دکھ ہوتا اس پر بے انتہا پیار آتا۔ اس نے اپنی پڑھائی پر توجہ دینے کے ساتھ ساتھ سنی کو بھی توجہ دینا شروع کر دی چند ہی دنوں میں وہ اس سے مانوس ہو گیا۔ آیا بھی سنی کو ثوبیہ کے حوالے کر کے مزے سے سو رہتی۔ دوپہر کو بھی سنی بے تحاشا رو رہا تھا ثوبیہ سے رہا نہ گیا اور وہ اسے اپنے کمرے میں لے گئی اور جب ارسلان گھر آیا اور حسب معمول حسب عادت سنی کو دیکھنے کے لئے اس کے کمرے میں گیا تو اس کی جھولا خالی دیکھ کر اور آیا کو سوتا دیکھ کر اس کی جان ہی نکل گئی۔

''سرداراں آیا، سنی کہاں ہے؟'' وہ غصے اور پریشانی سے زور سے بولا۔

''جی صاحب جی۔'' آیا ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔

''میں پوچھ رہا ہوں سنی کہاں ہے؟'' وہ غصے سے پوچھ رہا تھا وہ بری طرح بوکھلائے ہوئے تھی۔

''یہیں تھا جی میرے پاس۔''

''اندھی ہو گئی ہو جو مجھے نظر نہیں آ رہا تو میں تم سے پوچھتا، کہاں ہے سنی؟''

''وہ......وہ جی ہاں یاد آیا سنی بابو بہت رو رہے تھے تو ثوبیہ بی بی انہیں اپنے کمرے میں لے گئیں تھیں۔ وہ ادھر ہی ہو گا جی۔''

''اور تم یہاں مزے سے سو رہی تھیں اگر خدانخواستہ سنی کو سچ مچ کوئی اٹھا کر لے جائے تو تمہارے تو فرشتوں کو بھی خبر نہ ہو گی۔ آئندہ اگر میں نے سنی کی دیکھ بھال میں کوئی لاپرواہی دیکھی تو چھٹی کر دوں گا تمہاری۔'' ارسلان نے سنی کی موجودگی کا پتا چلتے ہی پرسکون ہو کر اسے غصے سے کہا۔

''کام چور، مفت کی کھانے کی عادی ہیں سب۔'' وہ بڑبڑاتا ہوا ثوبیہ کے کمرے کی طرف آ گیا۔ دروازے پہ ہلکی سی دستک دے کر آہستہ سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ اس کی نظر سیدھی ثوبیہ کے بیڈ کی جانب گئی۔ جہاں وہ سنی کو اپنے ساتھ اپنی بانہوں کے حصار میں لئے سو رہی تھی۔ وہ چلتا ہوا قریب آ گیا۔ سنی اس کے ساتھ سویا ہوا کتنا مطمئن اور خوبصورت لگ رہا تھا۔ دونوں کے چہرے پہ سکون اور معصومیت جھلک رہی تھی۔

''تھینک یو ثوبیہ!'' ارسلان نے بہت مدھم آواز میں کہا اور کمرے سے باہر آ گیا۔

آج دوپہر کو اسے ایک عرصے بعد بہت بے فکری کی گہری نیند آئی تھی۔

شام کو وہ لاؤنج میں آیا تو ثوبیہ سنی کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ ارسلان کو دیکھتے ہی سنجیدہ ہو گئی اور فوراً سلام جھاڑا۔

''وعلیکم السلام! سنی دوپہر سے آپ کے پاس ہے اس نے تنگ تو نہیں کیا آپ کو۔'' وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

''نہیں ارسلان بھائی! یہ تو بہت پیارا بچہ ہے اس کی شرارتیں تو اتنی پیاری ہیں کے انسان دن بھر کی تھکن بھول جائے۔ سارا دن گم صم رہنے سے اس کی گروتھ صحیح نہیں ہو رہی تھی۔ اب دیکھیں کتنا ایکٹو ہو گیا ہے۔ اصل میں بچے کو تو بھرپور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے آپ اسے جتنا زیادہ پک اپ کریں گے سراہیں گے یہ اتنا ہی زیادہ ذہین اور ایکٹو ہوتا چلا جائے گا۔ اگر کچھ سنے اور سیکھے گا ہی نہیں تو ایسے ہی گم صم اور خالی الذہن رہ جائے گا۔ بچے کا ماحول ہی ہوتا ہے جو اس کی نشوونما پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ماحول کی خاموشی سے تو بچہ کچھ بھی نہیں سیکھ سکتا ناں۔''

''درست کہہ رہی ہیں آپ لگتا ہے آپ نے چلڈرن سائیکالوجی میں ماسٹرز کر رکھا ہے۔'' ارسلان اس کی باتوں سے متاثر ہوتے ہوئے ہنستے ہوئے کہا۔

''نہیں تو میں نے نفسیات پڑھی ضرور ہے مگر یہ تو عام مشاہدے اور کامن سینس کی بات ہے۔'' اس نے خجل ہو کر کہا اور سنی کو اس کی گود میں دے کر اپنے کمرے میں چلی گئی اور ارسلان نے مسکراتے ہوئے سنی کا ماتھا چوم لیا۔

''ارسلان بیٹا یہ لڑکی کون تھی؟'' اسی وقت ارسلان کی ریحانہ پھپھو نے لاؤنج میں قدم رکھا تو وہ سنی کو لے کر کھڑا ہو گیا۔

''آیئے پھپھو کیسی ہیں آپ؟''

''میں ٹھیک ہوں، تم نے بتایا نہیں کے وہ لڑکی کون ہے؟''

''نائمہ کی کزن ہے امتحان دینے کے لیے آئی ہے، آپ بیٹھیے تو، زبیدہ چائے لے کر آؤ۔'' ارسلان نے انہیں بیٹھنے کا کہتے ہی ساتھ ہی ملازمہ کو چائے کا آرڈر بھی دے دیا۔

''بیٹا! تم نائمہ کو سمجھاتے نہیں ہو۔ گھر سے باہر غیر مردوں میں پھرتی ہے اور گھر کے اندر غیر جوان جہاں لڑکی کو چھوڑ رکھا ہے۔ ارے خاندان والے طرح طرح کی باتیں بنا رہے ہیں۔ کتنا کہا تھا تم سے خاندان میں شادی کر لو۔ اللہ جانے تمہیں نائمہ میں کیا نظر آیا تھا جو اسے بیاہ لائے۔'' ریحانہ بیگم بولتی ہی چلی گئیں۔

''بس پھپھو اسی غلطی کا خمیازہ بھگت رہا ہوں، سنی بھی ماں کی ممتا سے محروم ہے ملازموں کے رحم و کرم پر ہے۔ میں کیا کروں پھپھو؟''

''جان چھڑاؤ اس سے، ارے ماں اپنے بچے پر توجہ نہیں دے گی تو پھر ایرے غیرے کے ہاتھوں میں ہی رلے گا نہ بچہ۔'' ریحانہ بیگم نے لوہا گرم دیکھ کر چوٹ لگائی۔

''خیر چھوڑیئے یہ بتایئے شاہانہ کیسی ہے؟'' ارسلان نے بات کا رخ موڑ دیا۔

''ٹھیک ہے آج کل میں اسی کی شادی کی تیاریوں میں مصروف ہوں۔''

''تو کیا شادی طے ہو گئی اس کی؟''

''ارے کہاں بیٹا! کئی رشتے موجود ہیں، مگر شاہانہ مانتی ہی نہیں ہے۔ میں تو اسے سمجھا سمجھا کر تھک گئی ہوں۔ میری تو خواہش تھی کہ اس کی شادی تم سے ہوتی مگر خیر یہ نصیب کی بات ہے۔

جو مقدر میں لکھا ہے وہی ملتا ہے۔ آج نہیں تو کل شاہانہ بھی مان جائے گی لکھ پتی، کروڑ پتی لڑکوں کے رشتے ہیں کب تک انکار کرے گی اور ہاں یہ نائمہ کہاں ہے؟ جب بھی آؤ گھر پر نہیں ہوتی کیا آج بھی غائب ہے؟'' وہ تیزی سے بولتی چلی گئیں۔ ارسلان کو ان کی اسی عادت سے چڑ تھی وہ نان اسٹاپ بولتی تھیں۔

''جی آج بھی غائب ہیں۔'' ارسلان نے سنی کو کارپٹ پر بٹھاتے ہوئے جواب دیا۔

''ہائے ہائے اس بچے کا کیا قصور ہے جو یہ سارا وقت ماں کے بغیر رہتا ہے بیٹا تم یوں کیوں نہیں کرتے کہ سنی کو ہمارے گھر چھوڑ جایا کرو صبح کو شام دفتر سے واپسی پر ساتھ لیتے آیا کرنا۔ تمہیں تو پتا ہے شاہانہ کو بچوں سے کتنا پیار ہے۔ وہ تو غیروں کے بچوں سے بے حد پیار کرتی ہے۔ سنی تو پھر اپنا بچہ ہے گھر کا بچہ ہے اس پر تو وہ جان چھڑکتی ہے۔'' ریحانہ بیگم نے سنی کو آڑ بناتے ہوئے کہا دراصل وہ شروع سے ارسلان کو اپنا داماد بنانا چاہتی تھیں۔ وہ کروڑوں کی جائیداد کا اکلوتا مالک تھا۔ ماں باپ کا انتقال ہو چکا تھا۔ بھائی بہن کوئی تھا نہیں۔ نائمہ سے ارسلان کی شادی ہونے کا ریحانہ بیگم کو بہت قلق تھا۔ نائمہ کو وہ طلاق دلوا کر شاہانہ کو ارسلان کی دلہن بنانا چاہتی تھیں۔ نائمہ کی اپنی حرکتیں اور سرگرمیاں ایسی تھیں کے وہ خود بخود ارسلان کے دل سے اتر گئی تھی۔ ریحانہ بیگم کو کچھ کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی اور اب وہ دیکھ رہی تھیں کہ ارسلان مکمل طور پر نائمہ سے عاجز آ چکا ہے تو وہ وقفے وقفے سے گھر آ کر اسے کچوکے لگاتی رہتی تھیں۔ نائمہ کے خلاف اکساتی تھیں اور انہیں یقین تھا کہ ارسلان بہت جلد نائمہ کو طلاق دے دے گا اور پھر وہ اپنی بیٹی شاہانہ کی شادی ارسلان سے کرا دیں گے۔ سنی کو وہ اس کام کے لئے آڑ بنا رہی تھیں اب، ورنہ ان ماں بیٹی کو سنی سے کوئی ہمدردی یا محبت نہیں تھی۔ وہ تو کروڑوں کی جائیداد کے چکر میں تھیں۔

''شکریہ پھپھو جان! یہاں آیا ہے ملازمہ بھی ہے، ناحق آپ کو اور شاہانہ کو زحمت ہوگی۔'' ارسلان نے مہذب لہجے میں کہا۔

''لو بھلا زحمت کیسی بھور آیا ملازمہ اپنے تھوڑی ہوتے ہیں وہ بھلا سنی کو پیار کیوں دینے لگی۔ ہمارا تو یہ خون ہے۔ اپنوں سے بڑھ کر بھلا کون اسے پیار اور توجہ دے سکتا ہے۔'' ریحانہ بیگم نے تیزی سے کہا۔

''جب اس کی سگی ماں ہی اسے پیار اور توجہ نہیں دے سکتی تو اور کون دے گا۔ خیر چھوڑیئے آپ چائے پی لیجئے۔'' ارسلان نے سنجیدگی سے کہا ملازمہ ٹرالی میں چائے سجائے آ گئی تھی۔

ثوبیہ پڑھتے پڑھتے تھک گئی تھی یوں بھی کالج میں پڑھا ہوا نصاب کافی حد تک اس کے کورس میں شامل تھا۔ اس لئے اسے بار بار ایک ہی چیز پڑھنے سے بوریت ہونے لگی تھی۔ کتاب بند کر کے اس نے ٹیپ ریکارڈ آن کر دیا اور میوزک سے محظوظ ہونے لگی۔ ایسے فرصت کے لمحات اسے پہلے کہاں ملے تھے۔ اپنی مرضی سے سونا، اپنی مرضی سے جاگنا، کھانا بھی عمدہ اور کمرہ بھی شاندار اور آرام دہ۔ اس کے لئے تو یہ کمرہ کسی محل سے کم نہیں تھا۔

اچانک اسے سنی کی رونے کی آواز سنائی دی۔ اس نے ٹیپ ریکارڈ آف کر دیا۔ آواز اور زیادہ تیز ہوگئی وہ پاؤں میں چپل پہن کر دوپٹہ شانوں پر پھیلا کر تیزی سے کمرے سے باہر بھاگی۔ آیا سنی کو کندھے سے لگائے برآمدے میں چکر لگا رہی تھی اور وہ بیچ چیخ چیخ کر رو رہا تھا۔

''چپ کر کم بخت۔'' آیا نے سنی کی کمر پر دھپ لگا کر غصے سے کہا۔

''کم بخت تو تم ہو، یہ کیا کر رہی ہو شرم نہیں آتی تمہیں اتنے سے بچے پر ہاتھ اٹھا رہی ہو۔'' ثوبیہ غصے سے بولتی آگے بڑھی۔

''لو تو آپ اٹھا لو اسے مجھ سے تو نہیں سنبھلتا۔'' آیا بھی بڑی ڈھیٹ تھی بجائے شرمندہ ہونے کے روتے ہوئے سنی کو اس کی طرف بڑھا دیا۔

''نہیں سنبھلتا تو چھوڑ دو یہ نوکری آخر تمہیں رکھا کس لئے ہے بچے کو رلا رلا کر ہلکان کر دیتی ہو۔ پیار کی بجائے مار سے چپ کرانے کی کوشش کرتی ہو۔ ذرا بھی خیال نہیں ہے تمہیں اس کا۔'' ثوبیہ نے سنی کو اس سے لے لیا اور اپنے ساتھ لپٹا کر نرمی سے تھپکتے ہوئے اسے کھری کھری سنا ڈالیں۔

''جب اس کی ماں کو ہی اس کا خیال نہیں ہے تو میں کیوں اس کے لئے جان ماری کروں، میرا کوئی سگا تھوڑی ہے یہ۔'' آیا نے بدتمیزی سے جواب دیا۔

''سگا ہوتا تو کیا تب بھی تم اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتیں؟''

''سگا ہوتا تب نا اللہ نے دیا بھی تھا اور سال بعد واپس بھی لے لیا۔''

''اچھا کیا جو اس نے واپس لے لیا۔ تم جیسی ناشکری اور ناقدری عورتوں کے ساتھ یہی ہونا چاہیے۔ بجائے اس کے کہ تم اسے ماں کا پیار دیتیں۔ تم اسے مارنے ڈانٹنے لگیں۔ تمہیں یہاں ملازم کس لئے رکھا گیا ہے۔ اگر بچہ نہیں سنبھلنا تو جاؤ یہاں سے۔ مفت کی تنخواہ لینے کے لئے آئی ہو یہاں۔ یہ بے ایمانی اور حرام خوری ہی کرنی ہے تو کوئی اور گھر دیکھو سنی کے ساتھ میں تمہیں ایسا سلوک نہیں کرنے دوں گی۔'' ثوبیہ نے سنی کو پیار سے سہلاتے ہوئے کہا سنی چپ ہو گیا تھا۔

''ویسے آپ سنی بابو کی لگتی کیا ہو؟''

''خالہ ہوں میں اس کی۔''

''تو آپ اپنی بہن کو سمجھائیں ناں سنبھالیں اپنے بچے کو انہیں تو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے اور میرے لئے نوکریاں بہت ہیں جی یہ سامنے والوں کو بھی اپنے بچے کے لئے آیا کی ضرورت ہے وہ تو یہاں تنخواہ زیادہ ملتی ہے اس لئے میں نے ان کی نوکری نہیں کی یہاں سے جاؤں گی تو وہاں آیا گیری شروع کر دوں گی۔''

''میں ان لوگوں کو تمہارے کارناموں کے متعلق پہلے ہی آگاہ کر دوں گی کرنا پھر وہاں جا کر نوکری۔ نوکری کا مطلب صرف تنخواہ لینا نہیں ہوتا۔ کام کرنا بھی ہوتا ہے مگر تمہیں تو صرف تنخواہ لینا اور زبان چلانا آتا ہے۔'' ثوبیہ کو اس پر شدید غصہ آ رہا تھا۔ وہ کبھی زندگی میں کسی سے اس طرح الجھی بھی نہیں تھی اس معصوم بچے کی خاطر وہ اس بدلحاظ عورت کے منہ لگی تھی۔ ورنہ اسے تو یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ وہ اس طرح غصے سے بول سکتی ہے۔ اس نے تو آج تک غصہ سہنا ہی سیکھا تھا۔

''اب کھڑی کھڑی مجھے کیوں گھور رہی ہو۔ اس کا فیڈر بنا کے لاؤ اور بوتل نیم گرم پانی سے اچھی طرح دھو لینا۔'' ثوبیہ نے اسے اپنی طرف خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''اور کوئی حکم۔'' وہ کمر پہ جاہل عورتوں کی طرح ہاتھ رکھ کر بولی۔

''کاہل اور کام چور ملازموں کو حکم نہیں دیا جا سکتا۔ ان کے ساتھ تو مغز ماری ہی کی جا سکتی ہے۔ جاؤ فیڈر لاؤ بچہ بھوک سے بلک رہا ہے۔'' ثوبیہ نے طنزیہ لہجے میں کہا تو وہ لٹھ مار لہجے میں بولی۔

''میں اسے چپ کراتی کے فیڈر بناتی ر،

کے تو اس نے میرا دماغ کھالیا تھا۔"

"اچھا۔"

"دماغ نام کی کوئی چیز ہے تمہاری کھوپڑی میں حیرت ہے۔" ثوبیہ نے بہت حیرت نظر آنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھیں جی مجھے آج تک کسی نے اتنی باتیں نہیں سنائیں۔"

"میں نے بھی آج تک کسی کو اتنی باتیں نہیں سنائیں۔ یہ شرف تمہیں ہی حاصل ہوا ہے اور اس بہانے مجھے بھی اپنی خوابیدہ صلاحیتوں کا پتا چل گیا ہے اس سے پہلے کے میری صلاحیتیں مزید عیاں ہوں تم سے جو کہا گیا ہے وہ کرو۔" ثوبیہ نے سنجیدہ مگر سخت لہجے میں کہا۔

"السلام علیکم صاحب جی!" آیا نے ستون کے پیچھے سے ارسلان کو نمودار ہوتا دیکھ کر گھبرا کر سلام کیا۔ ثوبیہ نے فوراً مڑ کر اسے دیکھا۔

"وعلیکم السلام بلکہ اب تمہیں خدا حافظ کہنا چاہیے ہے نا سرداراں بی بی۔" ارسلان نے ثوبیہ کے برابر کھڑے ہو کر کہا تو ان کی ساری باتیں سن چکا تھا۔

"میں سنی بابو کا فیڈر لاتی ہوں جی۔" وہ فوراً وہاں سے کھسک گئی۔

"ارسلان بھائی! آپ کب آئے؟" ثوبیہ نے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جب آپ سنی کو آیا سے گود لے رہی تھیں۔ مجھے بہت حیرت ہے مس ثوبیہ! کے سنی کی ملازمہ اور ماں کو اس کی ذرا پرواہ نہیں ہے اور آپ کو یہاں آئے چند روز ہی ہوئے ہیں لیکن آپ روز اول سے سنی کی کیئر کر رہی ہیں اس کے لئے فکر مند ہیں کیوں؟ اس کا آپ سے ایسا کوئی رشتہ بھی نہیں ہے۔" ارسلان نے اسے دیکھتے ہوئے نرمی سے پوچھا۔

"یہ خود ہی اتنا پیارا ہے کہ اس پر بے اختیار پیار آنے لگتا ہے اور بچے تو ہوتے ہی پیار کے قابل ہیں ضروری تو نہیں ہے کہ ان سے کوئی اور رشتہ بھی ہو۔ سنی کو دیکھ کر مجھے اپنی محرومیاں بھی یاد آنے لگتی ہیں۔ بچے والدین کے بغیر بکھر کے رہ جاتے ہیں۔ ارسلان بھائی! آپ سنی کو کسی ڈاکٹر کو ضرور دکھائیں۔ نجانے کیا بات ہے رات کو یا دن میں سوتے سوتے اچانک رونے لگتا ہے اور کافی دیر تک آنکھیں اور مٹھیاں بند کیے روتا چلا جاتا ہے۔ آیا کہتی ہے کہ خواب میں ڈر جاتا ہے۔ مگر مجھے کوئی گڑبڑ لگ رہی ہے، پلیز آپ اس کا چیک اپ ضرور کرا لیجئے۔" اس نے سنجیدہ اور نرم لہجے میں کہا اور چلتی ہوئی لاؤنج میں آگئی۔

"اوکے میں ڈاکٹر سے کل شام کا ٹائم لے لیتا ہوں۔ آج نائمہ سے بات کروں گا، تاکہ وہ سنی کو میرے ساتھ ڈاکٹر کے پاس لے کر چلے۔ مگر اس کا ساتھ جانا تو بے سود ہی ہوگا۔ کیونکہ اسے کیا معلوم کے اس کے بچے کے ساتھ کیا مسئلہ ہے۔ اسے کیا تکلیف ہے وہ کیوں روتا ہے؟ اگر نائمہ جانے کے لئے تیار نہ ہوئی تو آپ کو جانا ہوگا کیونکہ آپ سنی کی حالت کو اس کی ماں اور ملازمہ سے زیادہ سمجھتی ہیں۔" ارسلان نے سنجیدہ لہجے میں کہا وہ سر ہلا کر رہ گئی۔

آیا فیڈر لے آئی تو وہ سنی کو گود میں لٹا کر فیڈر پلانے لگی۔

"سنی بہت مانوس ہو گیا ہے آپ سے۔" ارسلان نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"بچے تو پیار کے بھوکے ہوتے ہیں۔ انہیں جس سے پیار ملتا ہے یہ اسی کے ہو جاتے ہیں۔" ثوبیہ نے مسکرا کر کہا نظریں سنی کے چہرے پر مرکوز تھیں۔

"صرف بچے ہی نہیں، بڑے بھی جس سے پیار ملتا ہے اسی کے ہو جاتے ہیں۔" ارسلان نے جانے کس خیال میں یہ بات کہہ دی۔ ثوبیہ نے

چونک کر اسے دیکھا تو وہ خجل سا ہو کر بولا۔

"آپ کا امتحان کب شروع ہو رہا ہے؟"

"پرسوں پہلا پیپر ہے۔" اس نے بتایا تو وہ سر ہلا کر سنی کو دیکھنے لگا۔

"ارسلان بیٹا! یہ کیا نئی آیا رکھی ہے تم نے سنی کے لئے؟" ریحانہ بیگم اسی وقت نازل ہو گئیں اور ثوبیہ کو سنی کو فیڈر پلاتے دیکھ کر انجان بن کر پوچھا حالانکہ وہ ثوبیہ کو پہچان چکی تھیں۔

"نہیں پھپھو! یہ تو ثوبیہ ہیں نائمہ کی کزن میں نے بتایا تو تھا آپ کو۔" ارسلان نے ثوبیہ کی فق ہوتی رنگت کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا، آ...... نائمہ کی کزن ہے تو نائمہ جیسی ہی ہوگی نا۔" وہ طنز سے بولیں۔

"ایکسکیوز می ارسلان بھائی!" وہ سنی کو گود میں لیے جانے کے کھڑی ہوگئی۔

"اے لڑکی! بچے کو کہاں لے جا رہی ہو سنی کو ادھر دو مجھے۔" ریحانہ بیگم نے تیز لہجے میں کہتے ہوئے سنی کو لینے کے لئے ہاتھ بڑھائے۔

"سوری میڈم! سنی کو سکون سے فیڈر پینے دیجئے اس کے بعد یہ سو جائے گا اسے ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں ہے۔" وہ یہ کہہ کر سنی کو لے کر وہاں سے چلی گئی۔ ارسلان کو اس کا جواب سن کر بہت خوشی ہوئی تھی اس کے لبوں پر بڑی دلنشین مسکراہٹ ابھری تھی۔

"ارے لو یہ کس قسم کی لڑکی ہے بھئی، جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں اسے یہاں آئے ہوئے اور بات ایسے کرتی ہے جیسے مالکن ہو گھر اور بچے کی، ارسلان بیٹا، تم نے بھی بچے کو اس کے حوالے کر دیا۔" ریحانہ بیگم کو خطرے کی گھنٹی بجتی سنائی دی غصے سے بولیں۔

"ارے نہیں پھپھو سنی کو آیا نے رلا رلا کر ہلکان کر دیا تھا۔ ثوبیہ نے اسے چپ کرایا ہے۔ بچہ اس کے پاس آرام سے ہے اس لئے میں خاموش رہا۔ ورنہ ایسی کوئی بات نہیں ہے وہ تو امتحان دیتے ہی یہاں سے چلی جائے گی۔" ارسلان نے کہا۔

"چلی ہی جائے تو اچھا ہے اور یہ تمہاری دلہن بیگم حسب معمول گھر سے باہر ہیں کیا؟"

"جی ہاں آپ کو تو معلوم ہی ہے۔"

"مجھے تو معلوم ہے مگر تمہیں کچھ معلوم نہیں ہے لوگ کیسی کیسی باتیں بنا رہے ہیں۔ ارے میں تمہاری بڑی ہوں بزرگ ہوں بھتیجے ہو تم میرے۔ ایسی باتیں سننا تو مجھے ہی پڑتی ہیں ناں۔ افسوس ہوتا ہے تمہاری اور سنی کی حالت دیکھ کر۔ ارسلان بیٹا! سمجھاؤ نائمہ کو کے گھر میں ٹک کر رہے۔ نہیں سمجھتی تو اس سے صاف صاف کہہ دو کے اپنے میکے کا رستہ ناپے۔" ریحانہ بیگم نے تیزی سے کہا۔

"اسے طلاق کی دھمکی بھی نہیں سدھار سکتی پھپھو میں نے یہ بھی کر کے دیکھ لیا ہے۔ وہ سمجھنے کی حد کراس کر چکی ہے۔" ارسلان نے تاسف سے کہا۔

"تو تم کس انتظار میں ہو طلاق دے کیوں نہیں دیتے اسے؟" ریحانہ بیگم اس کی بات سن

کر دل ہی دل میں خوشی سے جھوم اٹھیں۔ گویا ان کے راستے کا کانٹا جلد نکلنے والا تھا۔

"پھپھو، میں اپنے ضبط کو آخری حد تک آزمانا چاہتا ہوں، کیونکہ یہ میرے بیٹے کی زندگی کا سوال ہے ماں باپ کے جھگڑوں اور علیحدگی کی زد میں بچے ہی آتے ہیں۔ اس طرح بچوں کی شخصیت دو حصوں میں بٹ جاتی ہے۔ منتشر ہو جاتی ہے اور میں اپنے بچے کو بکھرتے، منتشر ہوتے۔ نفسیاتی مسائل کا شکار ہوتے کبھی نہیں دیکھنا چاہوں گا۔ بس اسی لئے خود پر جبر کر رہا ہوں۔ برداشت کر رہا ہوں۔" ارسلان نے سنجیدہ اور کربناک لہجے میں کہا تو برآمدے میں سنی کو گود میں لئے بیٹھی ثوبیہ کے دل میں ارسلان کے لئے بے پناہ عقیدت عزت اور احترام پیدا ہو گیا۔ وہ اپنے بیٹے کے مستقبل کے بارے میں اس کی زندگی کی خوشیوں کے بارے میں کس قدر متفکر تھا۔

"اچھا بیٹا، جیسے تمہاری مرضی میں اب چلتی ہوں، شاہانہ گھر پہ اکیلی ہوگی تمہارے انکل بھی اسلام آباد گئے ہوئے ہیں۔"

"تو پھپھو آپ شاہانہ کو بھی اپنے ساتھ لے آتیں ناں بہت دن ہو گئے اس سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔" ارسلان نے اخلاقاً کہا۔

"میں نے تو کئی بار کہا ہے مگر وہ نائمہ کی وجہ سے نہیں آتی۔" ریحانہ بیگم نے نرمی سے کہا۔

"نائمہ گھر پر ہوگی تو اسے کچھ کہے گی نا۔ خیر اگلی بار جب آپ آئیں تو شاہانہ کو بھی ساتھ لے آیئے گا۔" ارسلان نے نرمی سے کہا۔

"ضرور لاؤں گی بیٹا، تم بھی کسی دن ہمارے ہاں چکر لگا لینا۔ میں ہی آجاتی ہوں۔ تم نے تو اپنی پھپھو کے گھر آنا ہے چھوڑ دیا ہے۔" وہ خوشگوار لہجے میں بولیں۔

"پھپھو، آفس سے گھر آتا ہوں تو سنی کے ساتھ مصروف ہو جاتا ہوں پھر کہیں جانے کو دل ہی نہیں چاہتا۔ ویسے میں انشاءاللہ ضرور چکر لگاؤں گا آپ کی طرف۔" ارسلان نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں انتظار کروں گی اچھا خدا حافظ۔" وہ خوشی سے ارسلان کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں تو اس نے بھی کھڑے ہو کر انہیں رخصت کیا۔

"نائمہ شام کو تیار رہنا تمہیں سنی کو لے کر ڈاکٹر کے پاس جانا ہے۔" ارسلان نے اگلے دن آفس جانے سے پہلے رک کر اس سے کہا۔

"کیوں سنی کو کیا ہوا ہے؟"

"وہ دن بدن کمزور ہوتا جا رہا ہے میں نے ڈاکٹر سے ٹائم لے لیا ہے شام کو تم گھر پر ہی رہنا۔" ارسلان نے اپنا بریف کیس اٹھاتے ہوئے کہا۔

"سوری شام کو تو مجھے رخسانہ کے ہاں جانا ہے تم آیا کو ساتھ لے جانا۔" اس نے بے حسی سے جواب دیا۔ تو ارسلان کی آنکھوں میں چنگاریاں بھر گئیں۔

"وہ تمہارا بیٹا ہے آیا کا نہیں۔" وہ سختی سے بولا۔

"وہ تمہارا بیٹا بھی ہے تم اکیلے اسے لے جانا، میرا جانا اتنا ضروری بھی نہیں ہے۔" وہ ناخنوں کو دیکھتے ہوئے اسی بے پرواہی سے بولی۔

"تمہارا رخسانہ کے گھر جانا بھی اتنا ضروری نہیں ہے۔" وہ غصے سے بولا۔

"خواہ مخواہ بحث میں اپنا وقت ضائع کر رہے ہو۔ تم جانتے ہو کہ میں جو کہتی ہوں وہی کرتی ہوں۔ میں شام کو رخسانہ کے گھر جاؤں گی۔"

نائمہ نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو وہ غصیلے لہجے میں بولا۔

''جہنم میں جاؤ تم اور تمہاری مصروفیات لیکن یاد رکھنا نائمہ بیگم! کہ اگر سنی کو کچھ ہوا تو وہ دن اس گھر میں تمہارا آخری دن ہوگا سنا تم نے۔'' اور نائمہ نے سنا تھا یا نہیں ثوبیہ نے ضرور سن لیا تھا اور ارسلان کو غصے میں سرخ چہرہ لئے باہر جاتے بھی دیکھ لیا تھا، اسے سنی پر ترس آرہا تھا جسے نائمہ جیسی بے حس اور بے پرواہ ماں ملی تھی، اسے ارسلان سے بھی ہمدردی محسوس ہو رہی تھی جو بیوی کے ہاتھوں تنگ تھا، دلگیر اور دل برداشتہ تھا۔

''اللہ نے نائمہ باجی جیسی ناقدری عورت کو اولاد پتا نہیں کیوں دے دی؟'' ثوبیہ نے دل میں سوچا اور گہرا سانس لے کر رہ گئی۔

ثوبیہ کے امتحانات شروع ہو گئے تھے، ثوبیہ نے سوچا کہ امتحانات سے فارغ ہوتے ہی خود سنی کو ڈاکٹر کے پاس لے جائے گی، کل اس کا آخری پرچہ تھا وہ تیاری کر کے ستانے کو بیٹھی ہی تھی کہ نائمہ کی زور زور سے چیخنے چلانے کی آواز پر چونک گئی اور اٹھ کر کمرے سے باہر آ گئی، اس نے دیکھا نائمہ کہیں جانے کے لئے بجی سنوری کھڑی تھی، ساڑی زیب تن کی تھی اس نے جس کا بلاؤز نہ ہونے کے برابر تھا۔ ثوبیہ تو ایک نگاہ ڈال کر ہی شرم سے واپس مڑ گئی، ارسلان کے کزن کی شادی تھی اور وہ دونوں جا رہے تھے، ارسلان نے اس کے لباس پر اعتراض کیا تو وہ لگی چیخنے چلانے۔

اچھا لگے گا اس نیم عریاں لباس میں اتنے ہجوم میں جانا۔" ارسلان نے کہا تو وہ بالوں کو چھیڑتے ہوئے بولی۔

"تم تو مجھے اپر کلاس کے لگتے ہی نہیں ہو، بھئی آج کل یہی فیشن اِن ہے۔"

"لعنت ہو ایسے فیشن پر جس سے بے حیائی جھلکتی ہو۔" وہ ناگواری سے بولا۔

"جاؤ اور جا کر کوئی ڈھنگ کا لباس پہن کر آؤ۔"

"میرے پاس تو ایسا ہی لباس ہے، تمہیں چلنا ہے تو چلو ورنہ میں اکیلی ہی چلی جاتی ہوں۔" وہ اپنا پرس اٹھاتے ہوئے بولی۔

"تو اس حلیے میں وہاں نہیں جاؤ گی، تمہیں میری عزت کا کوئی خیال نہیں ہے، فلمی ہیروئنوں کی طرح بن سنور کر باہر جاتی ہو، کتنی نظریں تمہارے وجود پر پڑتی ہوں گی، تمہیں اپنی عزت کا بھی کوئی خیال نہیں ہے۔" ارسلان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ہاں نہیں ہے خیال تم دقیانوسی خیالات کے مالک ہو، زمانے کے ساتھ چلنا سیکھو ارسلان احمد!" وہ غصیلے لہجے میں چلائی۔

"تم نے جو اپنی چال بدلی ہے نا نائمہ بیگم مجھے ڈر ہے کہ تم ایک دن منہ کے بل گرو گی، اب بھی وقت ہے سنبھل جاؤ۔" وہ نرم لہجے میں بولا۔

"ہونہہ۔" وہ حقارت سے سر جھٹکتیں باہر کی طرف چل دی۔

"کہاں جا رہی ہو؟" ارسلان نے بلند آواز میں پوچھا۔

"تمہارے عزت دار رشتے داروں کے فنکشن میں نہیں جا رہی، میری اپنی بھی کچھ جان پہچان ہیں، تم ہی جاؤ اپنے کزن کی شادی میں، میں خوامخواہ جانے کے لئے تیار ہو کر اتنا اچھا فنکشن مس کرنے چلی تھی۔"

"میوزک میلے" میں جا رہی ہوں تین چار بھی بج سکتے ہیں بائے۔"

وہ یہ کہہ کر چلتی بنی اور ارسلان نے غصے سے اپنے ہونٹ اور ہاتھ بھینچ لئے۔

"تمہیں تو اب مستقل "بائے بائے" کہنا ہی پڑے گا نائمہ بیگم، بہت ہو گیا، تم نے میرا سکون برباد کر کے رکھ دیا ہے، میری عزت کی دھجیاں بکھیرتی پھرتی ہو تم، یار دوست کہتے ہیں کہ ارسلان تمہاری بیوی بہت ملنسار اور ماڈرن خاتون ہے، ہونہہ ملنسار، جو عورتوں اور مردوں دونوں کو ایک ہی انداز میں ملتی ہے، بے باک اور بے حیا ہو تم نائمہ بیگم۔" ارسلان نے سلگتے ذہن کے ساتھ سوچا اور سنی کو دیکھنے اس کے کمرے میں چلا گیا، ثوبیہ بھی اپنے کمرے میں آ کر تھک کر سو گئی۔

وہ آخری پرچہ دے کر گھر آئی تو بہت مطمئن تھی، اس کے تمام پرچے بہت اچھے ہوئے تھے اور اسے اعلیٰ نمبروں سے کامیابی کی امید تھی، گھر آ کر اس نے ظہر کی نماز ادا کی، کھانا کھایا اور سونے کے لئے لیٹی تو اچانک اسے سنی کا خیال آیا۔

"کیوں نہ سنی کو اپنے پاس لے آؤں۔" اس نے مسکراتے ہوئے سوچا ابھی وہ اپنی اس سوچ پر عمل کرنے کا سوچ ہی رہی تھی کہ آیا اس کے کمرے کا دروازہ دھڑ سے کھولتی اندر داخل ہوئی اور ہانپتی ہوئی بولی۔

"سنی بابو کو کچھ ہو گیا اس کا جسم نیلا پڑ رہا ہے۔"

"کیا؟" ثوبیہ اچھل کر بستر سے اتری۔

"چلو میرے ساتھ۔" وہ جوتے پہن کر دوپٹہ سنبھالتی تیزی سے سنی کے کمرے کی طرف بھاگی، اندر پہنچی تو سنی کو بیڈ پر بہت تکلیف دہ حالت میں لیٹا دیکھا، اس کا جسم نیلا ہو رہا تھا، ایک ایک رگ واضح نظر آ رہی تھی وہ دونوں بازو اوپر اٹھائے مٹھیاں بند کیے بہت مدھم آواز میں رو رہا تھا، ثوبیہ نے لپک کر اسے اٹھا لیا۔

"سنی بیٹا! کیا ہوا میری جان؟"

"آیا، جلدی کرو ڈرائیور سے کہو گاڑی نکالے اسے ابھی ہسپتال لے کر جانا ہے۔" وہ سنی کو پیار کرکے تیزی سے اسے گود میں لے کر اٹھتے ہوئے بولی۔

"مگر صاحب لوگ تو گھر پہ نہیں ہیں۔" آیا نے کہا۔

"اگر ہم صاحب لوگ کے آنے کا انتظار کریں گے تو یہ بچہ اس دنیا سے چلا جائے گا جلد کرو اس کی ضروری چیزیں بھی اٹھاؤ، فیڈر ضرور ساتھ لے لینا۔" وہ یہ کہہ کر اپنے کمرے کی طرف دوڑی، چچا نے اسے جاتے وقت پانچ ہزار روپے نقد دیئے تھے، جو اس کے پاس جوں کے توں رکھے تھے اس نے اپنا پرس اٹھایا اور سنی کو سنبھالتی باہر بھاگی، ڈرائیور نے اسے دیکھتے ہی گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔

"چاچا! جلدی کرو کسی نزدیکی ہسپتال لے چلو سنی کی حالت بہت خراب ہے۔" ثوبیہ نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اللہ کرم کرے گا چلو بی بی۔" ڈرائیور جو اس کے چچا کی عمر کا تھا ثوبیہ سے تسلی آمیز لہجے میں بولا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ہی گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ ثوبیہ سارے راستے درود پاک اور قرآنی آیات پڑھ پڑھ کر سنی پر پھونکتی رہی، اس کی تو اپنی حالت قابل رحم ہو رہی تھی، آنسو آنکھوں میں جانے کہاں سے امنڈے چلے آ رہے تھے، ہسپتال پہنچتے ہی وہ ڈرائیور کے ساتھ ڈاکٹر کے کمرے میں پہنچی تو وہاں پہلے سے کئی عورتیں اپنے بچوں کو لئے موجود تھیں اور ڈاکٹر کسی مریض کو فون پر ہدایات دے رہا تھا۔ ثوبیہ نے چند سیکنڈ تو ڈاکٹر کے فارغ ہونے کا انتظار کیا مگر جب وہ فارغ نہ ہوا

تو اس نے کھڑے ہو کر کہا۔

"ایکسکیوزمی ڈاکٹر پہلے میرے سنی کو چیک کرلیں اس کی حالت بہت سیریس ہے۔"

"آپ ادھر آ جائیے۔" ڈاکٹر نے اس کی طرف دیکھ کر اسے اشارے سے بچوں کے چیک اپ کی جگہ لگے بیڈ کی طرف اشارہ کر کے کہا تو وہ فوراً آگے آ گئی، کمرے میں موجود عورتیں اسے اور سنی کو حیرانگی سے دیکھ رہی تھیں۔ ثوبیہ کے چہرے سے چھلکتی پریشانی اور سنی کی حالت پر سب گھبرانے لگے تھے، سنی کو اس نے الٹا کر کے اس کی کمر پر تھپڑ مارے سنی کے رونے کی آواز کمرے سے باہر تک جا رہی تھی، سنی کے ساتھ ساتھ ثوبیہ کا دل بھی رو رہا تھا، چیخ رہا تھا۔

"کب سے ہے اس کی یہ حالت؟" ڈاکٹر نے سنی کو الٹا سیدھا لٹا کر پوچھا تو وہ نم لہجے میں بولی۔

"تھوڑی دیر پہلے سے۔"

"پہلے کبھی ایسا ہوا ہے؟"

"نہیں لیکن یہ سوتے سوتے اچانک چیخ چیخ کر رونے لگتا تھا کئی دن سے اور اسی طرح مٹھیاں بند کر لیتا تھا اور آنکھیں بھی، ابھی تو آنکھیں کھلی ہیں اس کی۔" اس نے تیزی سے تفصیل بتائی۔

"ہوں۔" ڈاکٹر نے سنی کو سیدھا کر کے لٹایا اور ٹیبل پر رکھے انٹرکام سے نرس کو ہدایات دے کر اس کی طرف دیکھ کر بولا۔

"بچے کو آکسیجن کی ضرورت ہے آپ اسے اوپر لے جائیں، یہاں سے دائیں جانب سیڑھیاں ہیں، وہاں اوپر چلی جائیں، نرس کو میں نے ہدایت دے دی ہے، آپ اسے آکسیجن لگوائیں میں ابھی آ کر دیکھتا ہوں۔"

"اوکے۔" وہ سنی کو اٹھا کر تیزی سے باہر نکلی، ڈرائیور بھی اس کے ساتھ ہو لیا۔ نرس کمرے سے باہر ہی کھڑی تھی۔

"بچے کو بیڈ پر لٹا دیں۔" نرس نے کہا اور ثوبیہ نے سنی کو فوراً بیڈ پر لٹا دیا۔ ثوبیہ مسلسل قرآنی آیات کا ورد کر رہی تھی، سنی کی صحت یابی کی دعا کر رہی تھی۔

"آپ نے بچے کو کوک پلائی ہے۔" نرس نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں تو۔" وہ گھبرا کر بولی تو اس نے کہا۔

"تو پھر یہ کیا نکل رہا ہے اتنے سے بچے کو آپ نے کوک یا کافی ہی پلائی ہو گی، اسے اٹھائیں گو میں۔" اس نے بیڈ پر بیٹھ کر سنی کو اٹھا لیا، وہ مسلسل رو رہا تھا۔ ڈرائیور کو اس نے انجکشن لانے کا کہا جو وہ فوراً ہسپتال کے نیچے میڈیکل سٹور سے لے آیا۔

جوں جوں دوا سنی کے جسم میں داخل ہوتی گئی وہ سکون کی حالت میں آتا گیا اور چند سیکنڈ میں سو گیا، نرس نے دوا مزید اس کے جسم میں داخل کرنے سے روک کر سرنج پر ٹیپ لگا دی، دوا والی نالی نکال کر ایک طرف رکھ دی، سنی کے پاؤں میں جہاں سوئی اور دوا داخل کرنے کی نالی لگی تھی وہاں سے خون رس رہا تھا، اس کے پاؤں نیلا اور سارا جسم پیلا پڑ چکا تھا، ہڈیاں ہی ہڈیاں تھیں اس کے معصوم وجود میں کتنا کمزور لگ رہا تھا وہ، ثوبیہ کا دل رو رہا تھا، آنکھوں کو بمشکل اس نے رونے سے روک رکھا تھا، سنی سے اس کا کوئی رشتہ نہیں تھا، مگر وہ اس وقت سنی کے لیے ماں کی طرح پریشان اور بے چین ہو رہی تھی، اسے اندازہ نہیں تھا کہ یہ ننھا منا پیارا سا معصوم سا بچہ اسے اس قدر عزیز ہو گیا ہے اس کا رواں رواں سنی کی صحت وسلامتی کے لیے گڑگڑا کر دعائیں مانگ رہا تھا، اللہ سے فریاد کر رہا تھا، ارسلان تو آفس میں تھا اور نائمہ کے متعلق کچھ سوچنا بھی فضول تھا، وہ گھر پر موجود ہوتی تب بھی اسے سنی سے کوئی دلچسپی نہ ہوتی، ایسے اگر میں وہ سنی کو فوراً ہسپتال لے آئی تھی تو اس نے کچھ بھی غلط نہیں کیا تھا کہ سنی کی زندگی سے بڑھ کر تو کچھ بھی نہیں تھا۔

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر اوپر آ گیا، اس نے سنی کا دوبارہ چیک اپ کیا، ثوبیہ نے ڈاکٹر کے کہنے پر سنی کو بیڈ پر لٹا دیا، ڈاکٹر نے سنی کو آکسیجن لگا دی اور اسے گرم کپڑا، کمبل وغیرہ اوڑھانے کی ہدایت کی، چند دوائیں لکھ کر دیں، اس نے پرچہ ڈرائیور کو تھما دیا اور ہزار کا نوٹ بھی اپنے والٹ سے نکال کر اسے دے دیا۔

"ڈاکٹر صاحب! سنی ٹھیک تو ہو جائے گا نا، کوئی خطرے والی بات تو نہیں ہے نا۔" ثوبیہ نے بے قراری سے پوچھا۔

"نہیں آپ پریشان مت ہوں انشا اللہ یہ تندرست ہو جائے گا۔" ڈاکٹر نے ملائمت سے جواب دیا۔

ڈاکٹر مسعود بچوں کے امراض کے ماہر ڈاکٹر تھے، پینتالیس کے قریب عمر تھی ان کی اور وہ بہت ملائمت اور نرمی سے اپنے مریض اور اس کے گھر والوں سے بات کرتے تھے، ان کے ہاتھ میں شفا بھی تھی۔

"سنی کو ہوا کیا ہے ڈاکٹر صاحب؟"

"نمونیے کا اٹیک ہے، اسے جھٹکے پہلے بھی لگتے رہے ہیں، یہ جو اچانک مٹھیاں اور آنکھیں بند کر کے رونے لگتا تھا تو یہ اسی مرض کی علامات تھیں، آپ کو اسی وقت اس کا چیک اپ کرانا چاہیے تھا، اسے سردی لگی ہے، لگتا ہے آپ نے اسے تیز پنکھے یا اے سی وغیرہ میں لیٹائے رکھا ہے۔" ڈاکٹر نے سنجیدگی سے کہا تو اسے یاد آیا کہ اپنے آرام کی خاطر پنکھا اور اے سی کمرے میں آن رکھتی تھی اور سنی بغیر کسی گرم کپڑے یا کمبل کے بستر پر پڑا روتا رہتا تھا۔

ستمبر کا مہینہ ختم ہونے کو تھا، فضا میں خنکی در آئی تھی، ایسے میں تو بچے کے لیے تیز ہوا ٹھنڈک گیلا پن خطرناک ثابت ہوتے ہیں، لیکن آیا کو اس کی پروا تھی نہ اس کی ماں کو، ایسے میں سنی کا اس حال کو پہنچنا کوئی انوکھی بات نہیں تھی، یہ تو ہونا ہی تھا۔

"ڈرائیور چاچا! آپ کے پاس ارسلان بھائی کے دفتر کا فون نمبر ہے یا ان کا موبائل نمبر ہے تو انہیں نیچے جا کر فون کر دیجئے۔" ڈرائیور دوائیں لے کر آیا تو اس نے دواؤں کا لفافہ سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے بی بی! میں ابھی فون کیے دیتا ہوں۔" ڈرائیور نے مؤدب لہجے میں کہا اور نیچے ریسپشن سے ارسلان کو فون کرنے چلا گیا، وہ ایک گھنٹے سے سنی کے پاس بیٹھی تھی، اس کی ٹانگیں سن ہونے لگیں تو وہ اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگی، ہسپتال کے اس کشادہ و ہوادار کمرے میں دو بیڈ بچھے تھے، ایک صوفہ سیٹ اور میز تھا اور آدھا کمرہ تقریباً خالی پڑا تھا۔ دیوار گیر وارڈروب اور الماریاں بھی تھیں، کھڑکیوں کے سامنے پردے لٹک رہے تھے، ثوبیہ نے کمرے کا جائزہ لینے کے بعد سنی کو دیکھا اور اس کے قریب آ کر جھک کر اس کی پیشانی چوم لی، آنکھیں یکدم آنسوؤں سے بھر گئیں، باوجود کوشش کے وہ انہیں بہنے سے نہ روک سکی اور روتے ہوئے سنی کے چہرے کو دیکھتے ہوئے سورت فاتحہ اور درود پاک پڑھ کر اس پر پھونک ماری اور اس کی پیشانی کو دوبارہ چوم لیا، اس کو اچھی طرح سر اور گردن تک ڈاکٹر اور نرس کی ہدایت کے مطابق کمبل سے ڈھک دیا۔

"یا اللہ! سنی کو تندرست کر دے یہ مجھے بہت پیارا ہو گیا ہے اسے جلدی سے تندرست کر دے میرے پیارے اللہ۔" اس نے بھیگتی آواز میں دعا مانگی، اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلا اور ارسلان پریشان سا تیزی سے اندر داخل ہوا اور

ثوبیہ کو نجانے کیا ہوا وہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکی اور اٹھ کر روتی ہوئی ان کے بازو سے جا لگی۔

''ارسلان بھائی! سنی......'' وہ بس یہی کہہ سکی اور سسکیوں سے رونے لگی۔

''کیا ہو گیا ہے میرے بیٹے کو، میرے اللہ، اسے کچھ ہو گیا تو میں تو جیتے جی مر جاؤں گا، سنی میری جان میرے بیٹے!'' ارسلان نے بے اختیاری اور بے دھیانی میں ثوبیہ کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بیڈ کے قریب آ کر سنی کو دیکھتے ہوئے دلگیر اور پرنم لہجے میں کہا اور پھر جھک کر سنی کا ماتھا چوم لیا، ثوبیہ منہ پر ہاتھ رکھے اپنی سسکیاں دبانے کی کوشش کر رہی تھی، ارسلان کتنی دیر تک کھڑا سنی کو محبت بھری نظروں سے پدرانہ شفقت سے دیکھتا رہا، پھر خود کو سنبھالتے ہوئے گہرا طویل سانس لبوں سے خارج کیا اور ثوبیہ کے چہرے کو دیکھا تو اس پرخلوص، رحم دل اور ہمدرد لڑکی پر اسے بے اختیار ہی پیار آنے لگا۔

''شکریہ ثوبیہ! آپ نے سنی کے لئے جو بھاگ دوڑ کی ہے اس کے لئے میں ساری زندگی آپ کا احسان مند رہوں گا۔'' وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھے رکھے تشکر سے بھیگتے لہجے میں بولا۔

''یہ میرا بھی تو ہے، ارسلان بھائی، سنی ٹھیک ہو جائے گا نا۔'' اس نے روتے ہوئے کہا تو ارسلان نے بمشکل خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

''ہاں، ہمارا سنی انشاءاللہ بہت جلد تندرست ہو جائے گا، آپ نے دعا کی ہے نا اس کے لئے۔''

''جب سے اس کی یہ حالت ہوئی ہے، دعا ہی تو کر رہی ہوں۔''

''بس تو پھر اللہ پر بھروسہ رکھیئے ہمارا سنی تندرست ہو جائے گا۔'' اس نے اس کا سر تھپک کر کہا۔

''پلیز روئیں نہیں اتنا کچھ کر کے بھی رو رہی ہیں آپ کا تو اس میں کوئی دوش نہیں ہے، میں نے بھی اس روز آپ کے کہنے کے باوجود سنی کو چیک اپ نہیں کرایا، نائمہ کی وجہ سے غصے میں سب کچھ بھول گیا، یہ میری بھی کوتاہی ہے، آپ تو بہت حوصلے والی ہیں، اپنے دکھوں پر نہیں روئیں، دوسروں کے دکھوں پر خود کو اس قدر ہلکان کر رہی ہیں ثوبیہ! سنبھالیئے خود کو، شاباش چپ ہو جائیں اور واش روم جا کر منہ ہاتھ دھولیں، میں ڈرائیور سے کہہ دیتا ہوں وہ آپ کو گھر چھوڑ آئے گا۔''

''نہیں میں سنی کے ساتھ ہی گھر جاؤں گی۔'' اس نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

''مان لیجئے میری بات آپ تھک گئی ہو آج آپ کا پیپر بھی تو تھا نا جائیے گھر جا کر آرام کیجئے، میں ادھر ہی ہوں سنی کے پاس اور پھر یہ میرا بیٹا ہے، میری ذمہ داری ہے۔'' ارسلان نے نرمی سے کہا تو اس نے پہلے سنی کو دیکھا اور پھر ارسلان کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''تو کیا سنی میرا کچھ بھی نہیں لگتا؟''

''میرا یہ مطلب نہیں تھا میں تو آپ کے آرام کے خیال سے کہہ رہا تھا۔''

''سنی کو آرام آ جائے گا تو مجھے بھی آرام آ جائے گا، بس آپ مجھے سنی کے بغیر گھر جانے کا نہ کہیں۔'' اس نے سنی کے قریب بیٹھ کر اس کی معصوم صورت کو دیکھتے ہوئے بھیگتی آواز میں کہا تو وہ اس کی محبت پر بے قراری حیرت زدہ رہ گیا اور آہستہ سے بولا۔

''اوکے ایز یو وش۔''

ارسلان نے نائمہ کے موبائل پر اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کی مگر اس نے اپنا موبائل آف کر رکھا تھا، سنی رات آٹھ بجے کے قریب نیند سے جاگا تو پھر سے رونے لگا، ارسلان اور ثوبیہ سے اسے چپ کرانا مشکل ہو گیا، ثوبیہ نے بڑی

''کل سے اس کے منہ میں فیڈر دیا تو وہ رونا بند کر کے دودھ پینے لگا، ارسلان ایک طرف جا کر اپنے موبائل پر نائمہ کا موبائل نمبر ملانے لگا، اس بار بیل جا رہی تھی۔

''ہیلو۔'' دوسری جانب مردانہ آواز بھی۔

''نائمہ سے بات کراؤ۔'' ارسلان، نائمہ کے موبائل پر غیر مرد کی آواز سن کر غصے سے بولا، تو اس شخص نے ہنس کر کہا۔

''نائمہ تو اس وقت ڈانس کرنے میں مصروف ہے ٹونی اور نائمہ ڈانسنگ فلور پر لہرا رہے ہیں، یہیں آ جاؤ اور اس حسین نظارے سے لطف اٹھاؤ، ٹونی کے بعد میں نائمہ کے ساتھ ڈانس کروں گا، بائی دی وے تم کون ہو؟''

''یہ ڈانس پارٹی کس کے گھر میں ہو رہی ہے؟'' ارسلان نے اپنا غصہ ضبط کر کے پوچھا۔

''ٹونی اور لیلیٰ کے گھر۔'' اس نے جواب دیا تو ارسلان نے موبائل آف کر دیا۔

''ہا...... عجیب ہیں آپ بچے کو فیڈر سے دودھ پلا رہی ہیں، جبھی اس بے چارے کی یہ حالت ہو گئی ہے، نہ تو آپ نے اپنے بچے کا خیال رکھا ہے، نہ آپ کو اس کی صحت کی فکر ہے، بچے کے لئے ماں کا دودھ بہترین غذا اور دوا ہے، آپ کو کسی نے نہیں بتایا، کم از کم اس حالت میں تو اسے اپنا دودھ پلائیں۔'' نرس جو اسے دیکھنے کے لئے آئی تھی، فیڈر سے اسے دودھ پیتا دیکھ کر لٹھ مار انداز میں بولی تو ثوبیہ شرم سے پانی پانی ہو گئی۔

ارسلان الگ اس سے شرمندہ سا رخ پھیر کر نرس سے مخاطب ہوا۔

''سسٹر! آپ بنا تصدیق کیے بولے چلی جا رہی ہیں، یہ اس بچے کی ماں نہیں ہیں۔''

''ہیں تو پھر ماں کہاں ہے اس کی؟'' نرس نے بے حد حیرت سے پوچھا۔

''مر گئی ہے اس کی ماں۔'' وہ یہ کہہ کر تیزی سے دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

''ارسلان بھائی! کہاں جا رہے ہیں آپ؟'' ثوبیہ نے فوراً اسے آواز دے کر پوچھا تو نرس اپنی بات اور بھی شرمندہ ہو گئی، وہ سنی کی ماں سمجھ رہی تھی۔

''آتا ہوں تھوڑی دیر تک۔'' وہ یہ کہہ کر باہر نکل گیا۔

''معاف کرنا میں سمجھی تھی کہ یہ آپ کا بچہ ہے، اس کی شکل آپ سے بہت ملتی ہے اور آپ اس کے لئے ماں کی طرح پریشان ہو رہی تھیں۔'' نرس نے کہا۔

''بچوں کے لئے اگر ماں کی طرح پریشان نہ ہوا جائے تو وہ ٹھیک طرح پروان نہیں چڑھ سکتے، بچے تو ممتا کی چھاؤں میں پلتے ہیں اور اس معصوم کے سر پر یہ ممتا کبھی بڑی ہی نہیں یہ چھاؤں اسے کبھی نصیب ہی نہیں ہوئی۔'' ثوبیہ نے سنجیدہ اور دکھی لہجے میں کہا۔

ارسلان فون سننے کے بعد غصے کی آگ میں جھلس رہا تھا اس نے ہمیشہ نائمہ کی ان حرکتوں کو نظر انداز کرنے کی اسے سمجھانے اور راہ راست پر لانے کی کوشش کی تھی، مگر آج اس نے ہر گنجائش ختم کر ڈالی تھی، آج وہ فیصلہ کر چکا تھا، ہسپتال سے وہ سیدھا نائمہ کے گھر گیا، اس کے والدین اور بھائی کو ساتھ لے کر ٹونی کے گھر پہنچا، ہال کمرے کی کھڑکی سے ہی نائمہ ڈانس کرتی غیر مردوں کی بانہوں میں نیم عریاں لباس میں تھرکتی انہیں دکھائی دے گئی۔

''دیکھ لیجئے، آپ لوگ آج اپنی آنکھوں سے اپنی بہن اور بیٹی کے کرتوت دیکھ لیجئے، اس کے بعد میں جو بھی کچھ کروں گا، آپ لوگ مجھ سے شکایت مت کیجئے گا، اس عورت کا بیٹا ہسپتال میں زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا پڑا ہے اور یہ غیر مردوں کی تسکین کا سامان کرنے میں

مصروف ہے، اس عورت سے شادی میری زندگی کا سب سے بڑا گناہ ہے، بہت برداشت کیا ہے میں نے سنی کی وجہ سے اب نہیں کروں گا۔" ارسلان نے غصے سے کہا وہ تینوں شرم سے آب آب کھڑے تھے۔

"بیٹا! ہم تو کچھ کہنے کے قابل بھی نہیں رہے، اس عمر میں اس لڑکی نے ہمیں رسوا کیا ہے۔" نائمہ کے باپ نے ندامت سے نم لہجے میں کہا۔

"میں نائمہ کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" اس کا بھائی اندر کی طرف لپکا تو ارسلان نے اسے پکڑ کر پیچھے کر دیا۔

"آپ لوگ اب گھر جائیں سب کے سامنے تماشا بنانے سے کیا حاصل اور نائمہ کی زندہ رہنے میں ہے قتل ہو جانے میں نہیں، آپ جائیں اب۔" ارسلان نے کہا تو وہ تینوں شرمندہ سے واپس ہو لیے۔

"ہائے ارسلان صاحب! کیسے ہیں آپ بہت دیر کر دی آپ نے آنے میں۔" ارسلان کے بزنس سرکل کا بزنس مین جواد اسے دیکھ کر مسکرا کر بولا۔

"ہائے۔" ارسلان نے مجبوراً کہا۔

"بھئی آپ کی مسز تو بہت چارمنگ اور بولڈ لیڈی ہیں، ڈانسنگ گرل لگ رہی ہیں اس وقت تو، لگتا ہے آپ کو بھی نائمہ صاحبہ اپنی انگلیوں پر نچاتی ہوں گی۔" جواد نے طنزیہ اور تمسخرانہ لہجے میں کہا۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے نائمہ سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔" ارسلان کی غیرت پر تازیانہ لگا تھا اسے مجبوراً جھوٹ بولنا پڑا۔

"او ریئلی، چلیں اچھا ہے ایسی عورتیں گھر کے لئے موزوں بھی نہیں ہوتیں، گھر میں تو عزت دار عورت کی ضرورت ہوتی ہے، ٹھیک ہے، ہم بھی اپنی بیگمات کو تقاریب میں لے جاتے ہیں، بزنس فیلوز سے ملواتے اور اپنے کام نکلواتے ہیں، مگر غیر مردوں کے ساتھ نچواتے نہیں ہیں، اتنی غیرت تو ہے ہم، بیوی تو صرف شوہر کے لئے ہوتی ہے، کیوں ارسلان صاحب میں نے درست کہا نا۔" جواد نے حیرت کا اظہار کر کے کہا۔

"جی بالکل۔" وہ یہ کہہ کر ایک طرف نکل گیا راستے میں اسے اس کا ایس پی دوست مظہر حسین مل گیا، مگر اس وقت وہ پولیس کی وردی میں نہیں تھا، اسے دیکھتے ہی بغل گیر ہو گیا۔

"تم یہاں کیسے؟" ارسلان نے پوچھا۔

"بس کچھ شریف زادوں کو اس قسم کی تقاریب میں بے نقاب کرنے کے لئے ہمیں کبھی کبھی ایسی تقاریب بھی اٹینڈ کرنا پڑتی ہیں، لیکن یار مجھے نائمہ بھابھی کو یہاں دیکھ کر مجھے بہت دکھ ہوا ہے، یار تیرے جیسے بندے کی ایسی بیوی نہیں یار تو نے بھی نائمہ بھابھی کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے، اگر تیری جگہ میں ہوتا نا تو ایسی بیوی کو سنگسار کرا دیتا، پھانسی پر چڑھا دیتا، مجھے تو اسے بھابھی کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے، تو نے کہاں قسمت پھوڑ لی یار، اس سے تو اچھی وہ تیری کزن شاہانہ ہی تھی، شوخی اور بناوٹ ہے اس میں، مگر ایسی تو نہیں ہے وہ۔"

"تیری بکواس بند ہو گئی یا کچھ اور بھی کہنا ہے۔" ارسلان نے اپنے سلگتے ذہن کو سنبھالتے ہوئے کہا تو وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"سوری یار! میرا مقصد تیرے زخموں پر نمک چھڑکنا نہیں تھا۔"

"اس عورت نے میری عزت اور غیرت کی دھجیاں بکھیر دی ہیں، میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" ارسلان نے غصے سے بے قابو ہوتے ہوئے اور ہال کمرے میں داخل ہو گیا۔

"ارسلان!...... ارسل......" مظہر بڑی مشکل سے اسے پکڑ کر باہر لایا۔

نائمہ کی نظر اس پر نہیں پڑی تھی، وہ تو محو رقص تھی اور شائقین محو دید۔

"ارسلان میرے یار! صبر کر یار، کیوں سب کے سامنے اپنی بدنامی کو ہوا دینے چلا ہے، جنہیں نہیں معلوم کے نائمہ تیری بیوی ہے، انہیں بھی معلوم ہو جائے گا اور نائمہ کو کیا فرق پڑے گا، اسے اگر ایسی حرکتوں سے فرق پڑتا تو وہ ایسا کرتی ہی کیوں، فرق تو تجھے پڑے گا، تیرا معاشرے میں ایک نام ہے، مقام ہے، عزت ہے، تو اس بے وقوف عورت کی وجہ سے اپنی عزت کیوں داؤ پر لگانے چلا ہے۔" مظہر اسے پکڑتے ہوئے سمجھاتے ہوئے اسے اس کی گاڑی تک لے آیا تھا۔

"تجھے نہیں پتا مظہر! مجھے اس عورت کی وجہ سے کیسی کیسی باتیں سننے کو ملی ہیں، اس کی وجہ سے میرا بیٹا ہسپتال پہنچ گیا ہے۔" اس نے ٹوٹتے لہجے میں بتایا۔

"کیا مائی گاڈ! کیا ہوا سنی کو؟" مظہر نے حیران پریشان ہو کر پوچھا۔

ارسلان نے اسے ساری بات بتا دی۔

"یہ تو بہت برا ہوا ہے ارسلان۔" مظہر نے دکھ سے کہا۔

"مظہر! تم جا کر اس عورت سے کہہ دو کے اس کا بیٹا ہسپتال میں موت اور زندگی کی جنگ لڑ رہا ہے، خدانخواستہ اگر وہ یہ جنگ ہار گیا، اگر سنی زندہ نہ رہا، تو میں اسے بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا، جان سے مار دوں گا میں اسے۔" ارسلان نے غصے سے کہا اور اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا، مظہر اسے جاتا دیکھتا رہا۔

سنی رات بھر بے چین رہا، تھوڑی تھوڑی دیر بعد رونے لگتا، کبھی ثوبیہ اور کبھی ارسلان اسے گود میں لے کر کمرے میں ٹہلتے رہے، ارسلان تو ذرا دیر کو بیڈ پر لیٹ بھی گیا تھا، مگر ثوبیہ، سنی کے سرہانے ہی بیٹھی رہی، درود پاک پڑھتی رہی، یٰسین پاک پڑھ کر اس پر پھونکتی رہی، تین دن سنی ہسپتال میں داخل رہا، ثوبیہ نے اس کی ماں سے بڑھ کر تیمار داری کی، ارسلان تو اس کا مقروض ہو گیا تھا۔

نائمہ ہسپتال نہیں آئی تھی، مظہر نے اسے سنی کی بیماری کا بتا دیا تھا وہ پھر بھی ہسپتال نہیں گئی، گھر پر وہ ارسلان کو ملی نہیں تھی ورنہ وہ اسے اسی وقت فارغ کر دیتا، چوتھے دن جب وہ سنی کو لے کر گھر پہنچے تو نائمہ ڈرائنگ روم میں بیٹھی میگزین دیکھ رہی تھی۔ ثوبیہ نے سنی کو اٹھا رکھا تھا، ارسلان سنی کا بیگ لے کر اس کے پیچھے چلتا ہوا اندر داخل ہوا تو نائمہ کو دیکھتے ہی اس کا خون کھولنے لگا۔

"تم...... کیوں آئی ہو تم یہاں؟" ارسلان نے بیگ میز پر رکھتے ہوئے غصیلے لہجے میں اس سے پوچھا تو وہ اکڑ کر بولی۔

"کیونکہ یہ میرا گھر ہے۔"

"گھر کے معنی جانتی ہو تم۔"

"تم سمجھا دو۔" وہ طنز سے مسکرائی۔

"ثوبیہ آپ سنی کو اپنے کمرے میں لے جائیں۔" ارسلان نے نرمی سے اس سے کہا۔

"ہاں پھر تم بھی اس کے کمرے میں چلے جانا، سنی کے بہانے۔"

"شٹ اپ۔" نائمہ کی اس بے ہودہ بکواس پر ارسلان کا ضبط جواب دے گیا۔

ثوبیہ کو نائمہ کی سوچ پر بہت دکھ بھی ہوا اور غصہ بھی آیا، وہ ہونٹ بھینچتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

"مجھے خاموش کرا کے تم اپنی حرکتوں پر پردہ

نہیں ڈال سکتے، تین دن اور تین راتیں، تم اور ثوبیہ ہسپتال میں ایک کمرے میں رہے ہو، کیا لگتی ہے وہ تمہاری جس کے ساتھ یہ دن رات گزارے ہیں؟'' نائمہ نے تیز اور تلخ لہجے میں کہا اور اس کے سامنے اکڑ کر کھڑی ہوگئی۔

''جسٹ شٹ اپ۔'' ارسلان کا ہاتھ اٹھا اور اس کے گال پر اپنا نشان چھوڑ گیا، اسے ارسلان سے یہ توقع ہرگز نہیں تھی، اس نے شاک کی سی کیفیت میں اسے دیکھا۔

''چپ ہو جاؤ اس سے آگے اگر ایک لفظ بھی بولا تو میں تمہاری زبان کاٹ دوں گا، جب تمہیں میرا پیغام مل گیا تھا کہ سنی بیمار ہے تو کیوں نہیں پہنچیں تم ہوسپٹل بولو، وہ جن کے درمیان تم ناچ گا رہی تھیں وہ کیا لگتے ہیں تمہارے، جن کے ساتھ تمہارے دن رات گزرتے ہیں کیا رشتہ ہے تمہارا ان سے؟ تم ایک بدکردار بے حیا عورت ہو، بدنما داغ ہو میرے دامن کا۔'' وہ غصے سے نفرت اور شعلہ بار نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

''اور تم جو ثوبیہ کے ساتھ......''

''خبردار!'' اس نے اسے غصے سے خاموش کروایا۔

''اس پاکیزہ سیرت لڑکی کا نام بھی اپنی زبان سے مت لینا، تم تو اس کی گرد راہ بھی نہیں ہو، ہر کسی کو تم نے اپنے جیسا گھٹیا اور بدکردار سمجھ رکھا ہے۔''

''تین دن اس کے ساتھ کیا۔''

''بس، بس نائمہ بیگم! بس اب تم کچھ نہیں کہو گی، بہت کہہ لیا تم نے اور بہت سہہ لیا میں نے، جاؤ نائمہ بیگم! میں تمہیں طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، چلی جاؤ یہاں سے اپنے بے ہودہ ملبوسات اور اپنے اس ناپاک وجود کو لے کر نکل جاؤ میرے گھر سے۔'' ارسلان نے غصے سے چیخ کر کہا اور نائمہ حیرت سے شاک سے اسے دیکھتی رہی، اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ اسے طلاق دے دے گا، وہ سمجھتی تھی کہ وہ سنی کی وجہ سے اسے برداشت کرتا رہے گا، مگر اس نے کب سنی کا خیال کیا تھا، جو وہ مزید اسے برداشت کرتا۔

''زبیدہ! زبیدہ! نائمہ بی بی کا سامان اندر سے لے آؤ اور انہیں باہر کا راستہ دکھاؤ، ان کا اب اس گھر سے ہر ناطہ ٹوٹ چکا ہے۔'' ارسلان نے ملازمہ کو آواز دے کر کہا وہ اسی کا سامان لینے چلی گئی جو ارسلان نے پہلے ہی پیک کروا دیا تھا۔

''یہ لو نائمہ جبار! یہ تمہاری مکمل آزادی کا پروانہ ہے، تم آج سے ہر پابندی سے آزاد ہو، اب جہاں تمہارا دل چاہے اڑتی پھرو، ناچتی، گاتی پھرو، میری طرف سے تم آزاد ہو۔'' ارسلان نے اپنے کوٹ کی جیب میں سے تحریری طلاق نامہ نکال کر اس کے سامنے پھینک کر کہا اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔

''ہونہہ، تم کیا سمجھتے ہو میں مر جاؤں گی تمہارے بغیر مسٹر ارسلان! مجھ پر تو خود کئی دولت مند مرتے ہیں، میرے ساتھ کے متمنی ہیں اور اب میں جس سے چاہوں شادی کر سکتی ہوں، تم سنبھالو اپنے بیٹے کو۔'' نائمہ نے بہت بے حسی اور بے حیائی سے کہا اور اپنا سامان اٹھا کر میکے کا راستہ لیا۔ ثوبیہ کو ملازمہ نے بتایا تو وہ چند سیکنڈ کے لئے تو گنگ سی ہوگئی۔

''اچھا ہوا بی بی جی! صاحب جی نے جان چھڑالی نائمہ بی بی تو نہ ماں اچھی تھی نہ بیوی مقدروں والوں کو ملتا ہے ایسا اچھا شوہر پر نائمہ بی بی نے تو ارسلان صاحب کی قدر ہی نہیں کی۔'' زبیدہ کہہ رہی تھی تو وہ چونک گئی۔

''مگر سنی کا کیا بنے گا وہ پرائی آیا تو بھاگ گئی، اسے ماں کی محبت اور ممتا چاہیے، یہ معصوم تو

ماں کے لمس سے بھی ناواقف ہے اب تک۔'' ثوبیہ نے دکھی ہو کر کہا۔

''چھوڑیں جی آپ کیوں غم کرتی ہیں، صاحب جی کوئی نہ کوئی بندوبست کر ہی لیں گے۔'' زبیدہ نے کہا تو اس نے سوئے سنی کو جھک کر پیار کر لیا۔

ارسلان گھنٹے بعد اس کے کمرے میں آیا، ثوبیہ نے دیکھا اس کے چہرے پر سنجیدگی، دکھ اور کرب نمایاں نظر آ رہا تھا، وہ سنی کے پاس بیٹھ گیا اور اسے پیار کرنے لگا، ثوبیہ نے ہمت کر کہا۔

''ارسلان بھائی! وہ نائمہ باجی۔''

''میں نے اسے طلاق دے دی ہے اور پلیز ہمارے درمیان اس موضوع پر اب کوئی بات نہیں ہوگی میں یہ چیپٹر کلوز کر چکا ہوں۔'' ارسلان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''میں نئی آیا کے لئے کوشش کر رہا ہوں، جب تک نئی آیا کا بندوبست نہیں ہو جاتا، جہاں آپ نے اتنی زحمت اٹھائی ہے مس ثوبیہ پلیز چند دن اور یہ زحمت اٹھا لیجئے گا، سنی کی دیکھ بھال آپ کر لیجئے گا میں آپ کا بے حد ممنون ہوں گا۔''

''مجھے سنی کی دیکھ بھال کر کے خوشی ہوگی ارسلان بھائی! لیکن کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ سنی کی آیا کی جاب آپ مجھے دے دیں۔'' ثوبیہ نے کچھ سوچ کر سنجیدگی سے کہا۔

''کیسی باتیں کر رہی ہیں ثوبیہ آپ! آپ ہماری مہمان ہیں اب میں آپ سے آیا گیری کا کام لوں گا نو نیور۔'' ارسلان نے نرمی سے انکار کر دیا۔

''پلیز ارسلان بھائی! مجھے تنخواہ مت دیجئے گا، میں صرف سنی کو تندرست دیکھنا چاہتی ہوں، مجھے سنی کی گورنس کے طور پر رکھ لیجئے نا۔''

''میں آپ کے لئے جاب کا بندوبست کر دوں گا آیا کی جاب آپ کے لئے مناسب نہیں ہے۔'' ارسلان یہ کہہ کر کمرے سے باہر چلا گیا اور وہ سنی کے کھانسنے پر اس کی طرف پلٹی، اس نے ڈاکٹر کی ہدایات کے مطابق سنی کو دوا وقت پر کھلائی اس کا بہت خیال رکھا، سنی ماشاءاللہ بہت ایکٹو اور ذہین بچہ تھا، وہ تو تکلیف میں بھی بولنے، کھیلنے کی کوشش کرتا تھا، اب تو وہ تقریباً مکمل صحت یاب ہو گیا تھا اور ثوبیہ کے ساتھ تو وہ بہت زیادہ مانوس ہو گیا تھا، اس کے ساتھ کھیلتا، اپنی توتلی زبان میں بولتا ہنستا ایک مہینے میں مکمل تندرست ہو گیا، نومبر شروع ہونے والا تھا، ثوبیہ اسے گرم کپڑے پہنائے رکھتی۔

''واہ بھئی واہ ہمارا سنی بیٹا تو شہزادہ لگ رہا ہے نئے کپڑوں میں۔'' ثوبیہ نے سنی کو کپڑے تبدیل کرا کے تیار کر کے اپنے سامنے کھڑا کر کے کہا تو وہ ہنس پڑا، ثوبیہ نے اپنی بانہیں پھیلا دیں وہ اڈکراں میں سما گیا اس نے سنی کا گال اور ماتھا چوم لیا۔

''بہت زیادہ مانوس ہو گیا ہے یہ آپ سے۔'' ارسلان کی آواز پر وہ اسے لے کر کھڑی ہوگئی اور مسکراتے ہوئے بولی۔

''جی ارسلان بھائی! بچے تو محبت سے مانوس ہو ہی جاتے ہیں، دیکھیئے ماشاءاللہ کتنا پیارا اور صحت مند ہو گیا ہے سنی پہلے سے اور بہت شرارتی بھی۔''

''یہ سب آپ کی محبت اور توجہ کا نتیجہ ہے، آپ نے سنی کو جو توجہ اور محبت دی ہے اس کے لئے دن رات کا آرام حرام کیا ہے، ایسا تو اس کی اپنی ماں بھی نہ کر سکی، لیکن آپ نے غیر ہو کر اس کی دیکھ بھال اپنوں سے بڑھ کر کی ہے، میں سوچتا ہوں آپ جب چلی جائیں گی تو سنی کو کون سنبھالے گا۔'' ارسلان نے سنی کو اس کی گود سے لے کر سنجیدگی سے کہا تو اسے ''غیر ہو کر'' اور ''آپ جب چلی جائیں گی'' کے الفاظ سن کر

بہت زور کا دھچکا لگا، اس نے تو سوچا ہی نہیں تھا کہ اسے یہاں سے واپس بھی جانا ہے، چچا نے تو کہا تھا کے تمہارے امتحان ختم ہوتے ہی ارسلان تمہیں کہیں ملازمت دلا دیں گے۔

یہ سب تو نائمہ سے رشتے داری کے باعث کہا اور سوچا جا سکتا تھا مگر اب تو نائمہ کو بھی طلاق لے کر گئے ایک مہینہ ہو گیا تھا، تو وہ کس رشتے سے یہاں رکی ہوئی ہے؟ اس سوال نے اسے اندر سے ہلا کر رکھ دیا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں مجھے تو یہ خیال ہی نہیں رہا کے مجھے، واپس بھی جانا ہے، غیر تو غیر ہی ہوتے ہیں ناں، اپنوں کی جگہ کب لے سکتے ہیں، آپ سنی کے لئے کسی اچھی سی گورنس کا بندوبست کر لیجئے پھر میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔'' اس نے سنجیدگی سے کہا تو ارسلان کو اپنی بات پر افسوس ہونے لگا اور وہ ندامت آمیز لہجے میں بولا۔

''آئی ایم سوری مس ثوبیہ! مگر آپ جائیں گی کہاں؟''

''جہاں سے آئی تھی۔'' اس نے نظریں جھکا کر کہا۔

''آپ نے کیا ساری زندگی ظلم اور غم سہنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے، آپ کی چچی آپ کو اپنے گھر نہیں رکھیں گی۔'' ارسلان نے کہا تو اس نے ٹھٹکا کر اسے دیکھا۔

''آپ کو۔''

''مجھے سب معلوم ہے۔'' ارسلان نے کہا تو وہ شرمندہ سی کرسی پر بیٹھ گئی۔

''اس نے تو اپنے حالات اپنے دکھ اس سے چھپائے تھے پھر اسے کیسے معلوم ہو گیا، شاید چچا اور نائمہ نے بتایا ہو۔'' اس نے سوچا۔

''کیسے ہو ارسلان بیٹا؟'' ریحانہ بیگم کی آواز پہ دونوں چونک گئے۔

''السلام وعلیکم پھپھو! آیئے کیسی ہیں آپ؟'' ارسلان نے انہیں دیکھتے ہی مسکرا کر کہا۔

''میں تو ٹھیک ہوں، تم اپنی سناؤ اور سنی بیٹا ٹھیک ہو گیا۔'' ریحانہ بیگم نے سنی کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔

''جی اللہ کا شکر ہے اب سنی بالکل تندرست ہے۔'' ارسلان نے سنی کا گال چوم کر کہا۔

''شکر ہے، ہیں یہ کیا یہ لڑکی ثوبیہ اب تک یہیں موجود ہے۔'' ان کی نظر ثوبیہ پر پڑی تو حیرت زدہ لہجے میں بولیں ثوبیہ شرمندہ ہو گئی۔

''دراصل پھپھو، کسی آیا کا انتظام نہیں ہو سکا ہے، اب تک سنی کی بیماری کی وجہ سے میں اب ڈر سا گیا ہوں آیا رکھنے سے مس ثوبیہ کے پاس یہ آرام سے تھا، اس لئے میں بھی بے فکر ہو گیا تھا، اب کوشش کروں گا کسی اچھی آیا کا بندوبست ہو جائے۔'' ارسلان نے وضاحت سے بتایا۔

''ارے تو آیا کے انتظار میں ایک غیر جوان جہان لڑکی کو گھر میں رکھنے کی کیا تک بنتی ہے، چلتا کرو اسے اور رہی بات سنی کی تو میں اور شاہانہ کس لئے ہیں، ہم سنبھال لیں گے سنی کو تم سنی کو آفس جاتے وقت ہمارے گھر چھوڑ جایا کرو، یا شاہانہ اور میں یہاں آ جاتے ہیں، جیسے تم کہو گے ویسے کر لیں گے، مگر اس لڑکی کی اب چھٹی کرو، نائمہ کی رشتے دار ہے، وہ تو بہت اچھی اور مخلص تھی نا جو یہ اچھی اور مخلص نکلے گی۔'' ریحانہ بیگم بولتی چلی گئیں، ثوبیہ کے دل پر بجلیاں گراتی گئیں وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی ارسلان نے دکھ سے اسے جاتے دیکھا۔

''مجھے اچھی سی چائے پلواؤ۔'' ریحانہ بیگم نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا تو وہ ہنس دیا۔

''ابھی لیجئے۔''

اس نے ملازمہ کو چائے لانے کا حکم دیا اور سنی کو ثوبیہ کے پاس پہنچانے کا۔ ریحانہ بیگم کے

واپس جانے کے بعد ارسلان اس کے کمرے میں آیا تو وہ واپسی کی تیاری مکمل کر چکی تھی، اس کا سوٹ کیس رکھا دیکھ کر ارسلان ساری بات سمجھ گیا اور نرمی سے بولا۔

''جا رہی ہیں آپ۔''

''ثوبیہ! کچھ دیر پہلے میری کہی ہوئی بات سے آپ کو دکھ پہنچا ہے تو میں معذرت چاہتا ہوں، پھپھو کی بات پر بھی میں آپ سے......''

''آپ نے اور آپ کی پھپھو نے بالکل صحیح کہا ہے، میں اب تک یہاں کیوں رہ رہی ہوں، میں تو نائمہ باجی کے حوالے سے یہاں آئی تھی، جب وہ ہی یہاں نہیں رہیں تو میرا یہاں رکنے کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے، جانا تو تھا ہی مجھے کل نہ سہی آج سہی۔''

''کہاں جائیں گی آپ؟'' وہ اس کے صبیح صورت سندر چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

''اس شہر میں بیسیوں دارالامان ہیں جو مجھ جیسی لڑکیوں کے لئے ہی بنائے گئے ہیں، کہیں نہ کہیں تو مجھے بھی امان مل ہی جائے گی۔'' وہ سنی کو کھلونے دیتے ہوئے بولی تو ارسلان نے سنجیدگی سے کہا۔

''کہیں نہ کہیں یہاں کیوں نہیں؟''

''یہاں کس حیثیت سے رہوں گی؟''

''سنی کی مما کی حیثیت سے اور میری بیوی کی حیثیت سے۔''

''جی!'' اس نے حیرت زدہ ہو کر ایک دم سے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

''جی! آپ کو کوئی اعتراض ہے۔'' ارسلان نے اس کی جھیل سی گہری آنکھوں میں اتری حیرت کو دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کی نظر ہی نہیں سر بھی خود بخود جھک گیا، لبوں پر مدہم سی شرمیلی مسکان سج گئی۔

''تھینک یو ثوبیہ! پرسوں جمعہ ہے اور میرا خیال ہے کہ اس سے مبارک دن اور کوئی نہیں ہو سکتا، پرسوں سادگی سے ہمارا نکاح ہو گا اور سنڈے کو ہمارا ولیمہ ہو گا، آپ ڈرائیور کے ساتھ جا کر شاپنگ کر لیجئے اور ہماری پرسنل بوتیک پر اپنے ناپ کے مطابق ڈریسز سلنے کے لئے بھی دے آئیں اور ریڈی میڈ گارمنٹس خرید بھی لائیں، یہ لیں اس میں بیس ہزار کیش ہیں۔'' ارسلان نے نرمی سے کہا اور اپنی جیب میں سے لفافہ نکال کر اس کے سامنے کر دیا۔

''آپ۔'' ثوبیہ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا تھا اس نے حیرت اور گھبراہٹ سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ ایک غیر لڑکی کو یوں اپنی زندگی میں۔''

''آں ہاں کچھ مت کہو۔'' ارسلان نے ہاتھ اوپر اٹھا کر اسے مزید بولنے سے روکتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

''آپ غیر نہیں ہیں ثوبیہ! رشتہ وہی ہوتا ہے جس سے انسان کو محبت اور اپنائیت کا احساس ملے اور آپ نے سنی کو مجھے اپنی پر خلوص محبت اور اپنائیت کا احساس دیا ہے ثوبیہ! اور میں یہ احساس ہمیشہ کے لئے اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہوں، اسی لئے آپ سے یہ مقدس رشتہ جوڑنا چاہتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اس بار میں اپنے فیصلے پر نہیں پچھتاؤں گا۔''

''خدا آپ کا یقین قائم رکھے۔'' اس نے آہستہ سے کہا۔

''آمین! لو یہ رقم سنبھالو۔'' ارسلان نے مسکراتے ہوئے لفافہ ان کے ہاتھ تھمایا اور سنی کو گود میں لے کر اسے پیار کرتا ہوا باہر نکل گیا۔

''یا اللہ! کیا میرے دکھوں کے دن ختم ہونے کا موسم آ گیا ہے۔'' ثوبیہ نے بھیگتی آواز میں اپنے رب کو مخاطب کیا، تشکر و انبساط سے اس

کی آنکھیں چھلک پڑیں۔

جمعے کی شام وہ ثوبیہ، ارسلان احمد بن گئی، قبول و ایجاب کی رسم ادا ہوتے ہی اس کے آنسو بہہ نکلے، اس کے چچا بھی آئے تھے، ارسلان نے انہیں فون کرکے بلایا تھا، نکاح کی اس سادہ مگر پروقار تقریب میں ارسلان کے دوست مظہر حسین اور اس کی فیملی کے علاوہ چند اور قریبی دوستوں نے شرکت کی، ریحانہ بیگم کو ارسلان نے دانستہ نہیں بلایا، وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس موقع پر وہ کوئی ایسی ویسی بات کہہ کر ثوبیہ کو ہرٹ کریں، مظہر حسین اور اس کی بیوی نے مل کر ارسلان کا کمرہ سجایا تھا، ثوبیہ نے پنک لائیٹ رنگ کا بہت خوبصورت کامدار عروسی جوڑا پہنا تھا، سفید دمکتی قیمتی جیولری، بیوٹیشن کے میک اپ نے اس کے چہرے کے نقوش کو بہت دلکش اور حسین بنا دیا تھا۔

ارسلان نے اپنے مہمانوں کو رخصت کرکے اپنے بیڈ روم میں آیا تو یہ دلہن بنی نظریں جھکائے خوبصورت بیڈ پر بیٹھی ثوبیہ کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ یہ سادہ سی لڑکی بناؤ سنگھار کرکے کس قدر حسین ہوگئی ہے ارسلان کو اس سے پہلی ملاقات اور اب تک کے سارے منظر یاد آتے چلے گئے، سادگی میں معصومیت میں بھی وہ دل موہ لیتی تھی اور اب تو اور بھی قیامت ڈھا رہی تھی، وہ اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گیا اور اس کی ٹھوڑی پکڑ کر چہرہ اوپر کرتے ہوئے بولا۔

"آج تو میرے آنگن میں چاند اترا آیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ میرے چاند کی محبت بھری چاندنی کبھی ماند نہیں پڑے گی۔"

"میری پوری کوشش ہوگی کہ آپ کو مجھ سے کوئی شکایت نہ ہو۔" ثوبیہ نے حیا آلود مسکان لبوں پر سجائے مدھم آواز میں کہا۔

"اور محبت۔" اس نے شوخ لہجے میں کہا۔

"یہ تو آپ کے دل کی مرضی پر ہے، مجھے تو بس یقین چاہیے اس بات کا کہ میں آپ کے ساتھ اور سنی کے ساتھ مخلص ہوں۔" اس نے اسی لہجے میں جواب دیا۔

"مجھے تم پر مکمل یقین ہے اور تم بھی میری محبت کا یقین رکھنا، بدگمان مت ہونا مجھ سے۔" ارسلان نے اس کے ہاتھ میں بریسلٹ پہناتے ہوئے کہا تو وہ خوشی سے مسکرانے لگی۔

ریحانہ بیگم کو ان کے ولیمے کا دعوت نامہ موصول ہوا تو وہ آگ بگولہ ہوگئیں اور فوراً ارسلان سے ملنے چلی آئیں اور اسے دیکھتے ہی لگیں چلانے۔

"یہ تم نے کیا کیا ہے میں بڑی ہوں تمہاری اور تم نے مجھ سے مشورہ کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی، ایک تجربہ کافی نہیں تھا تمہارے لئے جو اسی حرافہ اور آوارہ کی رشتے دار سے بیاہ رچا کے بیٹھ گئے۔"

"پھپھو! ثوبیہ کو اس سے مت ملائیے، مجھے معلوم تھا کہ آپ اعتراز کریں گی اسی لئے میں نے آپ کو نہیں بتایا تھا، نکاح سادگی سے ہوا ہے ہمارا، پھپھو، ثوبیہ نے جس طرح سنی کو سنبھالا ہے اس کی تیمار داری کی ہے نہ کوئی آیا کر سکتی تھی نہ اس کی سگی ماں نے کی تھی، پھر یہ کہ اس کے اور میرے دکھ ایک سے ہیں، اسے بھی خوشیوں کی ضرورت ہے اور مجھے بھی۔" ارسلان نے تحمل سے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

"دیکھ لینا تم یہ بھی آستین کا سانپ نکلے گی، تمہیں تو خاندان سے باہر رشتے جوڑنے کا خبط سوار ہوگیا ہے، کل کلاں کو اس لڑکی نے بھی تمہیں دھوکہ دے دیا تو سر پکڑ کر روؤ گے۔" ریحانہ بیگم غصے سے بولیں۔

"پھپھو! ثوبیہ ایسی نہیں ہے۔" ارسلان نے پریقین لہجے میں کہا۔

"وقت آنے پر اس کی حقیقت بھی کھل جائے گی ہونہہ۔" وہ غصے سے بولتی باہر نکلیں تو ثوبیہ سے سامنا ہوگیا۔

"السلام وعلیکم پھپھو!"

"خبردار، جو مجھے پھپھو کہا تو، جس کی ہوں اس نے مجھے اس قابل نہ سمجھا، دو بار میری شاہانہ کو ٹھکرا کر تم جیسی لڑکی سے شادی کرلی، غضب خدا کا آئی تھی مہمان بن کر اور مالکن بن بیٹھی ہے، میرا نام بھی ریحانہ بیگم ہے تمہیں اس گھر سے ذلیل کرکے نہ نکلوا دیا تو بات کرنا، دیکھوں گی کیسے رہتی ہو ارسلان کی بیوی بن کر اس کی جائیداد کی مالک بن کر سنی کی آڑ لے کر خوب داؤ کھیلا ہے تم نے۔" ریحانہ بیگم نے غصے سے پاگل ہوئے ہوئے بولیں تو ثوبیہ کو بھی غصہ آ گیا۔

"میں نے کوئی داؤ نہیں کھیلا، آپ کی باتوں سے تو لگ رہا ہے کہ آپ کو ارسلان کی جائیداد سے دلچسپی ہے اسی لئے آپ انہیں اپنا داماد بنانا چاہتی ہیں۔" ثوبیہ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ہاں چاہتی ہوں اور میں ارسلان کو اپنا داماد بنا کر ہی دم لوں گی، شاہانہ کے اتنے اچھے اچھے رشتے میں نے اس چکر میں ٹھکرا دیئے کہ ارسلان اسے اپنا لے گا، مگر اس کی آنکھوں پر تو تم جیسی حرافاؤں نے پٹی باندھ رکھی ہے اسے میری بیٹی کیوں دکھائی دے گی، قریب کے رشتے دار نظر نہیں آتے اسے دور دیکھنے کا بڑا شوق ہے اسے بھی، یاد رکھنا لڑکی میں تمہیں طلاق دلوا کر ہی رہوں گی، اس گھر پر حکمرانی کرنے کے خواب بھول جاؤ، دیکھو تو میں کرتی کیا ہوں، ارسلان خود تمہیں اس گھر سے نکال باہر کرے گا۔" ریحانہ بیگم نے غصیلے اور انتقامی لہجے میں کہا اور دندناتی ہوئی گیٹ عبور کر گئیں۔

"یااللہ! تو ہی میرا سہارا ہے میرا گھر آباد رکھنا مالک! مجھے ریحانہ بیگم کے انتقام اور شر و فساد سے محفوظ رکھنا۔" ثوبیہ نے آسمان کو دیکھتے ہوئے دعا مانگی۔

"کیا بات ہے ثوبیہ! تم بہت چپ چپ ہو؟" رات کو وہ بیڈ روم میں آئی تو مسلسل خاموش تھی ارسلان نے فکرمند ہو کر پوچھا تو اس نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"ارسل! آپ کی پھپھو ہماری شادی سے خوش نہیں ہیں۔"

"لیکن میں تو اپنی شادی سے بہت خوش ہوں اور تم بھی ہے نا۔"

"جی مگر ارسل۔"

"ارسل ہوں، مجھے اچھا لگا تمہاری زبان سے ارسل سن کر اس کا مطلب ہے کہ تم اس رشتے سے دل سے خوش ہو۔" وہ اسے اپنی بانہوں میں لے کر محبت سے بولا۔

"خوش تو ہوں لیکن ڈر بھی لگ رہا ہے مجھے۔" وہ فکرمند لہجے میں بولی۔

"تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے، میں جو ہوں تمہارے ساتھ۔" ارسلان نے بہت محبت سے کہا تو وہ مطمئن ہو کر مسکرا دی۔

ان کے ولیمے میں ریحانہ بیگم، شاہانہ اور شاہانہ کے ڈیڈی خالد صاحب نے بھی شرکت کی، ریحانہ بیگم اور شاہانہ کو ارسلان کی ثوبیہ سے شادی کا بہت رنج تھا وہ ثوبیہ کو ارسلان سے طلاق دلوانے کی منصوبہ بندی کر رہی تھیں، فی الحال انہوں نے چپ سادھ لی تھی اور ارسلان سے بہت اچھے طریقے سے ملتی تھیں جیسے انہیں اس شادی کی بہت خوشی ہوئی ہو، ارسلان ثوبیہ اور سنی کو لے کر پہلے اپنے فارم ہاؤس پر گئے، چند دن وہاں گزارنے کے بعد اسلام آباد مری اور بھوربن میں ہنی مون منایا، ارسلان کے ساتھ ان کی

بیوی کی حیثیت سے رہتے ہوئے ثوبیہ کو معلوم ہوا کہ ارسلان کتنے اچھے محبت کرنے والے اور خیال رکھنے والے شوہر ہیں، نائمہ نے تو ان کی قدر ہی نہیں کی، ثوبیہ کو ارسلان نے ایک لمحے کو بھی یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ وہ ایک لاوارث اور غریب لڑکی تھی، جسے انہوں نے صرف اس کی ذات کے حوالے سے قبول کیا ہے، اتنی محبت، اتنی چاہت، اتنا خیال، اتنا احساس کب کیا تھا کسی نے اس کا، وہ تو ہر دم اللہ کا شکر ادا کرتی تھی، اس کے چچا نے اس کے نکاح کے بعد اس کے سر پر دست شفقت رکھتے ہوئے کہا تھا۔

''ثوبیہ بیٹی! آج میرے دل کا بوجھ اتر گیا، میں بہت خوش ہوں بیٹی کہ اللہ نے مجھے اتنا اچھا داماد دیا ہے تیرے سارے دکھ سکھ میں بدل جائیں گے تیرے غموں کی جگہ خوشیوں کا بسیرا ہو گا، آج تیرے سارے دکھ درد دور ہو گئے، خدا تجھے سدا سکھی اور آباد رکھے۔''

اور ثوبیہ کو لگتا کہ چچا کی بات کتنی صحیح تھی، ان کی دعائیں اس کے ساتھ تھیں جبھی تو وہ اتنی خوش و خرم ازدواجی زندگی گزار رہی تھی، تین ماہ پلک جھپکتے گزر گئے تھے، آج سنی کی پہلی سالگرہ تھی، ارسلان نے بہت شاندار انداز میں اس سالگرہ کا اہتمام کیا تھا، عزیز دوست، رشتے دار سبھی شریک ہوئے تھے۔ ثوبیہ نے سنی کو گود میں لے کر اس کا ہاتھ تھام کر ارسلان کے ہاتھ کی گرفت میں سنی سے کیک کٹوایا، تو ریحانہ بیگم اور شاہانہ کے سینے پر سانپ لوٹنے لگے۔ ارسلان اور ثوبیہ کے چہروں پر خوشی کے حقیقی رنگ بکھرے تھے۔

رات کے دس بج رہے تھے وہ سنی کو سلا کر باہر ٹیرس پر آ گئی جہاں ارسلان چاندنی رات میں سوچوں میں گم کھڑا تھا، ثوبیہ کو اس کی سنجیدگی نے فکر میں مبتلا کر دیا۔

''ارسل۔'' اس نے قریب ہو کر پکارا۔

''ہوں۔'' ارسلان نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

''کوئی پریشانی ہے کیا؟''

''بالکل بھی نہیں، جب سے تم میری زندگی میں آئی ہو، پریشانی میری زندگی سے نکل گئی ہے ختم ہو گئی ہے۔'' ارسلان نے اس کے چہرے کو محبت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''سچ۔'' وہ خوشی سے مسکرا دی۔

''بالکل سچ۔'' ارسلان نے اس کے شانوں کے گرد بازو حمائل کر کے اسے اپنے ساتھ لگائے ہوئے کہا۔

''ثوبی! گھر انسان کے لئے جنت ہوتا ہے، اس کی راحت، فرحت اور محبت کا مسکن ہوتا ہے، پہلے میرا گھر آنے کو دل نہیں چاہتا تھا، سنی کی خاطر آ جاتا تھا۔ لیکن جب سے تم اس گھر میں میری زندگی میں آئی ہو میرا گھر سے باہر جانے کو دل نہیں چاہتا، تم نے سنی کو واقعی وہ پیار دیا ہے جو ایک ماں کو اپنی اولاد کو دینا چاہیے، تم نے مجھے جو آرام اور محبت بخشی ہے، اپنائیت کا احساس دیا ہے، یہ میری زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے اور میں اس سرمایے کے بغیر بالکل کنگال اور دیوالیہ ہو جاؤں گا۔''

''آپ کبھی کنگال اور دیوالیہ نہیں ہوں گے، اب چلیئے یہاں کافی ٹھنڈ ہے اندر چل کر سو جائیں، صبح آفس بھی تو جانا ہے آپ نے۔'' ثوبیہ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

''ہاں، سنی سو گیا ہے؟''

''جی!'' اس نے چاند کو دیکھتے ہوئے کہا تو وہ اس کے دلکش چہرے پر نظریں جما کر نرمی سے بولا۔

''ثوبیہ! میں چاہتا ہوں کہ ہم اپنی شادی شدہ زندگی کا پہلا سال صرف سنی کے ساتھ گزاریں، ہم یہ سال ہنی مون مناتے گزاریں ا،

ا کا دوسرا بھائی یا بہن ہماری شادی کے ہرے سال میں ہمارے درمیان آئے۔''

''اپ کہہ رہے ہیں؟'' ثوبیہ حیا سے لرائے لہجے میں بولی۔

''کیوں کیا ہوا؟''

''کچھ نہیں۔'' وہ ہنس پڑی تو وہ اس کا چہرہ اپر اٹھا کر دیکھتے ہوئے بولا۔

''کیا ایسا کچھ ہو گیا ہے؟''

''مجھے کیا پتا؟'' وہ شرمیلے پن سے ہنس لی۔

''چلو میں کل تمہیں چیک اپ کے لئے ڈی ڈاکٹر کے پاس لے چلوں گا، اگر ایسا کچھ تو کوئی بات نہیں، یہ تو بہت خوشی کی بات ہو گی ارے لئے، ہم دونوں اپنے بچوں کو مل کر مبھالیں گے مل کر پالیں گے، میں تو صرف تمہاری اور سنی کی صحت کی خاطر کہہ رہا تھا، تب اک سنی بھی ذرا بڑا ہو جائے گا، دوسرے بچے کو نبھالنے میں کچھ آسانی ہو جائے گی، ورنہ ایسی تو اُئی بات نہیں ہے، تم کسی قسم کی ٹینشن مت لے لنا۔'' ارسلان نے اس کے بالوں کو چھیڑتے ہوئے نرم اور محبت پاش لہجے میں کہا۔

''نہیں مجھے معلوم ہے آپ بہت کیئرنگ ہا آپ جیسا چاہیں گے ویسا ہی ہو گا۔'' ثوبیہ نے محبت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ خوشی سے مسکرا دیا۔

''جو اللہ چاہے گا ہمیں منظور ہو گا، چلو اندر چلیں، ٹھنڈ واقعی بڑھ رہی ہے۔'' ارسلان نے لہت سے کہا اور اسے اپنے سنگ لگائے اندر چلا گیا۔

اگلا دن معمول کے مطابق شروع ہوا تھا، لان کے آفس جانے کے بعد اس نے سنی کو نہلا کرایا، منہ دھلا کر تیار کیا، گھر کے کام اپنی رانی میں کرائے، دوپہر کا کھانا خود پکایا کہ

ارسلان کو اس ہاتھ کا کھانا بہت پسند تھا اور وہ اس کے لئے پکا کر خوشی محسوس کرتی تھی، سنی کھیلتے کھیلتے تھک گیا تو اس نے پہلے اسے کھچڑی کھلائی اب وہ ٹھوس غذا بھی شوق سے کھاتا تھا، نمکین چیزیں اسے بہت مرغوب تھیں، چند نوالے کھا کر اس نے فیڈر کی فرمائش کر دی۔

''مما دودھ پینا۔''

''لو میرا بیٹا دودو (دودھ) پی لو۔'' اس نے فیڈر اس کے منہ میں دے دیا، وہ فیڈر ختم کرتے ہی اپنی جگہ لیٹا لیٹا سو گیا، ثوبیہ نے اس کے چاروں جانب بیڈ پر تکیے اور کشن لگا دیئے، تاکہ وہ سوتا ہوا نیچے نہ جا گرے اور پھر اس کا ماتھا چوم کر وہاں سے اٹھ گئی، وضو کر کے ظہر کی نماز ادا کی، جائے نماز رکھ کر جب وہ مڑی تو اس کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی، سنی بیڈ پر موجود نہیں تھا، اس نے بیڈ کے چاروں جانب بھاگ کر دیکھا بیڈ کے نیچے دیکھا اس کے جھولے میں سب جگہ دیکھ لیا، مگر سنی کہیں نہیں تھا۔

''سنی سنی بیٹا کہاں، میرے بیٹے چندا کہاں ہو تم سنی؟'' وہ اسے پکارتی کمرے سے باہر بھاگی، ملازموں کو آوازیں دیں وہ بھی دوڑے چلے آئے۔

''سنی کہاں ہے؟'' اس نے زبیدہ سے پوچھا۔

''بیگم صاحبہ! آپ کے پاس تھے سنی بابو تو۔'' زبیدہ نے حیران ہو کر جواب دیا۔

''ہاں مگر میں نے اسے بیڈ پر سلا دیا تھا، اسے کون لے گیا وہاں سے اٹھا کر۔'' وہ جھکتی آواز میں بولی وہ یوں پریشان ہو رہی تھی جیسے اس کا سگا بیٹا گم ہو گیا ہو۔

''ہم نے تو نہیں اٹھایا بیگم صاحبہ!'' زبیدہ اور چوکیدار نے جواب دیا۔

''تو کون لے گیا میرے بیٹے کو، چوکیدار کون آیا تھا ابھی؟''

''بیگم صاحب! ہم تو ابھی نماز پڑھنے گ تھا، اس دوران کوئی آیا ہو تو ہم کو نہیں معلوم'' چوکیدار غلام خان نے جواب دیا۔

''یا اللہ! میرے سنی کو اپنی امان میں رکھنا۔'' وہ رو پڑی۔

''بیگم صاحبہ! ہم ڈھونڈتا سنی بابو کو آپ پریشان نہ ہوں، ہم سب جگہ دیکھتا ہے جا کر'' چوکیدار نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''جی بیگم صاحبہ! آپ حوصلہ رکھیں، سنی بابا مل جائیں گے، ہم گھر میں ڈھونڈتے ہیں انہیں۔'' زبیدہ نے کہا تو وہ صوفے پر بیٹھی ا، فون سیٹ اٹھا کر ارسلان کے آفس کا نمبر ملانے لگی۔

''ہیلو۔'' ارسلان کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

''ارسل۔'' وہ ان کی آواز سنتے ہی بے قراری سے بولی۔

''کہو ارسل کی جان میں تو آنے ہی والا تھا کیا ہوا خیریت تو ہے؟''

''آپ فوراً گھر پہنچیں۔'' اس نے روتے ہوئے کہا۔

''ثوبی! کیا ہوا ہے تم رو کیوں رہی ہو؟'' گھبرا کر پوچھنے لگا۔

''آپ گھر آئیں گے تو آپ کو بتا دوں پلیز جلدی پہنچیں ارسل۔'' اس نے روتے ہوئے کہا۔

''او کے ریلیکس میں پہنچ رہا ہوں۔'' ارسلان نے یہ کہہ کر فون بند کر دیا۔

''بیگم صاحب! ہم نے تو گھر سے باہر تک دیکھ لیا ہے کوئی نہیں ہے خدا خیر کرے سنی بابو کدھر چلا گیا۔'' چوکیدار نے تھوڑی دیر بعد آ کر اسے بتایا تو وہ دل تھام کر بیٹھ گئی اور بھیگے لہجے میں بولی۔

''سنی خود کیسے باہر جا سکتا ہے اسے ضرور کسی نے اغواء کیا ہے، میرے بچے کو کوئی اغواء کر کے لے گیا ہے۔''

''ہم سنی بابو کو اغواء کرنے والے کا قیمہ بنا دے گا، ہم دیکھتا ہے شاید صاحب آ گیا ہے۔'' غلام خان یہ کہہ کر باہر بھاگا تو وہ سر پکڑ کر رونے لگی۔

''ثوبیہ! کیا ہوا ہے کیوں رو رہی ہو تم؟'' ارسلان تیزی سے اندر داخل ہوا۔

''ارسل، ارسل سنی نہیں ہے ہمارا سنی گم ہو گیا ہے ارسل۔'' وہ اس کے پاس لپک کر پہنچی اور اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر روتے ہوئے بولی۔

''کیا؟'' ارسلان کو جیسے ہزار وولٹ کا کرنٹ لگا تھا، وہ ایک جھٹکے سے ایکدم پیچھے ہٹ گیا، اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سردی کی لہر دوڑ گئی۔

''کیا کہہ رہی ہو تم ہوش میں تو ہو تم، کہاں ہے سنی، کیسے گم ہو گیا میرا بیٹا بولو، سنی کہاں ہے؟'' وہ اسے شانوں سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے غصے اور صدمے سے چیخ کر پوچھ رہا تھا۔

''میں نے اسے سلا دیا تھا وہ بیڈ پر سو رہا تھا میں نے نماز پڑھ کر دیکھا تو وہ بیڈ پر نہیں تھا، نجانے کہاں گیا میرا بیٹا؟'' اس نے روتے ہوئے بتایا۔

''تمہارا بیٹا! نہیں ثوبیہ بیگم! وہ تمہارا بیٹا نہیں ہے وہ صرف میرا بیٹا ہے۔'' ارسلان نے اسے صوفے پر دھکیل کر کہا وہ صدمے سے ششدر رہ گئی۔

''یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟''

''ٹھیک کہہ رہا ہوں میں۔'' وہ غصے سے

''سنی صرف میرا بیٹا ہے، رات میں نے تم سے اولاد کی خواہش کا جو اظہار کیا تھا۔ تمہیں اس نے خوفزدہ کر دیا تھا ناں، تمہیں اپنی اولاد چاہیے تھی ناں، تم بھلا کیوں چاہو گی کے میرا بیٹا میری جائیداد کا وارث بنے، تم نے خود سنی کو غائب کرایا ہے۔''

''آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔'' اس نے روتے ہوئے کہا۔

''میں نے پہلے تمہیں غلط سمجھا تھا، صحیح تو اب سمجھا ہوں میں تمہیں بولو کہاں ہے سنی؟'' وہ اس کا بازو پکڑ کر غصیلے لہجے میں بولا تو اس کی ساری ہمت سارا مان، یقین، اعتبار ختم ہو گیا وہ تو اس سے اپنی ساری خوشیاں سارے مان یقین، اعتبار کے رشتے جوڑ چکی تھی، اس نے اس کا سب کچھ ختم کر دیا۔

''میں بھلا اسے کیوں غائب کراؤں گی؟''

''تاکہ میری جائیداد پر قبضہ کر سکو۔'' وہ غصیلے لہجے میں بولا تو ملازم بھی اس کے شک پر حیران رہ گئے، ہراساں سے ان کی باتیں سن رہے تھے کہ ریحانہ بیگم آ گئیں اور وہ ادھر ادھر ہو گئے۔

"ارسلان بیٹا! کیسے ہو؟ میں بازار گئی تھی شاپنگ کرنے واپسی پر یہاں سے گزر رہی تھی سوچا تم لوگوں سے بھی ملتی چلوں، ہیں یہ کیا یہ ثوبیہ کیوں رو رہی ہے؟" ریحانہ بیگم اپنی دھن میں بولتی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئیں، ثوبیہ پر نظر پڑی تو حیران ہو کر ارسلان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"پھپھو سنی گم ہو گیا ہے۔"

"کیا؟ ارے کیا کہہ رہے ہو تم؟" ریحانہ بیگم نے حیرانگی سے چیخ کر کہا۔

"ٹھیک کہہ رہا ہوں پھپھو، سنی اپنے کمرے میں سو رہا تھا، یہ نماز پڑھ رہی تھی اور سنی غائب ہو گیا، کہاں چلا گیا میرا بیٹا؟" ارسلان نے پریشان لہجے میں کہا۔

"جانے گا کہاں اس سے پوچھو اسی نے کہیں نہ چھپایا ہو گا، سنی بیٹا ہے تمہارا، وارث ہے تمہارا، تمہاری جائیداد کا مالک ہے، بیٹی ہوتی تو شاید یہ اسے غائب نہ کراتی، بیٹا تو اسے اپنے راستے کا پتھر دکھائی دیتا ہو گا، یہ کیوں چاہے گی کہ تمہارا بیٹا نائمہ کا بیٹا وارث بنے، یہ تو اپنی اولاد کو تمہاری جائیداد کا وارث بنانے کا سوچتی ہو گی، آئے ہائے ارے لڑکی تجھے رحم نہ آیا اس معصوم بچے پر کیسے ماں بن کر اسے غائب کرایا ہے۔" ریحانہ بیگم بولتے بولتے ثوبیہ کے سر پر جا پہنچیں۔

"یہ جھوٹ ہے۔" وہ روتے ہوئے بولی۔ "میں سنی کی ماں ہوں ایک ماں اپنے بیٹے کو کیسے غائب کرا سکتی ہے۔"

"تم سنی کی ماں نہیں ہو، جب اس کی سگی ماں اس کی نہیں ہو سکی تو تم سنی کی ماں کیسے بن سکتی

تمہیں دولت چاہیے تھی نا تو تم نے مجھ سے کہا ہوتا میں اپنی تمام جائیداد تمہارے نام کر دیتا۔" ارسلان نے تحت غصیلے لہجے میں کہا۔

"اور بیٹا، تمہاری بیوی کی حیثیت سے تمہاری جائیداد کی مالکن تو ویسے ہی تھی ہی مگر اس کے اندر تو لالچ اور ہوس نے ڈیرا ڈال رکھا ہے، آخر ہے نا اس آوارہ اور بے غیرت نائمہ کی رشتے دار۔" ریحانہ بیگم نے جلتی پر تیل ڈالا تو ثوبیہ کی عزت پر کاری ضرب پڑی۔

"وہ بھی اس کی طرح ڈرامے باز تھی، مڈل کلاس کی سوچ رکھنے والی معمولی لڑکی، میں نے اسے ایک شریف اور گھریلو لڑکی سمجھ کر اپنایا تھا مگر مجھ سے شادی کرتے ہی اس نے پر پرزے نکالنے شروع کر دیئے تھے، یہ اس سے زیادہ بڑی ڈرامے باز نکلی ہے، سنی کو ماں کا پیار دینے کا ڈرامہ رچا کر میرے دل میں اپنے لئے جگہ بنا کر اس گھر کی مالکن بن بیٹھی ہے، شرم نہیں آئی تمہیں پاکیزہ جذبوں اور رشتوں کے ساتھ یہ گھناؤنا کھیل کھیلتے ہو، تم مڈل کلاس کی لڑکیاں ہوتی ہی دھوکے باز اور دولت پانے کی خواہش مند ہو، اپنی اوقات ہی بھول جاتی ہو پیسہ دیکھ کر، مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم بھی نائمہ ہی کی ایک شکل ہو۔" ارسلان اسے غصے اور نفرت سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"بس کیجئے، میرا مقابلہ، نائمہ سے مت کریں، میں وہ نہیں ہوں جو نائمہ تھی۔" وہ روتے ہوئے احتجاج کرتے ہوئے چلائی۔

"ہاں تم تو اس سے اعلیٰ درجے کی اداکارہ ہو، داد دیتا ہوں تمہاری اداکاری کی کتنی صفائی سے تم نے مجھے الو بنایا ہے۔" وہ طنزیہ سے لہجے میں بولا۔

"ارسلان میں۔"

"مت لو اپنی جھوٹی زبان سے میرا نام۔" وہ غصے سے چلایا تو وہ چیخ چیخ کر رونے لگی۔

"بیٹا اسے پولیس کے حوالے کر، خود بخود بتا دے گی کہ سنی کو کہاں چھپایا ہے۔" ریحانہ بیگم نے مشورہ دیا۔

"ہاں آپ ٹھیک کہتی ہیں پھپھو۔" ارسلان نے اسے نفرت سے دیکھتے ہوئے کہا اور اپنے موبائل سے مظہر حسین کا نمبر ملایا۔

"ہاں مظہر میں بول رہا ہوں، تم فوراً گھر پہنچو یار سنی کا کچھ پتہ نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے؟" ارسلان نے مظہر کی آواز سنتے ہی کہا۔

"کیا مطلب کچھ پتا نہیں ہے؟" مظہر نے الجھ کر پوچھا۔

"سنی کڈنیپ ہو گیا ہے تم فوراً گھر پہنچو، ساری بات معلوم ہو جائے گی۔"

"میں آ رہا ہوں ڈونٹ وری سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"اوکے۔" اس نے موبائل بند کر کے روتی بلکتی ثوبیہ کی طرف دیکھا اور غصے سے بولا۔

"بند کرو یہ رونا دھونا، کیسی کم سن اور معصوم صورت ہے تمہاری اور حرکتیں تمہاری، ثوبیہ بیگم اگر میرا بیٹا نہ ملا تو میں تمہیں جیل میں سڑوا دوں گا، جس گھر کی تم مالکن بنی بیٹھی ہو اس گھر سے نکال باہر کروں گا۔"

"آپ جو چاہے سلوک کریں میرے ساتھ مگر میرے کردار پر کیچڑ مت اچھالیں، اس شک اور تہمت بھری زندگی سے تو میں پھانسی لگ جانا ہی بہتر سمجھتی ہوں، میں تو پہلے بھی زندہ نہیں تھی جو اب مر کر مجھے افسوس ہو گا۔" وہ روتے بلکتے ہوئے بولی۔

"یہ ڈائیلاگ مت بولو میرے سامنے تمہارے سارے منصوبے کی قلعی کھل گئی ہے ثوبیہ بیگم۔" ارسلان نے غصے اور نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب حقیقت آپ پہ کھلے گی تو...... میری بے گناہی خود بخود آپ پر ثابت ہو جائے گی۔"

لٹ کر رہ گیا تھا، روح زخمی ہو گئی تھی، سنی کے گم ہونے کا صدمہ کم نہیں تھا اس پر ارسلان کی بدگمانی نے بھی اسے توڑ کر بکھیر کر رکھ دیا تھا۔

"ہر گناہ گار ہر مجرم خود کو معصوم اور بے گناہ ہی کہتا ہے لڑکی۔" ریحانہ بیگم نے کہا اور پھر ارسلان کی طرف دیکھ کر بولیں۔

"ارسلان بیٹا! میں نے کہا تھا نا تم سے کہ یہ لڑکی نائمہ جیسی ہی ہو گی، تم نے میری ایک نہیں سنی اب دیکھ لیا نتیجہ، اللہ جانے بچہ کہاں ہو گا کس حال میں ہو گا، تمہیں بھی خاندان سے باہر بیاہ رچانے کا شوق تھا، ارے مجھ سے کہا ہوتا میں تمہارے لئے کوئی اچھی سی لڑکی تلاش کر لیتی، تم نے تو مجھے کسی قابل ہی نہیں سمجھا، ہائے میرا سنی کس حال میں ہو گا میرا معصوم بچہ، یا اللہ تو سنی کی حفاظت کرنا۔" ریحانہ بیگم نے جھوٹ موٹ کے آنسو بہاتے ہوئے کہا۔

"اب بھی وقت ہے بتا دو ثوبیہ کہ سنی کو تم نے کس کے حوالے کیا ہے ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔" ارسلان نے جذباتی اور غصیلے لہجے میں کہا۔

"بیٹا تم اسے طلاق دے کر فارغ کیوں نہیں کر دیتے، ابھی بھی کچھ ہوتا باقی ہے، یہ تو کل کلاں کو تمہیں بھی زہر دے کر مار دے گی اور تمہاری جائیداد کی مالک بن بیٹھے گی، ایسی لڑکیوں کے یہی چلن ہوتے ہیں۔" ریحانہ بیگم نے اس کے غصے کو ہوا دیتے ہوئے سفاکی سے کہا تو ثوبیہ تڑپ اٹھی۔

"میں ایسی ویسی لڑکی نہیں ہوں، میں نے کچھ نہیں کیا، کوئی جرم نہیں کیا میں نے، آپ میرا یقین کیوں نہیں کرتے ارسلان؟" وہ روتے ہوئے بولی تو اس نے شعلہ بار نظروں سے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"یقین ہی تو کیا تھا میں نے تم پر جس کا تم نے مجھے یہ صلہ دیا ہے، کان کھول کر سن لو ثوبیہ بیگم اگر سنی زندہ سلامت جلد از جلد مجھے نہ ملا تو تم، تم

اس گھر سے باہر اور جیل کے اندر ہو گی، نہ صرف میں تمہیں طلاق دے دوں گا بلکہ جیل میں بند کرا دوں گا، سوچ لو ابھی بھی وقت ہے تم اچھی طرح سوچ لو کہ تمہیں جیل جانا ہے یا صرف طلاق لے کر اس گھر سے جانا ہے۔"

"آپ...... میرا یقین کریں میں...... سچ کہہ رہی ہوں، میں نہیں جانتی کہ سنی کہاں ہے، اسے کون لے گیا ہے؟ میں کیوں کروں گی یہ جرم جب کہ مجھے بھی معلوم ہے کہ میں آپ کی بیوی کی حیثیت سے آپ کی جائیداد کی مالک حصے دار بھی ہوں اور طلاق کی صورت میں مجھے ذلت اور رسوائی کے سوا دربدری کے سوا کچھ بھی نہیں ملے گا، پھر میں جانتے بوجھتے ایسا کیوں کروں گی ارسلان، یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ سنی کو نائمہ نے اغوا کرایا ہو آخر وہ...... سنی کی ماں تو ہے نا۔" ثوبیہ نے روتے ہوئے اٹک اٹک کر کہا۔

"نائمہ...... ہاں...... مجھے اس کا خیال کیوں نہیں آیا، یقیناً نائمہ بھی ہو سکتی ہے۔" ارسلان نے چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ کیوں ہونے لگی بھلا اسے تو جنم دینے کے بعد سے سنی سے کوئی واسطہ ہی نہیں رہا تھا، کبھی کوئی دلچسپی ہی نہیں لی تھی اس نے سنی میں، تو اب وہ طلاق لے کر سنی کو کیوں اغوا کرائے گی، جبکہ وہ بے اول تو وہ سنی کو اپنے پاس رکھنے کا سوچے گی ہی نہیں اگر ایسا سوچتی بھی ہے تو وہ اسے خود یہاں آ کر اپنے ساتھ جا سکتی ہے، خونخوار تو وہ ہے ہی اپنے بچے کو وہ اغوا کیوں کرائے گی، سات سال تک قانون بھی بچے کو ماں کی تحویل میں دینے پر راضی ہوتا ہے۔" ریحانہ بیگم نے تیزی سے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے پھپھو، لیکن نائمہ مجھے بے سکون کرنے کے لئے اپنی طلاق کا بے عزتی کا بدلہ لینے کے لئے تو ایسا کر سکتی ہے نا۔" ارسلان نے سنجیدگی سے سوچتے ہوئے کہا۔

"ہیلو ایوری باڈی، ارسلان کیا ہوا سنی کو؟" مظہر اسی وقت ڈرائنگ روم میں داخل ہوا، وہ اس وقت پولیس کی وردی میں تھا۔

"آؤ مظہر یار تم ہی ثوبیہ بیگم سے پوچھو کہ اس نے سنی کو کہاں غائب کیا ہے، سنی گم ہو گیا ہے، گھنٹے بھر سے وہ لاپتہ ہے، ملازموں کو بھی کچھ خبر نہیں ہے، حتیٰ کہ چوکیدار کو بھی نہیں معلوم کہ سنی کہاں گیا؟" ارسلان نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر دکھ بے چینی اور پریشانی سے بتایا، اس نے ریحانہ بیگم اور ثوبیہ کو بغور دیکھا، ارسلان کا ثوبیہ پر شک کرنا اسے حیرت میں ڈال رہا تھا۔

"میرے منہ میں خاک کہیں اس حرافہ اس چلتر باز لڑکی نے سنی کو مار کر زمین میں تو نہیں گاڑ دیا۔" ریحانہ بیگم نے کہا۔

"نہیں۔" ثوبیہ چیخ اٹھی اس کے اندر کی ممتا تڑپ گئی تھی۔

"مت کریں ایسی باتیں، کچھ نہیں ہو میرے سنی کو، وہ نہیں مر سکتا، کتنی سفاک اور سنگدل ہیں آپ، بچے کے ماں باپ کے سامنے ایسی جان لیوا بات کرتے ہوئے آپ کا دل بھی نہیں کانپا۔"

"لو سنا تم نے ارسلان بیٹا! کیسی شاندار اداکاری کر رہی ہے جیسے اسی نے سنی کو جنم دیا تھا نا، کیسی ممتا ابل رہی ہے ہونہہ۔" ریحانہ بیگم نے طنزیہ لہجے میں کہا تو ارسلان کچھ نہیں بولا بس ثوبیہ کو حیرت اور الجھن آمیز نظروں سے دیکھتا رہا، وہ سچ مچ سنی کی اصل ماں لگ رہی تھی، وہ ماں جو اپنے بچے کی ذرا سی تکلیف پر تڑپ اٹھتی ہے اس کے دور ہونے پر سسکنے لگتی ہے بے چین، بے قرار ہو جاتی ہے۔

"ثوبیہ بھابھی! آپ حوصلہ رکھیں آپ کے بیٹے کو کچھ نہیں ہوگا، آپ مجھے ساری بات بتائیں کیا ہوا تھا؟" مظہر نے صوفے پر بیٹھ کر بہت نرمی سے کہا تو اس نے روتے ہوئے اسے ساری بات

بتا دی، مظہر نے موبائل فون پر پولیس پارٹی کو اہم شہروں کی ناکہ بندی کرنے اور موبائل پولیس کو الرٹ کرنے کی ہدایت دینے کے بعد ارسلان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"پریشان مت ہو سنی مل جائے گا شہر کی ساری پولیس حرکت میں آ چکی ہے تم مجھے سنی کی ایک تصویر دے دو اور اپنے گھر کے ملازموں اور چوکیدار کو بلاؤ میں سب سے تفتیش کرنا چاہتا ہوں۔"

"او کے۔" ارسلان نے گہرا سانس لے کر کہا چند منٹ بعد سنی کی تصویر مظہر کو لا کر دے دی۔ مظہر نے چوکیدار کے بیان کو غور سے سنا اور انہیں واپس ان کی ڈیوٹی پر بھیج دیا۔

"ارسلان تمہیں کسی پر شک ہے؟" مظہر نے چلتے چلتے پوچھا۔

"یار، میں کس پر شک کر سکتا ہوں سوائے اس مکار عورت کے۔" ارسلان نے ثوبیہ کو غصے سے گھورتے ہوئے کہا تو وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی سسکی روکتے ہوئے پھر سے بلکنے لگی۔

"اپنے آپ کو ٹھنڈا رکھو، غصے سے صرف کام بگڑتا ہے بنتا نہیں ہے، اپنے لئے کوئی اور پریشانی نہ کھڑی کر لینا میں چلتا ہوں۔" مظہر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سنجیدگی سے کہا۔

"ایس پی! تم اس لڑکی کو گرفتار کیوں نہیں کر رہے؟" ریحانہ بیگم نے کہا۔

"میں انہیں کس بنیاد پر گرفتار کروں؟" مظہر اپنی کیپ سر پر رکھتے ہوئے واپس مڑا۔

"شک کی بنیاد پر تفتیش کے بعد یقین خود ہو جائے گا کہ یہی مجرم ہے۔" ریحانہ بیگم نے کہا تو ثوبیہ کا ذہن ان کی باتوں میں اٹکا ہوا تھا۔

"میں نے تفتیش کر لی ہے اگر ضرورت پڑی تو ہم انہیں تھانے بلوا لیں گے، ویسے بھابھی آپ گھر سے باہر مت جائیے گا۔" مظہر نے ثوبیہ سے کہا۔

"مظہر بھائی آپ بھی مجھ پر شک کر رہے ہیں۔" ثوبیہ نے اس انداز سے کہا کہ مظہر کا دل موم کی طرح پگھل گیا، اسے وہ کہیں سے بھی مجرم اور قصوروار نہیں لگ رہی تھی، وہ اسے کسی گہری سازش کا شکار دکھائی دی۔

"بھابھی! شک سے ہی ہمارا کام شروع ہوتا ہے لیکن آپ مطمئن رہیے، میں کسی بے گناہ کو سزا نہیں ہونے دیتا، سزا مجرم کو ہی ملے گی خواہ وہ کوئی بھی ہو۔" مظہر یہ کہہ کر باہر نکل گیا۔

"میرا نام بھی ریحانہ بیگم ہے تمہیں اس گھر سے ذلیل کر کے نہ نکلوا دیا تو بات کرنا، دیکھوں گی کیسے رہتی ہو ارسلان کی بیوی بن کر اس کی جائیداد کی مالک بن کر۔"

"میں ارسلان کو اپنا داماد بنا کر ہی دم لوں گی، شاہانہ کے اتنے اچھے رشتے میں نے اسی چکر میں ٹھکرا دیئے کہ ارسلان اسے اپنا لے گا، یاد رکھنا لڑکی میں تمہیں طلاق دلوا کر ہی رہوں گی اس گھر پر حکمرانی کرنے کے خواب بھول جاؤ، دیکھو تو میں کرتی کیا ہوں، ارسلان خود تمہیں اس گھر سے نکال باہر کرے گا۔"

ثوبیہ کو ریحانہ بیگم کی کہی ہوئی باتیں حرف حرف یاد آنے لگیں، اس نے چونک کر ان کا چہرہ دیکھا جہاں فتح کا تاثر چھلک رہا تھا وہ ایک دم اپنی جگہ سے اٹھی اور باہر بھاگی۔

"مظہر بھائی، مظہر بھائی۔"

"ہیں ارے پکڑو اسے بھاگ گئی تو بچہ کیسے ملے گا؟" ریحانہ بیگم نے چیخ کر کہا، ارسلان بھی اس کے پیچھے دوڑا۔

"مظہر بھائی، بھائی۔" وہ مظہر کو پکارتی اس کی گاڑی کے قریب آ گئی، مظہر اس کی آواز سنتے ہی گاڑی سے اتر کر اس کے پاس چلا آیا۔

"کیا ہوا بھابھی؟"

"مظہر بھائی میرا بیٹا مل جائے گا نا اسے آپ بچا لیں ورنہ وہ اسے مار دیں گی، میرے سنی

گو بچالیں مظہر بھائی!'' اس نے ہانپتے، روتے، بھیگتے لہجے میں کہا ارسلان اسے مظہر کے پاس کھڑا دیکھ کر دور دروازے پر ہی رک گیا تھا۔

''بھابھی، کون مار دے گا آپ کے سنی کو، آپ کو کسی پر شک ہے؟''

''شک نہیں...... یقین ہے۔''

''کس پر کون ہے وہ؟'' مظہر نے حیرت اور بے تابی سے متجسس ہو کر پوچھا۔

''وہ...... وہ جو اندر آئی بیٹھی ہیں۔'' اس نے ہچکیاں لے لے کر بتایا۔

''کون؟ ریحانہ بیگم ارسلان کی پھپھو؟''

''جی بھائی، انہوں نے...... مجھے شادی کے دوسرے دن دھمکی دی تھی کہ وہ مجھے اس گھر سے ذلیل کرا کے ارسلان سے طلاق دلوا کر نکلوا کے دم لیں گی اور اپنی بیٹی شاہانہ کی شادی ارسلان سے کریں گی تاکہ ان کی پراپرٹی کی مالک بن سکیں۔'' اس نے آنسوؤں اور ہچکیوں کے درمیان اسے ساری حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے کہا تو وہ اس کی بات سمجھنے والے انداز میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔

''مجھے بھی ان کے سنی کے اغوا کے فوراً بعد یہاں پہنچ جانے پر اور بار بار آپ کو گرفتار کر کے لے جانے پر اصرار کرنے پر شک تو گزر رہا تھا۔''

''مظہر بھائی، آپ ریحانہ بیگم اور ہمارے گھر کے ٹیلی فون ریکارڈ کروائیں اور ریحانہ بیگم پر نظر رکھیں، ان کے گھر کے باہر خفیہ پہرہ لگا دیں، کسی انجانے بندے کو یا عورت کو کسی بہانے سے ان کے گھر بھیجیں، کچھ کریں مظہر بھائی، میرا دل کہتا ہے کہ میرا سنی میرا بیٹا ان کے پاس ہی ہو گا، وہ سنی کو کوئی نقصان نہ پہنچا دیں، آپ پلیز جلدی کچھ کریں، میں نہیں رہ سکتی سنی کے بغیر، پلیز کچھ کریں۔'' اس نے بے کلی سے روتے ہوئے کہا۔

''بھابھی آپ نے تو میرے کرنے کا کام اور طریقہ بھی خود ہی مجھے بتا دیا ہے بہت ا... ہیں آپ اور آپ اطمینان رکھیں بھابھی میں آپ کے بیٹے کو بہت جلد آپ کے پاس لے آؤں گا، بس آپ خود کو سنبھالیں۔'' مظہر نے نرمی سے کہا۔

''بھائی آپ ارسلان کو کچھ مت بتائیے گا، وہ تو پہلے ہی مجھ سے بدگمان ہیں، اگر انہیں بتا... کہ میں نے ان کی پھپھو پہ شک ظاہر کیا ہے تو مجھے فوراً ہی طلاق دے دیں گے، پھر میں کہاں جاؤں گی۔'' اس نے بے بسی سے روتے ہوئے کہا۔

''بھابھی آپ مجھے بھائی کہتی ہیں آپ میری بہن جیسی ہیں پریشان مت ہوں میں ہوں نا آپ کا بھائی، اول تو ارسلان اب کوئی ایسی حماقت نہیں کرے گا اگر کی بھی تو میرا گھر حاضر ہے، بس آپ روئیں نہیں دعا کریں انشاء اللہ سنی صحیح سلامت بازیاب ہو گا اور اصل مجرم بھی پکڑے جائیں گے۔'' مظہر نے اس کے سر پر دست شفقت رکھ کر نرمی سے کہا۔

''شکریہ بھائی، کیا آپ نائمہ کے گھر جائیں گے؟''

''نہیں بھابھی وہ بے چاری تو اپنے اصل گھر پہنچ چکی ہے۔''

''میں سمجھی نہیں۔''

''بھابھی پچھلے ہفتے رش ڈرائیونگ کرتے ہوئے نائمہ اپنے ایک دوست کے ساتھ کار ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئی تھی۔'' مظہر نے دھماکہ خیز خبر سنائی تھی ثوبیہ کے پورے وجود میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔

''نائمہ باجی! مر گئیں۔''

''جی ہاں اپنے قد سے اونچی چھلانگ لگانے اور تیز دوڑنے والوں کا یہی انجام ہوتا ہے، خدا نائمہ کی خطائیں معاف فرمائے اور اسے جوار رحمت میں جگہ دے، اس کے گھر والے تو یہ شہر بھی چھوڑ گئے ہیں، بے چاروں کی کافی بدنامی ہو گئی تھی نائمہ کی حرکتوں کی وجہ سے، خیر میں چلتا ہوں، سنی میرے بیٹے جیسا ہے، میں اس کی تلاش میں کوئی کسر نہیں چھوڑوں گا، آپ بس خود کو حوصلہ دیں، اللہ حافظ۔'' مظہر نے کہا اور گاڑی میں بیٹھ کر چلا گیا۔

''نائمہ باجی اللہ آپ کی روح پر اپنا کرم کرے آپ کے گناہ معاف فرمائے، آپ کو جنت میں جگہ عطا کرے۔'' ثوبیہ نے آسمان کی طرف نگاہ بلند کر کے دعا کی، دو آنسو نائمہ کی موت کا سن کر اس کی آنکھوں سے بہہ نکلے، وہ اپنے آنسو پونچھتی اندر آ رہی تھی، ارسلان دروازے کے پاس کھڑا اسے دیکھ رہا تھا اس نے بہت دکھ سے اسے دیکھا اور اندر چلی گئی، ارسلان بھی گاڑی لے کر سنی کی تلاش میں باہر نکل گیا، تھوڑی دیر بعد جب ارد گرد کوئی نہیں تھا تو ریحانہ بیگم نے اپنے گھر فون کیا تو شاہانہ کے فون اٹھاتے ہی آہستہ سے بولیں۔

''شاہانہ! میں ہوں کہو سنی تنگ تو نہیں کر رہا؟''

''تنگ او ممی، اس نے تو رو رو کر میری جان عذاب کر دی ہے، آپ بھی کمال کرتی ہیں، سنی کو اغوا کر کے لانے سے پہلے اس کے فیڈر، کھانے پینے اور کپڑوں وغیرہ کا انتظام تو کرنا چاہیے تھا، آپ سن رہی ہیں اس کے رونے کی آواز جب سے آنکھ کھلی ہے روئے چلے جا رہا ہے، مما مما کی رٹ لگا رکھی ہے، فیڈر ہو تو میں اسے دودھ بنا کر دوں ناں، ماسی کو بھی آپ نے دو دن کی چھٹی دے دی ہے۔'' شاہانہ تو ان کے سوال پر پھٹ ہی پڑی۔

''اسے چھٹی دینا ضروری تھا ورنہ وہ ہمارے منصوبے کا بھانڈا پھوڑ دیتی، خیر تم سنبھالو سنی کو ارسلان کی تو جان ہے اس میں اسے کچھ ہو گیا تو تم بھی اس کی دلہن نہیں بن سکو گی اور ہمارا ارسلان کی جائیداد پر قبضہ جمانے کا پلان دھرا کا دھرا رہ جائے گا۔'' ریحانہ بیگم نے اسی آہستگی سے کہا۔

''وہ تو ٹھیک ہے ممی، مگر مجھ سے نہیں سنبھلے گا یہ بچہ۔''

''سنبھالنا سیکھو ارسلان کے سامنے تم سنی کو ماں کا پیار دو گی تو وہ تم پر اعتبار کرے گا، پھر جب تمہارے اپنے بچے ہو جائیں گے تو تمہارے قدم خود بخود اس گھر میں جم جائیں گے، پھر بے شک سنی کو نوکروں کے حوالے کر دینا، ابھی معاملہ سنبھالے رکھو ورنہ ساری محنت اکارت ہو جائے گی۔'' ریحانہ بیگم نے ثوبیہ کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھتے ہوئے آہستہ سے کہا ارسلان ابھی تک گھر نہیں آیا تھا، اس لئے وہ آرام سے شاہانہ کو فون کر رہی تھیں۔

''ویسے ممی یہاں کی کیا صورتحال ہے ارسلان کا کیا ری ایکشن ہے اور وہ مڈل کلاس ثوبیہ صاحبہ کے مزاج کیسے ہیں؟'' شاہانہ نے بڑے طنزیہ لہجے میں پوچھا تو وہ ہنس کر بولیں۔

''اس کے مزاج تو اب ٹھکانے لگیں گے، سمجھو کے کام بن گیا، ارسلان نے اسے طلاق دینے کی دھمکی تو دے ہی دی ہے، میں اسی لئے یہاں رکی ہوئی ہوں تاکہ وقفے وقفے سے ارسلان کو ثوبیہ کے خلاف مواد دیتی رہوں۔''

''ممی، ہم سنی کو واپس کیسے پہنچائیں گے ارسلان کے گھر؟''

''پہنچا دیں گے میں لے آؤں گی یہ کہہ کر کے ثوبیہ نے جاتے وقت سنی کو میرے حوالے کر دیا تھا تاکہ میں اسے تمہارے پاس پہنچا دوں، یا پھر چپکے سے گھر کے گیٹ کے قریب چھوڑ دیں گے اور بہانہ کر دیں گے کہ ہم آئے تو سنی گیٹ پر پڑا رو رہا تھا، کچھ بھی کہانی گھڑ لیں گے، یہ تم مجھ پر چھوڑ دو اور سنی کا خیال رکھو، توبہ یہ تو حلق پھاڑ پھاڑ کر رو رہا ہے، چپ کراؤ اسے۔''

''کیسے چپ کراؤں، مجھے کوئی تجربہ نہیں ہے اپنے سے بچے کو چپ کرانے کا اور پہلے سنی

کے لئے فیڈر، چسنی وغیرہ تو لا کر دیں، دودھ پی کر کچھ تو منہ بند ہوگا اس کا۔" شاہانہ بیزار لہجے میں کہا۔

"اچھا اچھا لاتی ہوں بازار سے خریدنا پڑیں گی یہ چیزیں اور تم بھی ذرا ٹھنڈے دل و دماغ سے کام لو، ذرا سی دیر میں گھبرا گئیں، یاد رکھو ارسلان کی دولت کے خزانے کی کنجی ہے سنی، اسے کسی صورت نقصان نہیں پہنچنا چاہیے سمجھیں۔" ریحانہ بیگم نے سنجیدگی اور سختی سے اسے ہدایت دی۔

"سمجھ گئی اور ہاں ممی یاد آیا اسلام آباد سے ڈیڈی کا فون آیا تھا، آپ کا پوچھ رہے تھے میں نے بتا دیا کے آپ ارسلان کی طرف گئی ہیں، رات کو وہ دوبارہ فون کریں گے۔" شاہانہ یاد آنے پر بتایا۔

"اچھا ٹھیک ہے میں گھر آ جاتی ہوں، تم سنی کو چپ کرانے کی کوشش کرو، اس کی آواز تمہارے ڈیڈی کے کانوں تک نہیں پہنچنی چاہیے ورنہ بہت برا ہوگا۔ انہیں تو پہلے ہی ایمانداری سے کھانے کی بیماری ہے۔" ریحانہ بیگم نے کہا تو وہ بولی۔

"ٹھیک ہے آپ سنی کا فیڈر کپڑے وغیرہ خرید کر گھر پہنچیں۔"

"اچھا آتی ہوں۔" ریحانہ بیگم نے یہ کہہ کر فون بند کر دیا اور چوروں کی طرح چاروں جانب دیکھا کوئی بھی نہیں تھا، انہوں نے اطمینان کا سانس لیا اور اپنا پرس اٹھا کر باہر نکل آئیں، وہ جا رہی تھیں تو ارسلان گھر آ رہا تھا۔

"ارسلان بیٹا کچھ پتہ چلا سنی کا۔" وہ ارسلان کے گاڑی سے اترتے ہی پوچھنے لگیں۔

"نہیں پھپھو۔" اس نے مایوسی اور بے بسی سے سر ہلایا۔

"بیٹا تم دل چھوٹا نہ کرو انشاء اللہ سنی جلد مل جائے گا، اچھا بیٹا میں اب گھر جاؤں گی تمہیں اس پریشانی کے عالم میں چھوڑ کر جانا تو نہیں چاہتی مگر کیا کروں بیٹا شاہانہ گھر میں اکیلی ہے، ابھی اس کا فون آیا تھا کچھ مہمان آ گئے ہیں میں انشاء اللہ صبح آؤں گی تم پریشان مت ہونا۔" ریحانہ بیگم نے بہت محبت بھرے لہجے میں کہا اس نے صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا، ریحانہ بیگم اپنی گاڑی میں بیٹھ کر مارکیٹ گئیں، سنی کے لئے فیڈر، نپیز اور ریڈی میڈ کپڑے وغیرہ خرید کر گھر روانہ ہو گئیں، پولیس کی سادہ لباس میں نفری ان کے تعاقب میں تھی، خود مظہر نے ان کے دکان سے نکلتے ہی دکاندار سے ان کی خریدی ہوئی اشیا کے متعلق پوچھ گچھ کی تھی، ثبوت تو مل گیا تھا اسے مگر وہ انہیں مکمل اور ٹھوس ثبوت کے ساتھ رنگے ہاتھوں گرفتار کرنا چاہتا تھا، اپنے ساتھیوں کو الرٹ رہ کر پہرہ دینے کی ہدایت کر کے وہ خود ٹیلی فون ایکسچینج کی جانب روانہ ہو گیا، آپریشن تو وہ ارسلان اور ریحانہ بیگم کے گھروں کے ٹیلی فونز پر اس وقت لگوا چکا تھا جب وہ ارسلان کے گھر سے ثوبیہ سے بات کر کے نکلا تھا۔

"کچھ پتا چلا سنی کا۔" ثوبیہ نے ارسلان کو بیڈ روم میں داخل ہوتے دیکھ کر بے قراری سے پوچھا تو وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔

"تمہیں تو سب کچھ معلوم ہے کہ سنی کہاں ہے، پھر مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہو؟"

"میں آپ کو کیسے یقین دلاؤں کے میں نے سنی کو غائب نہیں کرایا۔"

"مجھے یقین دلانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مجھے اب تمہاری کسی بات کا یقین نہیں ہے، مجھے تم پر اعتبار نہیں رہا اور دور ہو جاؤ میری نظروں سے میں تمہاری صورت نہیں دیکھنا چاہتا، نہ تمہاری آواز سننا چاہتا ہوں، چوبیس گھنٹے کے

اندر اندر اگر سنی گھر نہ پہنچا تو تم گھر سے باہر ہوگی، طلاق نامے کے کاغذ کے ساتھ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہوں گی تمہارے۔" ارسلان غصے سے پھٹ پڑا اور ثوبیہ کا دل شدت غم سے۔

"ٹھیک ہے چوبیس گھنٹے سے پہلے آپ بھی کچھ نہیں کریں گے۔" اس نے اپنے آنسو ضبط کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کو معلوم ہے کہ نائمہ باجی روڈ ایکسیڈنٹ میں فوت ہو گئی ہیں ہفتہ پہلے۔"

"تمہیں یہ بات کس نے بتائی؟" وہ حیرت اور غصے سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"مظہر بھائی نے۔"

"چلو وہ تو اپنے انجام کو پہنچ گئی، خدا اس کے گناہ معاف کرے، اب تو ساری بات واضح ہو گئی ہے، نائمہ مرنے کے بعد تو سنی کو اغوا نہیں کرا سکتی نا، اس ساری پلاننگ کے پیچھے تمہارا ہاتھ ہے۔" وہ سختی سے بولا۔

"کل تک معلوم ہو جائے گا کہ اس ساری پلاننگ کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے؟" وہ یہ کہہ کر کمرے سے باہر آ گئی، رات بھی ہو گئی ان دونوں نے دوپہر سے کھانا نہیں کھایا تھا، بھوک ہی مر گئی تھی، گھر میں موت کا سا سناٹا طاری تھا سب کے دل اور چہرے افسردہ اور پریشان تھے۔ ثوبیہ سونے کے لئے کمرے میں نہیں گئی تھی، لاؤنج میں ہی بیٹھی روتی اور قرآن پاک پڑھتی رہی، ارسلان بستر پر کروٹیں بدل بدل کر تھک گیا۔ سنی کی یاد اسے بے چین کر رہی تھی، وہ کہاں ہوگا کس حال میں ہوگا؟ اسے اس کی فکر ستا رہی تھی، وہ کمرے سے نکل کر باہر آ گیا، لاؤنج کی لائٹ آن دیکھی تو اسی طرف آ گیا اور پردہ ہٹا کر جو منظر دیکھا اس نے اس کے دل کی دنیا ہلا کے رکھ دی، ثوبیہ جائے نماز پر بیٹھی تہجد کی نماز ادا کر کے دونوں ہاتھ اللہ رب العزت کے حضور پھیلائے آنسوؤں کے سیلاب بہاتے ہوئے گڑگڑا کر دعا مانگ رہی تھی، فریاد کر رہی تھی۔

"یا اللہ! میرے بچے کو اپنی حفظ و امان میں رکھنا، سنی جہاں کہیں بھی ہے خیریت سے ہو اس پر آنچ بھی نہ آنے دینا، میرا بیٹا مجھے حفاظت سے صحیح سلامت واپس لوٹا دے مالک، میں کہاں ڈھونڈوں سنی کو؟ میرا شوہر مجھ پر شک کر رہا ہے، مگر تو، تو جانتا ہے میرے مالک کے میں نے سنی کو غائب نہیں کرایا، میں نے تو دل و جان سے اسے اپنا بیٹا مان لیا تھا پھر ارسلان کیوں میرا یقین نہیں کر رہے؟ یا اللہ یا قادر یا عزیز یا قوی تیرے اختیار میں تو سب کچھ ہے نا، تو میرے بچے کو مجھ تک پہنچا دے، میں یہاں سے چلی جاؤں گی، مجھے یہ مال و دولت آرام و آسائش نہیں چاہیے، میرے مالک! مجھے تو صرف میرا بیٹا چاہیے بے شک ارسلان مجھے چھوڑ دیں مگر سنی مجھے مل جائے تاکہ میں ارسلان کی نظروں میں سرخرو ہو سکوں، تاکہ میری ممتا کو قرار آ سکے، میرا سنی مجھے لوٹا دے مالک!" ثوبیہ کی ہچکیوں اور آنسوؤں بھری فریاد سن کر ارسلان کا دل ہی نہیں آنکھیں بھی بھر آئیں، وہ ہونٹ بھینچتا، مٹھیاں بند کرتا واپس بیڈ روم میں آ گیا اور پانی سے بھرا گلاس اٹھا کر ایک ہی سانس میں خالی کر دیا۔

"اللہ کے سامنے تو انسان صرف سچ بولتا ہے، اس کے سامنے جھوٹ بولنے کی تو کوئی جرأت ہی نہیں کر سکتا، اس کا مطلب ہے کہ ثوبیہ بے گناہ ہے وہ معصوم ہے، اس نے سنی کو غائب نہیں کرایا، نائمہ مر چکی ہے اس کی فیملی شہر چھوڑ چکی ہے تو پھر کون ہے جس نے ہمارا بیٹا اغوا کیا ہے؟" ارسلان نے خود سے سوال جواب کرتے ہوئے ٹہلتے ہوئے سوچا مگر اسے کوئی سرا نہیں مل سکا، تھک کر وہ بیڈ پر گر گیا، آنکھ کھلی تو صبح کے آٹھ بجے ہی کھلی، اس نے اپنے برابر میں خالی جگہ کو

دیکھا جہاں کل تک ثوبیہ اور سنی سویا کرتے تھے، دونوں کو نہ پا کر اس کا دل بے قرار ہو کر دھڑکا وہ ننگے پاؤں باہر بھاگا، ثوبیہ بے قراری کے عالم میں روتی ہوئی ڈرائنگ روم میں چکر لگا رہی تھی وہ اس کی حالت دیکھ کر حیران رہ گیا، یوں لگتا تھا جیسے اس کا سگا بیٹا گم ہو گیا ہو، اس وقت وہ اسے ایک دکھی اور پریشان ماں نظر آ رہی تھی، وہ دروازے پر ہی رک گیا اور اسے دیکھنے لگا، وہ کبھی بیٹھتی، کبھی کھڑی ہو جاتی اور چکر لگانے لگتی۔

''یا اللہ! میں کیا کروں، میرا سنی کہاں چلا گیا میرے اللہ؟'' وہ بولتے بولتے رو پڑی اور صوفے پر سر پکڑ کر بیٹھ گئی، چند لمحوں بعد وہ ایک دم سے اٹھی اور ٹیلی فون سیٹ کے قریب رکھے صوفے پر آ بیٹھی اور مظہر کا موبائل نمبر ڈائل کیا۔

''ہیلو مظہر اسپیکنگ۔''

''السلام وعلیکم مظہر بھائی، میں ثوبیہ بول رہی ہوں، بھائی کچھ پتا چلا میرے بیٹے کا کہاں ہے سنی؟'' اس نے بھیگتی آواز میں پوچھا۔

''بھابھی، آپ روئیں نہیں حوصلہ رکھیں سنی بہت جلد آپ کے پاس ہوگا۔''

''کب مظہر بھائی، میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔''

''ارسلان نے پھر کچھ کہا ہے آپ سے۔'' مظہر نے نرمی سے پوچھا۔

''ہاں مگر مجھے اس بات کی کوئی پروا نہیں ہے کہ ارسلان مجھے طلاق دیتے ہیں یا نہیں، مجھے صرف میرا سنی چاہیے، آپ پلیز اسے کہیں سے ڈھونڈ لائیں۔'' اس نے روتے ہوئے کہا تو ارسلان کو اپنے کہے ہوئے الفاظ پر ندامت محسوس ہونے لگی، غصے، شک اور بدگمانی میں نجانے اس نے اسے کیا کچھ کہہ دیا تھا۔

''بھابھی کچھ دیر صبر سے گزار لیں انشاء اللہ [illegible] آپ کے پاس پہنچ جائے گا، آپ کا یقین درست تھا، ہم اصل مجرم تک پہنچ گئے ہیں، آپ اطمینان رکھیں، میں تھوڑی دیر تک خود گھر آؤں گا ارسلان کو ساتھ لے کر جاؤں گا تاکہ وہ اصل مجرموں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے اور آپ کی بے گناہی اس پر ثابت ہو جائے او کے۔'' مظہر نے نرمی سے کہا۔

''تھینک یو بھائی۔'' اس نے یہ کہہ کر ریسور کریڈل پر رکھ دیا اور سنی کی صورت اس کی نگاہوں میں آسمائی تو وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی، ارسلان نے اس کی جانب بڑھنا چاہا مگر شرمندگی سے واپس مڑ گیا، نہا کر تیار ہو کر آیا تو مظہر پہنچ گیا، اس نے زبردستی اسے ناشتہ کروایا اور اپنے ساتھ جیپ میں بٹھا لیا۔

''تم کہاں لے جا رہے ہو مجھے؟'' ارسلان نے اسے گاڑی ڈرائیو کرتے دیکھ کر پوچھا۔

''سنی سے ملوانے۔''

''کیا سچ، سنی مل گیا ہے کہاں ہے میرا بیٹا وہ ٹھیک تو ہے نا۔'' ارسلان نے بے قراری اور بے تابی سے سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔

''وہ بالکل ٹھیک ہے اور میری ٹیم ٹھکانے پر پہنچ چکی ہو گی اب تک۔'' اس نے گھڑی میں وقت دیکھ کر بتایا۔

''کس نے اغوا کیا تھا میرے بیٹے کو کیا ثوبیہ کا اس معاملے میں کوئی ہاتھ ہے؟''

''ایک لگاؤں گا الٹے ہاتھ کی۔'' مظہر نے اسے غصے سے ہاتھ دکھا کر کہا۔

''تمہیں صحیح غلط، اچھے، برے کی کوئی پہچان ہی نہیں رہی، دیکھ لینا خود اپنی آنکھوں سے کہ مجرم کون ہے، تاکہ یہ جو تمہاری آنکھوں پر شک نے یقین اور بدگمانی کی پٹی بندھی ہے نا یہ اتر سکے۔''

''یار! تو اس قدر غصے کیوں ہو رہا ہے؟'' ارسلان نے جھلا کر پوچھا۔

''صبر کر ابھی معلوم ہو جائے گا تجھے اور پھر تو خود اپنے آپ پر غصے ہو رہا ہوگا، تیرا دماغ صرف بزنس میں چلتا ہے، بیویوں کو سمجھنے کے معاملے میں تو کورا ہے، حماقتیں بھی کرتا ہے اور جب خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے تو روتا بھی ہے کڑھتا اور جلتا بھی ہے۔'' مظہر نے نہایت سنجیدہ اور سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے گاڑی ریحانہ بیگم کے بنگلے کے قریب روک دی۔

''یہ...... یہ تو پھپھو کے گھر کیوں لے آیا ہے مجھے؟'' ارسلان نے گیٹ کو دیکھ کر چونک کر پوچھا تو وہ گاڑی سے اترتے ہوئے بولا۔

''ایسے ہی ذرا پھپھو جان سے حال احوال ہی پوچھ لو۔''

''یار! مجھے سنی سے ملنا ہے نجانے وہ کس حال میں ہوگا؟'' وہ جیپ سے اتر کر بولا۔

''ابھی مل لینا سنی سے بھی تم اندر تو چلو۔'' مظہر نے کہا اور گیٹ جو پہلے سے ہی کھلا تھا اس سے اندر داخل ہو گیا، ارسلان نے بھی اس کی پیروی کی، اندر کچھ پولیس والے دکھائی دیے، ڈرائنگ روم میں وہ پہنچے تو ریحانہ بیگم اور شاہانہ خوف اور شرمندگی سے سر جھکائے کھڑی ہیں۔

''یس سر بچہ برآمد ہو گیا ہے، مبارک ہو آپ کو۔'' تھانیدار سنی کو اٹھائے ارسلان کی طرف بڑھتے ہوئے بولا سنی ارسلان کو دیکھتے ہی رونے لگا تھا۔

''سنی میرا بیٹا، میری جان!'' ارسلان نے فوراً سنی کو اس کی گود سے لے لیا اور اسے دیوانہ وار چومنے لگا، وہ اور زیادہ شدت سے رونے لگا۔

''پاپا...... پاپا...... مما...... مما...... پاش (پاس) جانا، مما پاش جانا۔'' سنی روتے ہوئے بول رہا تھا ارسلان نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔

''یا اللہ! تیرا شکر ہے میرا بیٹا صحیح سلامت مجھے مل گیا ہے۔''

''اللہ کے بعد اب ثوبیہ بھابھی کا بھی شکریہ ادا کرو جن کے پریقین شک اور ان مجرموں تک پہنچنے کے طریقے بتانے پر ہم سنی کو برآمد کر سکے ہیں۔'' مظہر نے کہا تو وہ ریحانہ بیگم اور شاہانہ کو حیرت اور دکھ سے دیکھتے ہوئے بولا۔

''تو پھپھو! آپ نے میرے بیٹے کو اغوا کیا تھا۔''

''کیوں پھپھو؟''

''میں بتاتا کیوں؟'' مظہر نے کہا۔

''یہ ثوبیہ کو تم سے طلاق دلوا کر اپنی بیٹی شاہانہ کو تمہاری دلہن اور تمہاری دولت کی مالک بنانا چاہتی تھی اس لئے انہوں نے ایک سوچی سمجھی پلاننگ کے مطابق سنی کو اغوا کیا اور الزام معصوم ثوبیہ بھابھی پر دھر دیا۔''

''یہ جھوٹ ہے۔'' ریحانہ بیگم اب بھی جھوٹ کا سہارا لینے سے باز نہ آئیں چیخ کر بولیں۔

''ثوبیہ! نے کل مجھے ارسلان کے جانے کے بعد خود بتایا تھا کہ سنی اس نے کس کے حوالے کیا ہے، اس نے طلاق کے ڈر سے سنی کو میرے پاس بھجوا دیا، میں تھوڑی دیر تک سنی کو ارسلان کے پاس گھر لے جانے ہی والی تھی، ثوبیہ نے میری منت کی تھی کہ میں ارسلان کو کچھ نہ بتاؤں، میں نے اس پر ترس کھا کر اس بات کو راز رکھا تھا، مگر اس عیار عورت نے مجھے ہی پھنسوا دیا، خدا غارت کرے اسے۔''

''بس کیجئے ریحانہ بیگم! خدا کے قہر سے ڈریے کیوں اس معصوم کو بددعا دے رہی ہیں، کیا بگاڑا ہے اس نے آپ کا مجھے اندازہ نہیں تھا کہ آپ اس قدر گر سکتی ہیں، دولت کے لالچ میں

سگے بھتیجے کے بیٹے کو اغوا کرلیا، شرم آرہی ہے مجھے آپ کو اپنی شریک زندگی کہتے ہوئے۔'' خالد صاحب اسلام آباد سے سیدھے گھر پہنچے تھے اور یہ صورتحال دیکھ کر ان کو شدید صدمہ پہنچا تھا وہ غصے سے بولے تو ان دونوں ماں بیٹی کے رنگ مزید زرد پڑ گئے۔ وہ تو اسلام آباد گئے ہوئے تھے، اچانک کیسے آگئے، ان کی پلاننگ بھی ناکام ہوگئی تھی اور وہ سب کی خاص کی خالد صاحب کی نظروں میں گر بھی گئیں تھیں۔

''میں آپ کی ٹیلی فون ٹیپ سنوا سکتا ہوں جس سے واضح ہوجائے گا کہ آپ ہی اصل مجرم ہیں اور ارسلان تم تو سنی کو ثوبیہ بھابھی کے حوالے کرکے آؤ، ان کی ممتا کا امتحان تو ختم ہو۔'' مظہر نے کہا۔

''یہ سب کیا ہے یار۔'' ارسلان نے حیرت، دکھ اور بے یقینی کے عالم میں پوچھا۔

''یہ سب ہے حقیقت ہے میرے دوست، ثوبیہ بھابھی بے قصور ہیں، جاؤ سنی کو ان کی گود میں دے کر آؤ، ساری حقیقت ثبوت سمیت تمہارے سامنے پیش ہوجائے گی۔'' مظہر نے کہا ارسلان روتے ہوئے سنی کو پیار کیا اور گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

''رشید اپنی گاڑی میں ارسلان صاحب کو گھر لے جاؤ اور واپس بھی لیتے آنا۔'' مظہر نے اپنے سپاہی کو حکم دیا وہ فوراً تکمیل کے لئے چل دیا۔ مظہر نے اپنے موبائل فون سے ثوبیہ کو فون کرکے ساری صورتحال سے آگاہ کردیا۔ ثوبیہ تو اسی وقت سجدے میں گر گئی، سنی صحیح سلامت مل گیا تھا اور وہ ارسلان کی نظروں میں بے گناہ ثابت ہوگئی تھی اور اسے کیا چاہیے تھا، وہ گیٹ کے پاس ہی ارسلان کے آنے کا انتظار کرنے لگی اور جونہی وہ سنی کو لے کر اندر داخل ہوا، اس کی بانہیں خود بخود سنی کو لینے کے لئے پھیل گئیں، سنی بھی ماما ماما پکارتا اس کے ممتا بھرے سینے میں سما گیا، آنسو اس کی آنکھوں سے رواں تھے ارسلان کو اس بے گناہی کا ثبوت مل چکا تھا، اپنے رویے پر اسے سخت شرمندگی ہورہی تھی، وہ اس سے نظریں نہیں ملا پا رہا تھا۔

''سنی بیٹا، آؤ میں دودھ پلاؤں اپنے بیٹے کو، بھوک لگی ہوگی نا میرے چاند کو۔'' وہ سنی کو پیار کرتے ہوئے بولی۔

''چلیں ارسلان صاحب!'' سپاہی رشید نے کہا تو وہ چونک گیا۔

''ہوں، ہاں ثوبیہ میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔'' ارسلان نے اس سے کہا سنی کا خیال رکھنے کی تاکید کرنا اب ضروری نہیں رہا تھا وہ جان گیا تھا کہ وہ سنی کو ماں سے بڑھ کر چاہتی ہے اور اس کا خیال وہ خود سے زیادہ رکھے گی، وہ دوبارہ ریحانہ بیگم کے گھر آگیا۔ مظہر نے ارسلان اور خالد صاحب کے سامنے ریحانہ بیگم اور شاہانہ کی ٹیلی فون پر ہونے والی گفتگو کی ٹیپ سنائی تو جہاں ریحانہ بیگم اور شاہانہ شرم سے زمیں میں گڑھ گئیں، وہاں ارسلان کی نظروں سے گر بھی گئیں۔

''میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آپ اس قدر خود غرض اور لالچی ہیں، آپ نے مجھے اپنا ہو کر اپنی محبت جتا جتا کر برباد کرنے کی کوشش کی اور ثوبیہ کو میری نظروں میں مجرم ٹھہرایا، مجھے اس سے بدگمان کیا، آپ نے مجھے اور میں نے ثوبیہ کو بہت ہرٹ کیا ہے، اس کے خلوص اور محبت کا خون کیا ہے میں نے، صرف آپ کے کہنے میں آکر نجانے اس معصوم کو کیا کچھ کہتا رہا، کیسے سامنا کروں گا میں اس کا پتا نہیں وہ مجھے معاف بھی کرے گی کہ نہیں مگر میں خود کو آپ کو بھی معاف نہیں کروں گا، آپ نے تو رشتوں کا تقدس اور اعتبار ہی ختم کرکے رکھ دیا ہے۔'' ارسلان نے انہیں دیکھتے ہوئے غصیلے اور ٹوٹتے لہجے میں کہا۔

''آپ اگر اب بھی اپنے جرم سے انکاری ہیں تو میں اس دکاندار سے بھی گواہی دلوا سکتا ہوں، جس سے آپ نے سنی کے لئے ضروری اشیاء خریدی تھیں اور محلے کے ایک بچے کی گواہی بھی آپ کو مجرم ثابت کرتی ہے جس نے آپ کو اپنی بالکونی سے سنی کو گود میں اٹھا کر لے جاتے اور پھر ارسلان کے گھر واپس خالی ہاتھ آتے دیکھا تھا، مگر میرا خیال ہے کہ اس ٹیپ کے بعد اب مزید کسی گواہی اور ثبوت کی ضرورت باقی نہیں رہی، اب کہیئے کیا سلوک کیا جائے آپ کے ساتھ، بچے کو اغوا کرنے کی سزا جانتی ہیں آپ۔'' مظہر نے کہا تو وہ دونوں ماں بیٹی رونے لگیں۔

''ارسلان بیٹا! مجھے معاف کردو، میں دولت کے لالچ میں اندھی ہوگئی تھی مجھے معاف کردو بیٹا میں ثوبیہ سے بھی معاف مانگ لوں گی۔'' ریحانہ بیگم نے روتے ہوئے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

''آپ کا جرم ناقابل معافی ہے میں آپ سے اب کوئی تعلق کوئی واسطہ نہیں رکھنا چاہتا، مر چکی ہیں آپ میرے لئے۔'' وہ غصیلے لہجے میں بولا۔

''ایسا نہ کہو بیٹا، ورنہ میں ساری زندگی شرمندگی کی آگ میں جلتی رہوں گی۔'' ریحانہ بیگم نے تڑپ کر کہا۔

''آپ کو جلنا بھی چاہیے، آپ نے مجھے اور ثوبیہ کو کتنی اذیت اور تکلیف سے دوچار کیا ہے آپ کو اس کا اندازہ نہیں ہے، آپ میرا گھر اجاڑ چکی تھیں، اس معصوم لڑکی کو طلاق دلوا کر دربدر کرنا چاہتی تھیں، شکر ہے خدا کے اس نے ہمیں برباد ہونے سے جدا ہونے سے بچالیا، آپ نے تو کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی، وہ کم عمر لڑکی آپ کے داؤ پیچ سمجھ گئی تھی، میں ہی نہ سمجھ سکا، آپ کے خلوص میں چھپا زہر میں ہی نہ دیکھ سکا، افسوس صد افسوس آپ کو ماں سمجھا اور آپ کیا نکلیں؟'' ارسلان نے غصے اور دکھ سے کہا۔

''ارسلان بیٹا! میں تم سے بہت شرمندہ ہوں، ان کا جرم ایسا نہیں ہے کہ انہیں اتنی آسانی سے معاف کیا جائے، لیکن بیٹا، میرے سفید بالوں کو دیکھتے ہوئے اگر ہو سکے تو انہیں معاف کر دو، کس مقام پر لا کر اس عورت نے مجھے شرمسار کرایا ہے، اب میں اس گھر میں جوان بیٹی کا باپ ہو کر کورٹ کچہری کے چکر لگاؤں گا، جو تھوڑی بہت نیک نامی کمائی ہے وہ بھی جاتی رہے گی۔'' خالد صاحب نے ارسلان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دکھی اور ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہا ان کی نیچر سے تو بھی واقف تھے وہ ایک ایماندار اور ملنسار، مخلص انسان تھے، ارسلان کو اپنے بیٹوں کی طرح چاہتے تھے، پھر ان کا اس سارے معاملے میں کوئی قصور نہیں تھا، انہیں تو مظہر نے اسلام آباد کا نمبر ٹریس کرکے فوراً لاہور پہنچنے کے لئے کہا تھا، اصل بات تو یہاں پہنچ کر معلوم ہوئی تھی۔

''نہیں انکل، آپ میرے بزرگ ہیں، آپ کا تو کوئی قصور نہیں ہے پھر سزا آپ کو کیوں ملے، آپ کو کورٹ کچہری کے چکر نہیں لگانے پڑیں گے، میں نے آپ کی خاطر انہیں معاف کیا۔'' ارسلان نے نرم لہجے میں کہا تو انہوں نے اسے گلے لگا لیا۔

''جیتے رہو بیٹا، اللہ تمہیں خوش رکھے، تم نے میرا مان رکھ لیا۔''

''اور میں نے اس کا مان توڑ دیا ہے، اسے کیسے مناؤں گا میں؟'' ارسلان نے ثوبیہ کی صورت کو آنکھوں میں محسوس کرتے ہوئے دل میں کہا۔

''میرا خیال ہے کہ اب ہماری تو کوئی

ضرورت نہیں رہی، ہمیں بھی اب چلنا چاہیے۔" مظہر نے کہا۔

"ہاں چلو تھینک یو مظہر، یار تم مجھے گھر ڈراپ کرتے جانا۔" ارسلان نے اس سے کہا۔

"چلو اور مٹھائی بھی کھلواؤ گھر چل کر میں ایسے ہی نہیں تمہیں ڈراپ کر کے چلتا بنوں گا۔" مظہر نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ بھی مسکرایا ہوا بولا۔

"چلو تمہیں تو کھانے کا بہانہ چاہیے پولیس والے جو ٹھہرے۔"

"کیا؟" مظہر نے اسے گھورا تو وہ اور خالد صاحب ہنس دیئے۔

وہ انہیں خدا حافظ کہہ کر مظہر کی جیپ میں آ بیٹھا، مظہر کے سپاہی اس کے حکم پر واپس چلے گئے اور اس نے اپنی جیپ کا رخ ارسلان کے گھر کی جانب موڑ دیا۔

"لاحول ولاقوۃ، یعنی اتنا کچھ ہو جانے کے باوجود بھی گھر کا گیٹ کھلا چھوڑ رکھا ہے۔" وہ "ارسلان ولا" کے گیٹ کے قریب پہنچے تو گیٹ کھلا دیکھ کر ارسلان نے غصے سے کہا۔

"غلام خان، غلام خان کدھر چلے جاتے ہو تم؟" وہ غصے سے چوکیدار کو آوازیں دیتے ہوئے بولا مگر اس کا کہیں پتا نہیں تھا۔

"مظہر، تو جیپ اندر لا کر گیٹ بند کر میں دیکھتا ہوں کہاں دفعہ ہوئے ہیں یہ سب لوگ۔" ارسلان نے مظہر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اس کے سر ہلانے پہ اندر بھاگا۔

"سنی، ثوبیہ، ثوبی ڈیئر کہاں ہو تم سنی کو لے کر آؤ میرے پاس ثوبی۔" وہ اسے پکارتا اندر آ گیا، اندر خاموشی چھائی ہوئی تھی ایسے جیسے وہاں کوئی بھی نہ ہو وہ تیزی سے اپنے بیڈ روم میں داخل ہوا، خالی کمرہ اس کا منہ چڑا رہا تھا، اس کا دل خوف سے دھڑکنے لگا۔

"ثوبیہ کہاں ہو تم؟ ثوبی سنی۔" وہ چاروں طرف نگاہ دوڑاتا انہیں پکار رہا تھا، جواباً کوئی آواز نہیں ابھری البتہ اسے اپنے بیڈ کے سرہانے ایک شاکنگ پنک رنگ کا لفافہ رکھا نظر آیا، جو اس نے لپک کر اٹھا لیا اور کھول کر پڑھنے لگا اس میں لکھا تھا۔

ارسلان صاحب!

"میں یہاں سے جا رہی ہوں اور اپنے بیٹے سنی کو بھی اپنے ساتھ لے جا رہی ہوں، کیونکہ وہ میرے بغیر نہیں رہ سکتا میں اس کی سگی ماں نہ سہی مگر میں نے اسے ماں کی طرح چاہا ہے اور کوئی ماں اپنی اولاد کو اکیلا چھوڑ کر آیاؤں اور ملازماؤں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر نہیں جا سکتی، بچے ماؤں کی گود میں ہی صحیح پروان چڑھتے ہیں، میں جانتی ہوں کے آپ سنی کے بغیر نہیں رہ سکتے، مگر آپ کو کچھ عرصہ تک سنی کے بغیر رہنا ہوگا، سنی جب سکول جانے کے لائق ہو جائے گا تو میں اسے آپ کے پاس چھوڑ جاؤں گی، یہ میرا آپ سے وعدہ ہے، آپ کو میرا اعتبار نہیں رہا، مگر سنی کے معاملے میں میری اس بات پر اگر ہو سکے تو یقین کر لیجئے گا، میں سنی کی حفاظت اپنی جان سے بڑھ کر کروں گی، اس لئے آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے، ارسلان صاحب! آپ کو آپ کی دولت مبارک ہو، میں نے تو اس دولت کی کبھی بھی تمنا نہیں کی تھی، میں تو کب کی یہاں سے جا چکی ہوتی مگر آپ نے مجھے روک لیا تھا، میں سنی کی خاطر اور پھر آپ کی خاطر آپ کی زندگی میں آ گئی، محبت، عزت، اپنائیت، چاہت میں ان رشتوں سے ان احساسات سے کبھی نوازی ہی نہیں گئی تھی کے آپ سے ان کی توقع رکھتی، مجھے تو بس سر ڈھانپنے کو ذرا سی جگہ درکار تھی، آپ سے میں نے صرف اعتبار اور یقین کی امید رکھی تھی، اس سے زیادہ تو کچھ بھی نہیں چاہا تھا میں نے، مگر آپ نے سنی کے اغوا کا الزام مجھ پر عائد کر کے میرا اعتبار بھی چھین لیا، ایک اعتبار ہی تو تھا وہ بھی ٹوٹ گیا اور اعتبار کھو جائے تو پھر کچھ بھی ملنے کی توقع باقی نہیں رہتی، کچھ پانے کی بھی خواہش باقی نہیں رہتی، آپ کا کہنا ہی میرے لئے بہت ہے حکم کا درجہ رکھتا ہے، آپ کے حکم کی تعمیل میں، میں آپ کے گھر سے جا رہی ہوں، جو شاید کبھی میرا تھا ہی نہیں اور آپ شاید آپ بھی میرے نہیں تھے، تین ماہ سے میں جس خوش فہمی کے سحر میں جکڑی ہوئی تھی وہ بالآخر کل ٹوٹ گیا، سب کچھ ٹوٹ گیا، میرا کہا سنا معاف کر دیجئے گا۔"

ثوبیہ

"او نو! نہیں ثوبیہ! یہ تم نے کیا کیا؟ ثوبی میں تو تم سے معافی مانگنے آیا تھا، تم نے مجھے موقع ہی نہیں دیا، تم کہاں چلی گئیں ثوبی! پلیز واپس آ جاؤ، مجھے معاف کر دو پلیز ثوبی۔" وہ بے کلی اور بے تابی سے بولتا ہوا کمرے سے باہر نکل آیا، مظہر ڈرائنگ روم میں بیٹھا انتظار کر رہا تھا اسے دیکھتے ہی شوخ لہجے میں پوچھا۔

"کیوں صاحب! منا لیا اپنی بیگم جان کو۔"

"مظہر!" وہ بے کلی اور بے بسی سے بولا اور سر پکڑ کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

"اب کیا ہے بھئی تمہارا بیٹا خیریت سے بازیاب ہو کر گھر آ گیا ہے تمہیں تو خوش ہونا چاہیے، یہ تمہارے منہ پر بارہ کیوں بج رہے ہیں؟"

"خود ہی پڑھ لو۔" ارسلان نے ثوبیہ کا خط اس کی طرف بڑھا دیا، اس نے حیرت سے اسے دیکھا اور پھر خط لیکر پڑھنے لگا۔

"او ہالی گاڈ! دیکھ لیا اپنی بے وقوفی اور بدگمانی کا نتیجہ، اس لئے میں تم پر غصے ہو رہا تھا، جب تم نے ثوبیہ بھابھی کو رات کے وقت رب کے حضور روتے گڑگڑاتے سن لیا تھا دیکھ لیا تھا، کیا تب بھی تمہیں ان کے بے گناہی پر اعتبار نہیں آیا تھا۔" وہ غصے سے بولتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

"آیا تھا۔" اس نے لرزتی آواز میں کہا لگتا تھا وہ ابھی رو پڑے گا۔

"پھر تم نے ثوبیہ بھابھی سے معافی کیوں نہیں مانگی؟"

"یار! مجھے اس کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی، میں بہت زیادہ ڈسٹرب تھا، اب میں نے سوچا تھا کے میں اس سے معافی مانگ لوں گا مگر وہ تو گھر ہی سے چلی گئی۔"

"تو اور کیا کرتی وہ بے چاری لڑکی! تم تو اسے مجرم قرار دے کر اسے طلاق دے کر گھر سے نکال دیتے، جیل بھجوا دینے کی دھمکیاں دیں تھیں نا، پھر بھلا وہ یہاں کیسے رک جاتی، تمہیں ثوبیہ بھابھی سے اس وقت معافی مانگنی چاہیے تھی اب بھگتو۔" مظہر کو شدید غصہ آ رہا تھا ثوبیہ کے ساتھ ہونے والی زیادتی کا اسے بہت رنج تھا، اسے وہ اپنی بہن جیسی لگتی تھی، کتنا خیال رکھتی اس کا اس کی بیوی اور بچوں کا۔

"یار! میں پاگل ہو جاؤں گا۔" وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بالوں کو پکڑ کر بولا۔

"ہو جاؤں گا کیا مطلب؟ تمہاری جو حرکتیں ہیں ان سے ثابت ہے کہ تم پاگل ہو چکے ہو، حیرت ہے مجھے تمہاری سوچ پر اللہ اس کی مغفرت کرے وہ نائمہ جو تمہیں جگہ جگہ شرمسار کرتی رہی تمہاری اذیت کا باعث بنتی رہی، اسے تو تم نے ڈیڑھ سال تک اپنے سر چڑھائے رکھا اور وہ معصوم لڑکی ثوبیہ! جو بقول تمہارے شروع ان سے سنی کے لئے ماں جیسی کیئرنگ رہی ہے اسے تم نے مجرم کہنے اور سمجھنے میں ڈیڑھ منٹ بھی نہیں لگایا۔ تم نے اس کے ساتھ شادی شدہ زندگی کے تین ماہ گزارے تھے، تم پل پل اس کے ساتھ رہے تھے اسے قریب سے جانتے تھے، پھر بھی نہ سمجھ سکے کہ وہ نائمہ نہیں ہے وہ ثوبیہ ہے، وہ مکار نہیں ہے مخلص ہے، تم نے اس پر نائمہ جتنا بھی اعتبار نہیں کیا، جس لڑکی نے تمہارے بیٹے کو ماں کا پیار دیا تمہیں ازدواجی زندگی کا ہر سکھ دیا، اسے تم نے اس قدر ذلیل اور دکھی کر دیا کہ وہ معصوم اپنی بے گناہ ہونے کے باوجود گھر چھوڑ کر چلی گئی اد گاڈ!" مظہر اسے خوب لتاڑتے ہوئے غصے سے دیکھ رہا تھا، ارسلان کی حالت قابل رحم تھی۔

"مظہر یار! میں نہیں رہ سکتا اس کے بغیر۔" وہ بے بسی سے بولا ثوبیہ کی محبت نے بہت شدت سے اس کے من میں واویلا مچایا تھا، وہ اندر سے تڑپ رہا تھا اس کے لئے۔

"کس کے، سنی کے بغیر؟"

"سنی کی مجھے فکر نہیں ہے مجھے یقین ہے کہ ثوبی اس کا بہت خیال رکھے گا، میں ان دونوں کے بغیر نہیں رہ سکتا، میں ثوبیہ کے بغیر نہیں رہ سکتا۔" اس نوٹے لہجے میں اعتراف کیا۔

"بڑی جلدی خیال آیا جناب کو۔" مظہر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"جس کے بغیر رہ نہیں سکتے، اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا ہے اس پر اس طرح شک کیا جاتا ہے، ایسے بدگمان ہوا جاتا ہے اس سے؟"

"میں مانتا ہوں کہ مجھ سے بڑی زیادتی ہوئی ہے، مگر میں تو اس سے معافی مانگ لیتا، وہ مجھے مہلت اور موقع تو دیتی، وہ مجھے مل جائے گی تو میں اس سے معافی مانگ لوں گا، کچھ کرو ورنہ میں مر جاؤں گا۔" ارسلان نے بھرائی آواز میں کہا تو اس نے اس کے کندھے کو تھپکتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب زیادہ جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے، پہلے ہی عقل سے کام لیا ہوتا تو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔"

"میں کیا کرتا تو جانتا ہے کہ سنی میری جان ہے۔" اس بے بسی سے تھکی آواز میں کہا۔

"تو اس کے لئے ثوبیہ بھابھی کی جان لینا ضروری تھی کیا، وہ بھی تو سنی کو اپنی جان سے زیادہ چاہتی ہوں، تو نے ان کے اعتبار کا پیار کا خون کر دیا، کتنا ہرٹ ہوئی ہوں گی۔" مظہر نے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ جا کہاں سکتی ہے اس کا تو کوئی ٹھکانہ بھی نہیں ہے۔" ارسلان کو فکر لاحق ہوئی۔

"کیوں ثوبیہ بھابھی کا میکہ نہیں ہے کیا اس کے چچا جو نکاح میں شریک ہوئے تھے وہ ان کے پاس ہی گئی ہوں گی۔" مظہر نے سنجیدگی سے کہا۔

"نہیں یار! وہ وہاں سے اس کی چچی کے ظلم و ستم کی وجہ سے نکالی گئی تھی، اس چچا نے اسے یہاں امتحان دینے اور پھر جاب کرنے کے لئے بھیجا تھا، اس کی چچی اسے اپنے گھر میں برداشت نہیں کرتی تھی، ثوبیہ کی وجہ سے ان کی بیٹی کے رشتے نہیں آتے تھے، لوگ ثوبیہ کو پسند کر جاتے تھے، مجبوراً اس کے چچا نے اسے یہاں بھیجا تھا، وہ واپس وہاں نہیں گئی ہوگی۔" ارسلان نے سنجیدہ اور رنجیدہ لہجے میں تفصیل سے بتایا۔

"واہ میرے دوست واہ کیا اچھا سلوک کیا ہے تو نے اس دکھوں اور غموں کی ماری لڑکی کے ساتھ کیا اس کا خوشیوں پر کوئی حق نہیں تھا، تیرے اس رویے کی وجہ سے تو اس کا رشتوں پر رہا سہا اعتبار بھی جاتا رہا ہوگا، وہ تو پہلے ہی دکھی تھی، تو نے اسے مزید دکھی کر دیا۔" مظہر کو ثوبیہ کی کہانی سن کر حقیقتاً بہت دکھ ہوا تھا، اسی لئے تپ کر بولا تو ارسلان پر پرنم آواز میں کہا۔

"تو مجھے صرف اتنا بتا دے کہ طنز کرنے کے علاوہ تو میرے لئے کچھ کرے گا کہ نہیں؟"

"کرتا ہوں یار! ویسے تو چیک کر لے نہیں وہ جاتے جاتے تیرے پرابلم کے کاغذات زیورات وغیرہ نہ ساتھ لے گئی ہوں۔" مظہر نے موبائل آن کرتے ہوئے کہا۔

"وہ کچھ نہیں لے گئی وہ اپنے ساتھ سوائے میرے سکون کی دولت کے سوائے میرے بچے کے، وہ تو صرف اپنا وہ سامان ساتھ لے گئی ہے جو وہاں یہاں آتے وقت اپنے ساتھ لے کر آئی تھی۔ میری دی ہوئی خریدی ہوئی ہر چیز اپنی جگہ پر موجود ہے۔"

"حوصلہ کر مل جائیں گے وہ دونوں۔" مظہر کو اس کی حالت پر دکھ ہونے لگا۔

"کب مل جائیں گے تو اس وقت سے مجھ پر طنز کے تیر برسائے جا رہا ہے تیرا پولیس میں ہونے کا کیا فائدہ ہے مجھے؟" ارسلان نے بمشکل اپنے آنسو ضبط کرتے ہوئے کہا۔

"میں دوست ہوں تیرا تجھے پریشان اور دکھی دیکھ کر مجھے بھی تکلیف ہوئی ہے اور ہو رہی ہے، چل اٹھو چل میرے ساتھ وہ زیادہ دور نہیں گئیں ہوں گی، ہم انہیں ڈھونڈ لیں گے، میں موبائل پولیس کو بھی الرٹ کر دیتا ہوں۔" مظہر نے اس کا شانہ تھپک کر اٹھتے ہوئے کہا اور موبائل پولیس کا نمبر ملایا۔

"ہاں رشید سنو وہ بچہ سنی جسے ہم نے آج بازیاب کرایا تھا، اسے اس کی ماں لے کر گھر سے چلی گئی ہے، تم تمام ناکوں پر پہرہ لگا دو، بسوں اور ریلوے اسٹیشن پر چیک کرو، موبائل فورس کو بھی میرا پیغام پہنچا دو، شہر کا چپہ چپہ چھان مارو وہ دونوں ملنے چاہئیں۔" مظہر نے سنجیدہ اور حاکمانہ لہجے میں کہا۔

"رائٹ سر!"

"اور ہاں وہ مل جائیں تو انہیں نہایت ادب اور عزت کے ساتھ میرے یا ارسلان صاحب کے گھر پہنچا دینا، کوئی بدتمیزی نہیں ہونی چاہئے ان کے ساتھ سمجھ گئے اوکے۔" مظہر نے بات مکمل کرتے ہی موبائل آف کر دیا اور ارسلان کو لے کر باہر نکلا تو غلام خان دو کالے بکرے لئے اندر داخل ہو رہا تھا۔

"تم کہاں غائب تھے؟" ارسلان نے اسے دیکھتے ہی سوال داغا۔

"صاحب! بیگم صاحب نے ہم کو بکرے لانے کو بھیجا تھا، سنی بابو کا صدقہ اتارنے کے واسطے یہ دیکھو صاحب ہم بکرے لے آیا ہے۔" وہ اسے بکرے دکھاتے ہوئے بتا رہا تھا، اس کا دل مچل اٹھا۔

"بکرے تو تم لے آیا ہے غلام خان مگر ثوبیہ بی بی تو سنی بابو کو لے کر یہاں سے چلا گیا ہے اب انہیں ڈھونڈو، تم کو بھی فوراً جانے کا پڑی تھی۔" مظہر نے اسی کے لہجے میں کہا تو وہ حیران پریشان سا ارسلان کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"معاف کرنا حبیب، ہم کو نہیں معلوم تھا کہ بی بی حبیب، سنی بابو کو لے کر چلا جائے گا، اب ہم ان بکروں کا کیا کرے حبیب؟"

"وہی کرو جو تمہاری بی بی نے کہا تھا۔" ارسلان یہ کہہ کر مظہر کے جیپ میں بیٹھ گیا۔

پولیس اور ارسلان نے خود سارا شہر گھوم پھر کر دیکھ لیا، ثوبیہ اور سنی کا کوئی سراغ نہیں ملا، رات کے نو بجے وہ ناکام اور شکست خوردہ سا گھر پہنچا تھا، مظہر اسے چھوڑنے آیا تھا، اس نے ملازمہ سے اس کے لئے کھانا لگانے کا کہا تو وہ بھڑک کر بولا۔

''نہیں کھانا مجھے کھانا میری بیوی اور بیٹا لاپتہ ہیں اور تم مجھے کھانا کھانے کا مشورہ دے رہے ہو۔''

''میرے دوست بھوکے رہنے سے اگر پریشانیاں دور ہو سکتیں، مسائل حل ہو سکتے تو دنیا بھر کے غریب اور قحط زدہ ملکوں کے لوگوں کے سب مسائل اور پریشانیاں دور ہو گئیں ہوتیں، زندہ رہنے کے لئے انسان کو ایندھن کی ضرورت ہوتی ہے کم کھانے سے کھانا کھا لینا زیادہ بہتر ہے، اس طرح تمہارا جسم تو توانا رہے گا نا، اپنے بیوی بچے کی تلاش کے لئے، بھوکے رہنے سے کیا وہ مل جائیں گے، چلو کھانا شروع کرو۔'' مظہر نے سنجیدگی سے رعب سے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''بھوک لگے گی تو کھا لوں گا اب جاؤ، صبح سے میرے ساتھ خوار ہوتے پھر رہے ہو، تمہارے ایس پی ہونے کا مجھے کوئی فائدہ نہیں ہے، ایک بیس بائیس برس کی لڑکی اور سال بھر کا بچہ تمہاری فورس سے ڈھونڈا نہ گیا نجانے وہ کہاں ماری ماری پھر رہی ہو گی بچے کو لے کر، انہوں نے کچھ کھایا پیا بھی ہو گا کہ نہیں۔'' ارسلان نے فکر، دکھ اور پریشانی سے بھیگتے لہجے میں کہا۔

''حوصلے سے کام لو ثوبیہ بھابھی نے اتنا بڑا قدم کسی سہارے کی بنیاد پر ہی اٹھایا ہو گا، وہ ان شاء اللہ جہاں کہیں بھی ہوں گی خیریت سے ہوں گی، کھانا کھا لو میں چلتا ہوں، تلاش جاری ہے اور ان شاء اللہ ان کی واپسی تک جاری رہے گی او کے ٹیک کیئر، اللہ حافظ۔'' مظہر نے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

''اللہ حافظ۔'' ارسلان نے اس کی طرف دیکھ کر جواب دیا اور اس کے جانے کے بعد کھانے کے ارادے سے نوالہ توڑا، تو ایک ہنستی مسکراتی شام یاد آ گئی۔

''لو میرا بیٹا! ہے نا مزے کا آلو والا کباب۔'' ثوبیہ سنی کو اس کی پسند کا کھانا کھلاتے ہوئے پیار سے پوچھ رہی تھی اور وہ مسکراتے ہوئے ''ہوں، ہوں'' کر رہا تھا، ارسلان کھانا کھانے کے بجائے اسے سنی کو کھانا کھلاتے دیکھ رہا تھا۔

''ارسل، آپ کھانا کیوں نہیں کھا رہے؟'' ثوبیہ نے اسے ہاتھ پہ ہاتھ رکھے دیکھ کر پوچھا۔

''آپ کھلا ہی نہیں رہیں۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولا تو وہ ہنس کر بولی۔

''آپ کو بھی میں کھانا کھلاؤں گی کیا؟''

''جی ہاں جب بیٹے کو کھلا سکتی ہیں تو بیٹے کے پاپا کو کیوں نہیں کھلا سکتیں؟''

''یہ بات ہے تو یہ لیجئے آپ بھی کیا یاد کریں گے کہ کسی خدمت گزار بیوی کی ہم سفری نصیب ہوئی ہے۔'' ثوبیہ نے مسکراتے ہوئے اس کے لئے نوالہ بنایا۔

''چلیں اب باقی کا خود کھائیں۔'' وہ ایک نوالہ کھلا کر سالن اور چپاتی کی پلیٹ اس کے سامنے رکھتے ہوئے بولی تو اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس شرط پر کے پہلا نوالہ ہمیشہ تم مجھے کھلاؤ گی۔''

''اچھا جناب! سنی کے پاپا اس وقت خود سنی لگ رہے ہیں۔'' وہ ہنستے ہوئے بولی تو وہ بھی خوشدلی سے ہنس دیا۔

''صاحب جی! کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔''

زبیدہ کی آواز پر وہ ماضی کی خوشگوار یادوں سے باہر نکل آیا اور ثوبیہ اور سنی کی خالی کرسیوں کو دیکھ کر اس کا دل بھی سائیں سائیں کرنے لگا اور وہ کرسی کھسکا کر کھڑا ہو گیا۔

''برتن اٹھا لو یہاں سے۔''

زبیدہ سے کہہ کر وہ بیڈ روم میں آ گیا، جہاں ثوبیہ کی یادیں سنی کی چہکاریں اسے تڑپانے کے لئے ہر سو بکھری ہوئی تھیں اور وہ خود بھی اس وقت بکھر رہا تھا، وہ تھک گیا تھا۔ بمشکل اس نے شاور لیا اور آ کر بستر پر گر گیا، تھکن کی وجہ سے نیند نے اس پر غلبہ پا لیا، صبح بہت دیر تک وہ سوتا رہا، بیدار ہوا تو دکھ بھی بیدار ہو گیا، اس نے ثوبیہ اور سنی کو ڈھونڈنے کا عزم نئے سرے سے باندھا اور شاور لے کر تیار ہو گیا، دو دن سے بھوکا تھا، لہٰذا ناشتہ کرنے سے ہاتھ نہیں کھینچا بھوک مٹی تو دماغ اور جسم بھی تازہ دم ہو گیا، اس نے مظہر سے فون پر بات کی اس کے پاس کوئی اچھی خبر نہیں تھی اس کے لئے، وہ اب مظہر کو ساتھ لے کر ثوبیہ اور سنی کی تصاویر لئے شہر کے دارالامان چھانتا پھر رہا تھا، ویمن ہوسٹلز تک وہ دیکھ آئے مگر انہیں ثوبیہ اور سنی کہیں نہیں ملے، مسلسل تین دن کی تلاش بسیار کے باوجود انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا، ارسلان اور مظہر تو ثوبیہ کے چچا سے ملنے بھی گئے، ان کے دفتر میں ان سے ملاقات کی، ساری بات انہیں بتائی تو وہ بھی آزردہ ہو گئے اور آبدیدہ ہو کر بولے۔

''بیٹا، میں تو مطمئن ہو گیا تھا کہ ثوبیہ بیٹی کے دکھوں کے دن اب ختم ہو گئے ہیں، وہ اپنے گھر کی ہو گئی تو میرے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا، مگر نجانے اس کی قسمت میں کیا لکھا ہے، اس کے حصے کی خوشیاں کہاں رکھی ہیں اللہ میاں نے کہاں گئی ہو گی وہ بچے کو لے کر، جسے اس کے اپنے ہی گھروں میں پناہ نہ ملتی اسے اور کہاں پناہ ملی ہو گی، کس حال میں ہو گی میری صابر و شاکر میری بچی؟''

''انکل میں بہت نادم ہوں اپنے رویے پر، آپ پلیز دعا کیجئے کہ وہ دونوں ہمیں مل جائیں، اگر وہ آپ کے پاس آئے تو پلیز مجھے چپکے سے اطلاع کر دیجئے گا، میں اسے منا کر لے جاؤں گا۔'' ارسلان نے ان کا ہاتھ تھام کر ملتجی لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے بیٹا! اللہ تمہیں جلد تمہارے بیوی بچے تک پہنچائے، میں تو ہر دم اس کے لئے دعا مانگا کرتا ہوں۔'' چچا نے پرنم لہجے میں کہا۔

وہ وہاں سے بھی ناکام و نامراد لوٹ آئے، ارسلان تو گھر آتے ہی بستر پر گر گیا، اتنے دنوں سے جو ضبط کے بند باندھ رہا تھا، بالآخر وہ بند ٹوٹ گئے اور آنسوؤں کا سیلاب اس کی آنکھوں سے بہہ نکلا اور وہ تیس سال کا بظاہر مضبوط نظر آنے والا مرد بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگا۔

ثوبیہ نے اخبار میں اشتہار پڑھا تھا، مسز رابعہ کو اپنے نواسے اور پوتا پوتی کے لئے ایک فل ٹائم گورنس کی ضرورت تھی، رہائش، طعام اور پانچ ہزار ماہوار تنخواہ دیگر سہولیات کے ساتھ دی گئی تھیں، نہایت معقول اور پرکشش جاب تھی، اسی شہر میں تھی، ثوبیہ سنی کو لے کر سیدھی مسز رابعہ کے بنگلے پر پہنچی تھی، اب جاب کے لئے انہیں پینتیس سے چالیس سال کی عمر کے تجربہ کار اور پڑھی لکھی خاتون کی ضرورت تھی، لیکن ثوبیہ نے پھر بھی گھر چھوڑ کر وہاں جانے کا رسک لے لیا اور مسز رابعہ کو اس نے صرف اتنی بات بتائی کے اس کے شوہر کی آنٹی اسے طلاق دلوا کر اپنی بیٹی کو اس کے شوہر کی بیوی بنانا چاہتی تھی، جس کے لئے اس نے سنی کو اغوا کرنے کی سازش اس کے خلاف تیار کی اور یہ

بھی کہ سنی اس کے شوہر کی پہلی بیوی کی اولاد ہے وغیرہ وغیرہ، مسز راجہ کو اس کی سنی سے محبت اور اتنا کچھ کہنے کی ہمت نے بے حد متاثر کیا اور شرائط پر پورا نہ اترنے کے باوجود انہوں نے ثوبیہ کو یہ ملازمت دے دی، رہنے کے لئے اسے علیحدہ کمرہ دے دیا گیا، جو ان کے اور بچوں کے کمرے کے ساتھ ہی تھا، گھر میں مسز راجہ ان کی پوتی چھ سالہ ماریہ پوتا آٹھ سالہ عاشر اور نواسا چھ سالہ زرش شامل تھے، جو سکول بھی جاتے تھے، عزا نے فوراً انہیں اپنا دوست بنا لیا۔ سنی کو دیکھ کر وہ تینوں بہت خوش ہوئے اور اس کے ساتھ کھیلنے کے لئے ایک دوسرے سے زیادہ پرجوش تھی، تین دن میں وہ اس گھر کا فرد بن گئی تھی، گھر میں چوکیدار کے علاوہ کھانا پکانے کے لئے کک اور لان کی دیکھ بھال کے لئے مالی بھی موجود تھا، کام کرنے والی ماسی بھی باقاعدگی سے آتی تھی، مسز راجہ ایک نفیس، رحمدل، ہمدرد اور مشفق خاتون تھیں، ثوبیہ کو ان کی اولاد کا گھر میں موجود نہ ہونا کئی دن سے کھٹک رہا تھا سو آج اس نے ہمت کر کے پوچھ ہی لیا۔

''آنٹی آپ کے بچے آئی مین بیٹا، بیٹی بہو اور داماد کہاں ہیں؟''

''وہ چاروں کینیڈا میں مقیم ہیں، دو سال پہلے جب راجہ صاحب کا انتقال ہوا تھا، تب وہ لوگ آئے تھے باپ کی قبر پر مٹی ڈالنے اور جاتے وقت اپنے بچوں کو یہ کہہ کر میرے پاس چھوڑ گئے کہ میری تنہائی دور ہو جائے گی، ہونہہ میری تنہائی کی نہیں، دراصل انہیں اپنی اولاد کی بہتر تعلیم و تربیت کی فکر تھی جو ان کے خیال میں اس آزاد ملک میں ممکن نہیں ہے اور وہ چاروں وہاں اپنے اپنے کیریئر بنانے میں مصروف ان کے پاس اپنے بچوں کا کیریئر بنانے کا وقت ہی نہیں ہے، اسی لئے بچوں کو اپنے سے دور بوڑھی بیوہ ماں کے پاس بھیج کر بے فکری سے اپنے کام میں مگن ہیں، بیٹا اور بیٹی دونوں ڈاکٹر ہیں، داماد بھی ڈاکٹر ہے، بہو انجینئرنگ کے کسی شعبے میں اعلیٰ ڈگری حاصل کر رہی ہے، ساتھ ساتھ کسی کمپنی میں ملازمت بھی کرتی ہے وہ چاروں ہر مہینے مجھے کچھ رقم منی آرڈر کر دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کے انہوں نے اپنا فرض اور حق ادا کر دیا، اپنی ذمہ داری پوری کر دی۔'' مسز راجہ کے زخم ادھڑتے چلے گئے اور وہ اسے بتاتی چلی گئیں۔

''آنٹی! وہ اپنے بچوں سے اپنی ماں سے دور کیسے رہ لیتے ہیں، میں تو کبھی بھی اپنے سنی کے بغیر نہ رہوں، خواہ مجھے لاکھوں ڈالر ہی کیوں نہ پیش کیے جائیں۔'' ثوبیہ نے بچوں کے ساتھ کرکٹ کھیلتے سنی کو ممتا بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ اسے عقیدت اور ممتا بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولیں۔

''تمہاری اسی بات اسی جذبے اور محبت کی اسی سچائی ہی نے تو مجھے متاثر کیا ہے، اسی لئے میں نے تمہیں یہ جاب دی ہے، تمہیں اب جاب کی ضرورت تھی اور مجھے اور بچوں کو تم جیسی محبت کرنے والی ہستی کی ضرورت تھی، تم مجھے اپنی چھوٹی بیٹی جیسی لگتی ہو، تمہارے آنے کے بعد مجھے اپنی بیٹی کی کمی محسوس ہوئی نہ اس کی یاد ستاتی ہے، تم میری بیٹی ہو، ان بچوں کا تمہیں ایک ماں کی طرح خیال رکھنا ہے انہیں ماں کا پیار نہیں ملا، تم نے دیکھا نہیں چند ہی دنوں میں یہ تینوں تم سے کس قدر مانوس اور بے تکلف ہو گئے ہیں، یہ پیار کو ترسے ہوئے بچے ہیں، جنہیں تمہاری ممتا اور محبت نے توجہ سے چھلکنے پر مجبور کر دیا ہے، کتنے خوش ہیں یہ تمہارے آنے سے اور سنی کے آنے سے، ثوبیہ بیٹی! تم اس گھر کو اپنا ہی گھر سمجھو اور مجھے اپنی ماں سمجھو۔'' مسز راجہ نے اسے محبت سے دیکھتے ہوئے شفیق لہجے میں کہا۔

''ماں!'' ثوبیہ نے تڑپ کر انہیں دیکھا اور اٹھ کر ان کے قدموں میں بیٹھ گئی۔

''میں تو ماں کے لمس اور پیار سے بچپن ہی میں محروم ہو گئی تھی۔''

''تو ہم دونوں اپنی محرومی کو ایک دوسرے سے ماں بیٹی کا رشتہ جوڑ کر ختم کر لیں تو کیسا ہے؟'' انہوں نے اس کے چہرے کو اپنے نرم ہاتھوں میں تھام کر پیار سے کہا۔

''ہاں اور آنٹی نہیں امی کہو مجھے سمجھو کے آج سے یہ گھر تمہارا میکہ ہے۔''

''میں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ قدرت مجھ پر اس طرح سے بھی مہربان ہو سکتی ہے میں تو سمجھی تھی کہ بس ارسلان کے ساتھ گزارے وہ تین ماہ بھی میری زندگی کی خوشیوں کے دن تھے، مگر آپ کے پاس آ کر لگا کے ابھی رشتوں کا بھرم قائم ہے، ضروری نہیں ہے کہ یہ رشتے خون اور خاندان کے ہی ہوں، محبت اور اپنائیت کا رشتہ تو سب سے مضبوط رشتہ ہے، ہے نا امی۔'' اس نے جھجکتے لہجے میں کہا۔

''ہاں بالکل صحیح کہا میری چھوٹی سی پیاری سی بیٹی نے۔'' مسز راجہ نے اس کی پیشانی چوم کر کہا اور پھر اسے اپنے گلے سے لگا لیا، ثوبیہ کو یوں لگا جیسے اس کی ماں زندہ ہو گئی ہو وہ خوشی اور سکون محسوس کر رہی تھی، آنکھیں فرط جذبات سے چھلک رہی تھیں، اس نے بچوں کا ماں کی طرح اور مسز راجہ کا ایک بیٹی کی طرح خیال رکھنا شروع کر دیا تھا، وہ سب ایک خاندان کی طرح رہنے لگے اور بچے بھی اسے مما کہتے تو کبھی آنٹی! لیکن اس کے اندر ارسلان کی محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر موجزن تھا، جس میں ہر وقت بے کلی اور بے قراری کی لہریں اٹھتی رہتی تھیں، وہ انہیں چھوڑ کر تو آ گئی تھی مگر اب اسے احساس ہو رہا تھا کے ان سے دور رہنا کتنا مشکل۔

''ایک بات پوچھوں ثوبیہ بیٹی۔'' مسز راجہ نے اسے بچوں کو سلانے کے بعد لاؤنج میں بیٹھے دیکھ کر کہا تو وہ مسکرا کر بولی۔

''جی امی! پوچھیے۔''

''تمہیں ارسلان یاد نہیں آتا کیا؟''

''یاد، وہ تو میرے اندر خوشبو کی طرح بسے رہتے ہیں، لہو کی مانند گردش کرتے رہتے ہیں، مجھے پتہ ہی نہیں چلا کے میں کب انہیں اتنی شدت سے چاہنے لگی تھی، مجھے معلوم ہے وہ اپنے رویے پر نادم تھے، انہیں میری بے گناہی کا یقین بھی آ گیا تھا، جبھی تو وہ سنی کو میری گود میں دے کر گئے تھے، میں وہاں رک جاتی تو وہ مجھ سے معافی بھی مانگ لیتے، لیکن نجانے مجھے کیا ہو گیا تھا۔ میں اپنے خلوص اور نیک نیتی کی توہین برداشت نہیں کر سکی اور سنی کو لے کر یہاں چلی آئی، پتا نہیں ان کی کیا حالت ہو گی سنی کے بغیر۔'' وہ دکھی اور بے بس لہجے میں بولی۔

''تم نے اپنا نام نہیں لیا۔'' مسز راجہ نے اس کو بغور دیکھا۔

''پتا نہیں انہیں مجھ سے محبت ہو گئی تھی کہ نہیں، سنی کو ساتھ لے کر آنے پر تو وہ مجھ پر اور بھی غصے ہوئے ہوں گے، وہ سنی کو بے انتہا چاہتے ہیں، میں نے اپنی زندگی میں پہلا باپ دیکھا ہے جو اپنی اولاد سے اتنی شدید محبت کرتا ہے، امی! کیا عاشر اور زرش کے ڈیڈی بھی ان سے ایسا ہی پیار کرتے ہیں؟'' اس نے سنجیدہ اور نرم لہجے میں پوچھا۔

''ان کے دلوں کا حال تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے، وہ خود میلوں دور ہیں اور بچے یہاں ان کی شفقت و محبت سے محروم پل رہے ہیں، میری بوڑھی ہڈیوں میں اتنا دم نہیں ہے کہ نئے سرے سے ان کی تعمیر کر سکوں، اسی لئے تو گورنس کا اشتہار دیا تھا اور تم آ کر انہیں خوب سنبھالا ہے پھر

بھی ماں باپ کی جگہ تو کوئی نہیں لے سکتا ناں۔“ مسز رابعہ نے سرد آہ بھر کر کہا۔

”ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ۔“ وہ کرب سے بولی تو وہ اس کی صورت دیکھ کر بولیں۔

”مگر تم سنی کی ماں ہو اصلی اور سگی سے زیادہ حقیقی ماں ہو، تم میری بات اپنے دل پر مت لے لینا اور ایک بات کہوں بیٹا! میری مانو واپس چلی جاؤ ارسلان کے پاس، میں خود تمہیں رخصت کروں گی ماں بن کر اور پھر تم سے تمہارے گھر ملنے بھی آیا کروں گی اور جب میرا دل چاہے گا تم سے اور سنی سے ملنے کے لئے میں فون کر کے تمہیں ڈرائیور بھیج کر بلوا لیا کروں گی اور تمہیں آنا ہوگا، کہ میں اب تمہاری ماں ہوں، میکے میں آنے سے انکار نہیں کرو گی تم۔“

”وہاں جانا میرے لئے اب ممکن نہیں ہے امی! البتہ سنی ذرا بڑا ہو جائے تو میں اسے اس کے پاپا کے پاس بھجوا دوں گی۔“ اس نے دکھی سے جھلکتے لہجے میں کہا۔

”بیوقوفی کرو گی تم۔“ وہ سنجیدگی سے بولیں۔

”اتنا عرصہ سنی تمہارے ساتھ رہنے کے بعد تم سے دور نہیں رہ سکے گا اور تم بھی اس کے بغیر نہیں جی سکو گی، ظلم کرو گی اپنے پر بھی اور سنی پر بھی اور ارسلان وہ یقیناً تم سے سچی محبت کرتا ہوگا، بدگمانی اور بے یقینی تو محبت کا امتحان لینے آتی ہے، ثوبیہ بیٹی! میں رابعہ صاحب کو ان کی وفات کے دو برس گزر جانے کے باوجود نہیں بھول پائی، وہ ہر لمحہ میرے ساتھ میرے پاس رہتے ہیں جب ہم مرے ہوؤں کو نہیں بھلا پاتے تو زندوں کو کیسے بھلا سکتے ہیں، اللہ انہیں لمبی عمر دے، تمہارے ارسلان میاں تو ماشاء اللہ حیات ہیں، جیتے انسان کو چھوڑ دینا، زندگی بھر کے لئے اس سے جدا ہو جانا بہت مشکل بہت تکلیف دہ اور ظالمانہ فعل ہے، نہیں سہہ سکو گی تم اپنے شوہر کی جدائی، ابھی تو چند دن ہوئے ہیں، ذرا سوچو بیٹی، ساری زندگی کیسے گزرے گی، محبت کرنے والے تو ایک دوسرے کی غلطیاں معاف کر دیا کرتے ہیں، تم بھی انہیں معاف کر دو اور سنی کو لے کر ان کے پاس چلی جاؤ۔“

”واپس کیسے چلی جاؤں، مجھے ان کی کیفیت کا بھی تو اندازہ نہیں ہے اگر وہ پہلے سے زیادہ غصے میں ہوئے تو ہو مجھ سے برداشت نہیں ہوگا۔“ وہ بے بسی سے بولی۔

”بیٹی! جو حالت تمہارے دل کی ہے نا، وہی حالت ارسلان میاں کے دل کی بھی ہوگی تم ٹھنڈے دماغ سے سوچو، بیٹیاں تو اپنے گھر میں ہی آباد اچھی لگتی ہیں، میری بھی دلی خواہش ہے کہ تم اپنے شوہر کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی بسر کرو، سنی کو اتنا عرصہ باپ کی محبت سے محروم رکھا اس کے ساتھ بھی زیادتی ہے اور ارسلان کے ساتھ بھی میری باتوں پر غور ضرور کرنا اور چلو اب جا کر سو جاؤ، سارا دن بچوں کے ساتھ لگی رہتی ہو تھک گئی ہو گی۔“ انہوں نے محبت سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”جی امی! شب بخیر۔“ وہ آہستہ سے کہہ کر اپنے کمرے میں چلی گئی اور ارسلان کو سوچتے سوچتے نیند کی وادی میں پہنچ گئی۔

ارسلان نے سنی کی سالگرہ کی تصاویر ڈویلپ کرالیں تھیں، روز انہیں دیکھتا ان سے باتیں کرتا، ثوبیہ اور سنی کے ڈھیروں تصاویر تھیں جو تین ماہ کے اس عرصے میں اس نے کھنچوائیں تھیں ثوبیہ کی دو ست خوبصورت تصویریں اس نے بیڈ روم کی دیوار پر آویزاں کر دیں تھیں، اس کی مسکراتی صورت دیکھ کر ارسلان کا دل بے اختیار اسے چوم لینے کو چاہتا وہ بے بسی سے اس کی تصویر پر ہاتھ پھیر کر رہ جاتا، اس نے شہر کے دارالامان اور ویمن ہوسٹلز میں ہر روز ان دونوں کا پتا کیا اور جب دیکھا کہ وہاں کا عملہ اس کی فون کال اور آمد پر بیزاری اور ناگواری کا اظہار کرنے لگا ہے تو اس نے وہاں جانا اور فون کرنا بند کر دیا اور اپنا مسئلہ اللہ کے سپرد کر دیا اسے ثوبیہ اور سنی کی آوازیں سنائی دیتیں تو وہ چونک چونک جاتا، تڑپ کر باہر بھاگتا، بے بس ہو کر انہیں پکارنے لگتا، خود کو اس نے بزنس میں اس قدر مصروف کر لیا تھا کہ وہ صبح کا گھر سے نکلا رات کے گیارہ بارہ بجے گھر لوٹتا تھا، سنی اور ثوبیہ کی یادوں سے بچنے کے لئے وہ خود کو مصروف کر رہا تھا، مظہر الگ اس سے شرمندہ تھا کہ اس کے لئے کچھ نہیں کر سکا تھا اور اس کی حالت دیکھ کر پریشان اور دکھی بھی تھا۔ مگر وہ بھی مجبور تھا، وہ کہاں سے ڈھونڈ کر لاتا ثوبیہ اور سنی کو جو ایک ہی شہر میں ہوتے ہوئے بھی ان کی پہنچ اور نظروں سے دور تھی، چھ ماہ گزر گئے، ارسلان انہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک بھی گیا تھا، ان چھ ماہ میں بہت کچھ ہو گیا تھا، ارسلان کا بزنس بہت ترقی کر گیا تھا، ریحانہ بیگم اور خالد صاحب نے شاہانہ کی شادی اپنے رشتے داروں میں کر دی تھی

اور وہ اپنے گھر میں خوش تھی، ارسلان صرف شاہانہ کی شادی میں شرکت کے لئے گیا تھا ورنہ سنی کے اغوا کے واقعے کے بعد اس نے بھی ریحانہ بیگم کے گھر کا رخ نہیں کیا تھا، خالد صاحب کے بے حد اصرار پر اس نے شاہانہ کی شادی میں شرکت کی تھی، ریحانہ بیگم تو اس سے پہلے سے زیادہ شرمندہ تھیں کہ ان کی وجہ سے ثوبیہ اور سنی اس سے دور ہو گئے تھے، یہ چھ ماہ ارسلان کے لئے کسی قیامت سے کم نہیں تھے، بہت کچھ بدلا تھا اس عرصے میں، اگر نہیں بدلا تھا تو اس کے دل کا حال اندر کا موسم نہیں بدلا تھا، اس کے اندر مسلسل غم کا بادل چھایا تھا، بدستور خزاں کا موسم طاری تھا، رات کو وہ گیارہ بجے کے قریب گھر پہنچا، اس کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا، اس نے چینج کر کے درد کی گولی بھی کھائی مگر درد سے نجات نہ ملی، سائیڈ ٹیبل پر رکھی ثوبیہ کی فریم شدہ مسکراتی، دلکش تصویر اٹھا کر دیکھنے لگا۔

”ثوبیہ! میں مانتا ہوں کہ میں نے تمہارے ساتھ بہت برا سلوک کیا تھا، لیکن جان! اچھا تو تم نے بھی نہیں کیا میرے ساتھ، بھلا کوئی یوں بھی جاتا ہے اپنوں کو چھوڑ کر ایک غلطی کی اتنی بڑی سزا ثوبی! تم نے میرا انتظار تو کیا ہوتا، میں تو تم سے بہت نادم تھا، معافی مانگنا چاہتا تھا تم سے اپنے شک بھرے اور بدگمان رویے کی مگر تم نے مجھے معافی مانگنے کا موقع ہی نہیں دیا، مہلت ہی نہیں دی مجھے کہ میں تمہیں منا لیتا۔“ ارسلان اس کی تصویر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پرنم لہجے میں اس سے مخاطب تھا۔

”دیکھو تو ثوبی! میری کیا حالت ہو گئی ہے تمہاری جدائی میں، پلیز میری جان! واپس آ جاؤ، ختم کر دو میری سزا واپس آ جاؤ ثوبیہ۔“ وہ بولتے بولتے اپنا دکھتا سر تھام کر لیٹ گیا، درد سر کے ساتھ ساتھ درد جدائی بھی بڑھتا جا رہا تھا، وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا سر دبا رہا تھا اور ماضی کی ایک یاد اسے تڑپانے کے لئے سامنے کھڑی تھی۔

”ارسل، کیا سر میں درد ہو رہا ہے؟“ وہ آفس سے لوٹا تو بستر پر لیٹتے ہی اپنا سر دبانے لگا تھا، ثوبیہ نے پریشان ہو کر پوچھا تھا۔

”ہوں، ہاں ہلکا سا درد ہے۔“ وہ اسے دیکھتے ہی مسکرا کر اٹھ بیٹھا تھا۔

”کوئی پین کلر لی آپ نے۔“ اس نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔“ وہ اسے فکرمند دیکھ کر مسکرا دیا۔

”اچھا میں آپ کے سر میں تیل کی مالش کر دیتی

ہوں منٹوں میں سر درد غائب ہو جائے گا۔''

''لیکن میں تو تیل نہیں لگاتا۔''

''آپ نہیں لگاتے ہم تو لگاتے ہیں اور لگا سکتے ہیں چلیں آپ چینج کر کے لیٹ جائیں، میں تیل لا کر مالش کر دیتی ہوں اور ہفتے میں ایک بار آپ کے سر میں تیل ضرور لگاؤں گی، آپ کی ساری تھکن دور ہو جائے گی۔'' اس نے ان کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

''وہ تو تمہیں دیکھتے ہی دور ہو جاتی ہے۔'' وہ اسے محبت سے دیکھتے ہوئے بولا۔

''اچھا جی! ابھی سر پکڑ کر لیٹے تھے جھوٹے۔'' اس نے اس ادا سے کہا کہ وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا اور پھر ثوبیہ نے اس کے چینج کرتے ہی اس کے سر میں تیل ڈال کر نرم نرم انگلیوں سے مالش کی اسے اتنا آرام محسوس ہوا کے وہ مزے سے سو گیا اور صبح فریش اور تازہ دم بیدار ہو کر آفس کے لئے تیار ہو رہا تھا۔

''اوہ ثوبیہ! مجھے یوں چھوڑ کر ہی جانا تھا تو اپنا اس قدر عادی کیوں بنایا تھا، کیوں مجھے اپنا دیوانہ بنایا تھا، آج تو پہلے سے زیادہ درد ہے مگر تم نہیں ہو آج میرا درد کیسے دور ہوگا ثوبی پلیز لوٹ آؤ۔'' وہ بھیگتے لہجے میں بولا اس کی تصویر اس کے سینے پر دھری تھی اور ہاتھ سر دبا رہے تھے۔

ثوبیہ بچوں کو سلا کر کمرے سے باہر آ گئی، اس کا دل گھبرا رہا تھا، بے کلی سی پورے وجود پر چھائی ہوئی تھی، رات کے بارہ بج چکے تھے، آج مسز راجہ کے لئے بہت خوشیوں بھرا دن تھا، کیونکہ آج ان کے بیٹا بیٹی، داماد اور بہو کینیڈا سے واپس آ گئے تھے، بیٹی اور داماد تو دو ماہ کی چھٹی لے کر آئے واپسی پر اپنے بیٹے کو بھی ساتھ لے جانے کا ارادہ تھا، بیٹا اور بہو البتہ مستقل پاکستان آ گئے تھے، یہاں انہیں بہت اچھی جاب بھی مل گئی تھی اسی لئے وہ واپس لوٹے تھے، کچھ ثوبیہ کا بھی کمال تھا، جو وقتاً فوقتاً انہیں ای میلز اور ٹیلی فون پر مسز راجہ کی کیفیت سے آگاہ کرتی رہتی تھی اور انہیں یہاں آ کر رہنے کے لئے قائل کرتی رہی تھی اور ان کے بچوں سے بھی انہیں واپس آنے پر اصرار کرتی تھی اور آج اس کی کوشش کامیاب ثابت ہوئی تھی، وہ سب لوٹ آئے تھے، سب بہت خوش تھے خاص کر مسز راجہ انہوں نے تو ثوبیہ کا شکریہ تک ادا کیا تھا، اس کی کوششوں سے وہ آگاہ جو تھیں اور وہ انہیں خوش دیکھ کر ہنس پڑی تھی، رات دیر تک باتیں کرنے کے بعد اب وہ سب اپنے اپنے کمروں میں سونے کے لئے گئے تھے مگر اسے نیند نہیں آ رہی تھی، اس کے اندر باہر اداسی نے ڈیرے ڈال لئے، اسے بار بار ارسلان کی یاد آ رہی تھی، وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ٹیلی فون کرنے کی نیت سے لاؤنج میں چلی آئی۔

''ثوبیہ بیٹی! تم سوئی نہیں ابھی تک۔'' مسز راجہ اپنے کمرے میں جا رہی تھیں، اسے دیکھ کر چلی آئیں۔

''امی! نیند نہیں آ رہی۔'' وہ صوفے پر بیٹھے ہوئے تھکے تھکے لہجے میں بولی۔

''ارسلان کی یاد ستا رہی ہے نا۔'' انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر شفقت سے پوچھا۔

''جی امی، پتا نہیں کیوں آج میرا دل بہت گھبرا رہا ہے، میں انہیں فون کر لوں امی۔''

''ارے بیٹا! فوراً کرو، تم روز فون کرنے کے ارادے سے یہاں آتی ہو وہ مسکراتے ہوئے بولیں۔''

''وہ سو گئے ہوں گے رات بہت ہو گئی ہے۔'' اس نے وال کلاک پر نگاہ ڈال کر کہا۔

''تم سو گئی ہو جو وہ سو گئے ہوں گے، یقیناً وہ بھی تمہاری طرح جاگ رہے ہوں گے۔''

''ثوبیہ بیٹا! واپس چلی جاؤ، میں یہ اس لئے نہیں کہہ رہی کہ میرے بچے واپس آ گئے ہیں تو مجھے تمہاری ضرورت نہیں رہی، بلکہ میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتی ہوں، تم اپنے گھر میں خوش و خرم زندگی بسر کرو یہ میری دلی تمنا ہے، بیٹا بہت عذاب سہہ لیا تم نے بھی اور ارسلان نے بھی، اب بس کرو بیٹا یہ اچھے دن یوں ضائع مت کرو اپنے شوہر کے پاس چلی جاؤ، اگر ڈر رہی ہو یا انا آڑے آ رہی ہے تو بیٹا یہ دونوں چیزیں محبت میں ممنوع ہیں، اچھا ایسا کرو تم مجھے ارسلان بیٹے کے فون نمبر دو میں خود انہیں بتا دوں گی کے تم میرے پاس ہو، یہ ظاہر نہیں کروں گی کے میں تمہاری مرضی سے فون کرا رہی ہوں، چلو نمبر ملاؤ میں بات کرتی ہوں۔'' انہوں نے نرمی سے کہا۔

''میں خود بات کر لوں گی، آپ بھی سو جائیے بہت رات ہو گئی ہے۔''

''اچھا تم فون ضرور کر لینا، شب بخیر۔'' مسز راجہ نے مسکرا کر کہا اور اس کے ماتھے پر بوسہ دے کر اپنے کمرے میں چلی گئیں، وہ چند سیکنڈ تک خود کو مضبوط بناتی رہی پھر ہمت کر کے کانپتی انگلیوں سے ارسلان کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔

ٹرن ٹرن، ٹیلی فون کی بیل بجی تو ارسلان کا دل بہت زور سے دھڑکنے لگا، اس نے کہنی کے بل اٹھ کر ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

''ہیلو۔'' ثوبیہ اس کی آواز پہچان گئی تھی، اس کے پورے وجود میں سنسناہٹ دوڑ گئی، ہاتھ بھیگ گئے اس نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ لیا۔

''ہیلو کون ہے بھئی بات کیجئے یا فون بند کر دیجئے۔'' ارسلان نے تھکے تھکے مگر مہذب لہجے میں کہا تو اس نے فٹ سے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا، بات کیسے کرتی گلے میں آنسوؤں نے بند باندھ دیا تھا، وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر روتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔

ارسلان ریسیور واپس رکھ کر لیٹا تو ثوبیہ کی صورت اس کی نگاہوں میں آ سمائی بجلی کی طرح ایک خیال اس کے دماغ میں آیا اور وہ بے اختیار پکار اٹھا۔

''ثوبیہ! یہ فون ثوبیہ کا تھا ہاں ثوبی کا فون تھا وہ بھی میری طرح بے چین ہو گی، ثوبی!'' وہ تیزی سے اٹھا اور ریسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''ہیلو، ہیلو ثوبی! ثوبیہ ہیلو۔'' وہ اسے دیوانہ وار پکار رہا تھا، مگر لائن کٹنے کی مخصوص ٹون سن کر اس بے بسی سے ریسیور رکھ دیا اور سی ایل آئی پر نمبر چیک کرنے لگا، نمبر لمحے بھر میں اس کے سامنے تھا، اس نے فوراً وہ نمبر ٹیلی فون کے پاس رکھی ڈائری میں اور پھر اپنی پاکٹ ڈائری میں نوٹ کیا اور ایک نئے عزم اور ارادہ سے صبح کا انتظار کرنے لگا، اس کا بس چلتا تو وہ اسی وقت اس ایڈریس پر پہنچ جاتا، مگر رات گہری ہو گئی تھی، اس لئے اس وقت وہاں جانا دوسرے لوگوں کو ڈسٹرب کرنا اسے مناسب نہیں لگا، سو بے چینی سے وہ صبح ہونے کا منتظر تھا۔

بہت تلاش کے بعد اسے مسز راجہ کا گھر ملا تھا۔ وہ اندر داخل ہوا تو سنی اور ثوبیہ کو بچوں کے ساتھ لان میں کرکٹ کھیلتے دیکھا ثوبیہ بچوں کے ساتھ بالکل بچی بنی ہوئی تھی، دوپٹہ ایک سائیڈ پر باندھے وہ سنی کو باؤلنگ کرا رہی تھی اور وہ بھی کسی ماہر بیٹسمین کی طرح بیٹ زمین پر رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''مما! بال کلائیں (کرائیں) سنی چوکا (گائے) لگائے گا۔''

''ہوں، میرا بیٹا چوکا لگائے گا لو جانو! چوکا لگاؤ۔'' ثوبیہ نے پیار سے کہتے ہوئے بال کرائی تو وہ بیٹ گھمانے لگا، تینوں بچے فیلڈنگ کرنے کے لئے تیار تھے اور دور کھڑے ارسلان کا دل چاہا کے بھاگ کر جائے اور ان دونوں کو اٹھا

سینے سے لگا کر مہینوں کی بے قراری بے کلی اور بے چینی سے نجات پالے، اس سے مزید وہاں رکا نہیں گیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھنے لگا۔

''ثوبیہ!'' اس نے قریب پہنچ کر اسے پکارا تو وہ ٹھٹکا کر اس کی آواز کی سمت مڑی، وہ چاروں بھی ارسلان کو حیرانگی سے دیکھنے لگے، ثوبیہ نے حیرت اور دکھ سے اسے دیکھا سیاہ پینٹ اور گرے رنگ کی شرٹ میں وہ بہت دلکش مگر ٹوٹا ہوا لگ رہا تھا، اس کی آنکھوں میں سرخ لکیروں کا جال بچھا ہوا تھا، جو اس بات کا غماز تھا کے وہ کتنے رت جگوں کی اذیت جھیلنے کے بعد اس تک پہنچا ہے، آج وہ شیو کیے بغیر ہی تیار ہو کر گھر سے نکل پڑا تھا، اس سے ملنے کی اس تک پہنچنے کی جلدی جو تھی اسے اس کی حالت دیکھ کر ثوبیہ کے دل پر چوٹ سی پڑی، مگر وہ آگے بڑھنے کی بجائے خوف سے پیچھے ہٹ گئی۔

''ارسلان مجھے طلاق دینے اور سنی کو لینے کے لیے آئے ہیں، نہیں میں انہیں ایسا نہیں کرنے دوں گی سنی۔'' وہ یہ سوچتے ہی بے چین ہو گئی اور گیند پھینک کر سنی کو لپک کر اٹھایا اور تیزی سے اندر دوڑ لگا دی۔

''ثوبیہ! میری بات تو سنو، ثوبی رکو، ثوبیہ۔'' وہ بھی بے قرار ہو کر اس کے پیچھے بھاگا، اندر اخبار پڑھتی مسز راحیلہ نے پہلے ثوبیہ اور پھر ارسلان کو اس کے پیچھے دوڑتے دیکھا تو حیرانگی سے ثوبیہ کو آواز دینے لگیں۔

''ثوبیہ! ارے۔''

''السلام وعلیکم جی! میں ارسلان ہوں ثوبیہ کا شوہر۔'' ارسلان نے انہیں دیکھتے ہی رک کر اپنا تعارف کرایا، نظریں اس سمت لگی تھیں جہاں ثوبیہ سنی کو اٹھائے غائب ہوئی تھی۔

''شکر ہے بیٹا تم پہنچ گئے، جاؤ اسے منا کر اپنے ساتھ لے جاؤ، وہ بھی تمہارے بغیر ادھوری ہے، جاؤ شاباش۔'' مسز راحیلہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شکریہ آنٹی۔'' وہ تیزی سے کہتا اس کمرے کی طرف بھاگا جہاں ثوبیہ گئی تھی، اس نے کمرے میں قدم رکھا تو ثوبیہ نے اسے دیکھتے ہی رخ پھیر لیا اور سنی کو بیڈ پر اتار دیا، ارسلان دروازہ بند کر کے اس کے قریب چلا آیا۔

''ثوبیہ!'' ارسلان نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

''میں نہیں ہوں ثوبیہ!'' وہ ایک دم ایک قدم آگے بڑھ گئی، ارسلان کا ہاتھ اس کے شانے سے پھسل گیا، اس کے اس طرح بچوں کے سے انداز میں جواب دینے پر اس کے لبوں پر خود بخود ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ نرمی سے بولا۔

''تم نہیں ہو ثوبیہ! تو پھر باہر ہی کھیلتی رہتیں ناں، اندر کیوں بھاگ آئیں؟''

''آپ..... آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟'' وہ رخ پھیرے کھڑی خود کو مضبوط بناتے ہوئے بولی وہ حیران ہی تو تھی کے انہیں یہاں کا پتا کس نے بتایا مسز راحیلہ کو بھی اس نے ارسلان کا صرف نام ہی بتایا تھا، کام اور رہائش یا فون نمبر سے تو بے خبر ہی رکھا تھا اب تک، اس حیرت کے ساتھ ساتھ اس کے آنے کی اسے بے حد خوشی تھی، مگر ایک دم سے ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی، آخر انہوں نے اسے بے اعتبار و بے یقین بھی تو کیا تھا۔

''یہ سوال تو مجھے تم سے پوچھنا چاہیے کہ تم یہاں کیوں آئی ہو اپنے گھر اور شوہر کو چھوڑ کر؟'' وہ اس کے قریب آ کر اس کے رخساروں پر کھیلتی بالوں کی شریر لٹ کو پکڑتے ہوئے اسی دھیمے اور نرم لہجے میں پوچھ رہا تھا، اس کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں۔

''میرا نہ کوئی گھر ہے اور نہ شوہر۔'' اس نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

''تو یہ بیٹا کس کا ہے؟'' ارسلان نے آگے بڑھ کر سنی کو بازوؤں میں اٹھا کر اس کا ماتھا چومتے ہوئے پوچھا اور پھر سنی سے کہنے لگا۔

''سنی بیٹے! پاپا کے ساتھ چلو گے ناں پاپا آپ کو لینے آئے ہیں بیٹا۔''

''سنی کے لیے کسی نئی آیا کا بندوبست کر لیا ہے کیا؟'' ثوبیہ کا دل ڈوبنے لگا اس خیال سے کہ وہ صرف سنی کو لینے آیا تھا، سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

''جی نہیں، نئی آیا کی کیا ضرورت ہے، ہمیں تو پرانی آیا ہی پسند ہے۔'' ارسلان نے شریر لہجے میں کہتے ہوئے اس کے چہرے کو نرمی سے چھوا تو وہ تڑپ کر بولی۔

''مجھے نہیں کرنی آپ کی آیا گیری۔''

''تو اور کون کرے گی، ہم باپ بیٹے کو تو صرف آپ ہی سنبھال سکتی ہیں۔'' ارسلان نے سنی کے نیچے اترنے کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے پر اسے بیڈ پر چھوڑتے ہوئے کہا۔

''بیٹے سے تو تمہیں بہت پیار ہے اسے تو اپنے ساتھ لے آئیں، بیٹے کے پاپا کا کیا قصور تھا جو اسے وہاں اکیلا چھوڑ کر چلی آئیں، کیوں کیا تم نے ایسا؟''

''کیوں نہ کرتی میں ایسا؟'' وہ دکھ بھرے لہجے میں بولی۔

''جب آپ مجھے ڈرامے باز، مکار، لالچی اور دغا باز سمجھنے لگے تھے، آپ نے مجھے میری اوقات یاد دلا دی تھی، آپ کو میری صورت ہی نہیں آواز تک سے نفرت ہو گئی تھی تو...... میں کیوں رہتی وہاں، آپ نے تو مجھے گھر سے نکالنے، طلاق دینے، پولیس کے حوالے کر دینے تک کی دھمکی دی تھی پھر میں کس لیے رکتی وہاں۔''

''میں مانتا ہوں میں نے تمہارا دل دکھایا ہے پلیز مجھے معاف کر دو ثوبیہ! میں تم سے نادم تھا، معافی مانگ لیتا، مگر تم گھر چھوڑ کر ہی چلی گئیں، جہاں دوسروں کے دیئے دکھ اتنے صبر سے جھیلتی رہیں، وہاں ایک میرا دیا ہوا دکھ اور الزام بھی سہہ جاتیں، میں تمہیں منا لیتا گھر آ کر معافی مانگ لیتا تم سے۔'' اس نے ندامت آمیز لہجے میں کہا۔

''مجھے آپ کی معافی کی کوئی ضرورت نہیں تھی اور کیوں کہ مجھے آپ کا الزام، دوسروں کی بات اور تھی، آپ تو میرے اپنے تھے، مجھ سے اتنا مضبوط بندھن جوڑ کر مجھے اپنائیت، محبت اور اعتبار دے کر آپ نے، میرے ساتھ یہ سلوک کیا، ایک پل میں مجھ سے سب کچھ چھین لیا، مجھے میری اوقات یاد دلانے لگے، غیروں کا دیا دکھ سہا جا سکتا ہے ارسلان صاحب! لیکن اپنوں کا دکھ مار ڈالتا ہے، اگر کوئی انسان آپ سے محبت کرتا ہو، آپ کی پروا کرتا ہو اور اچانک وہ آپ سے یہ کہنے لگے کہ اسے آپ سے نفرت ہو گئی ہے اسے آپ کا کوئی پروا نہیں ہے آپ اس کے ساتھ رہنے کے قابل نہیں ہو تو...... کیسے لگے گا آپ کو، رہ پائیں گے آپ اتنی ذلت اور نفرت کے اظہار کے بعد کسی ایسے شخص کے ساتھ جو آپ سے بات کرنے آپ کی صورت تک دیکھنے کا روادار نہ ہو بولیے، کیا میری کوئی عزت نفس نہیں ہے، کیا مجھے عزت کی زندگی گزارنے کا کوئی حق نہیں ہے؟'' وہ جذبات میں آ کر اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہوئے تیز لہجے میں بولی۔

وہ سچ ہی تو کہہ رہی تھی، ارسلان کو بہت شرمندگی محسوس ہو رہی تھی۔

''تمہیں عزت سے جینے کا پورا حق ہے ثوبی! پلیز مجھے معاف کر دو، تمہیں کیا خبر کہ میں تمہاری تلاش میں کہاں کہاں خوار ہوا ہوں، تم مظہر سے پوچھنا کے تمہارے جانے کے بعد میرے دل پر کیا بیتی ہے، تمہیں تو اکیلے اور غموں کے میلے

میں جینے کا تجربہ تھا لیکن میں اس عذاب سے پہلے نہیں گزرا تھا، تم نے بہت بڑی سزا دی ہے مجھے، چھ ماہ کا عرصہ بہت ہوتا ہے، بہت رولایا ہے تم نے مجھے، میں اپنے ممی ڈیڈی کی وفات پر رویا تھا اور اب کے بعد تمہارے گھر چھوڑ کر چلے جانے پر نجانے کتنی بار رویا ہوں، پلیز مجھے میری خطا کے لئے معاف کر دو، دیکھو میں کان پکڑتا ہوں۔" ارسلان نے آخر میں شرارت سے اس کے کان پکڑ لئے، وہ جو اس کی باتوں سے اس کی بے قراریوں کی داستان سن کر مسرور ہو رہی تھی، اس کے ہاتھوں کے لمس پر تپ اٹھی اور گھور کر بولی۔

"میرے کان کیوں پکڑ رہے ہیں؟"

"اچھا بابا لو میں اپنے کان پکڑ لیتا ہوں، تم کہو تو پاؤں پکڑ کر معافی مانگنے کو تیار ہوں۔" وہ اپنے کان پکڑ کر مسکرا کر بولا۔

"پلیز ایسا مت کہیے، میرے دل میں جو آپ کے لئے احترام ہے، وہ کسی صورت یہ گوارا نہیں کر سکتا کہ آپ مجھ سے معافی مانگیں وہ بھی اس طرح۔" وہ تڑپ کر بولی ارسلان کا دل خوشی سے جھوم اٹھا۔

"تو پھر میں کیسے مناؤں تمہیں؟" وہ اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے پیار سے بولا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ اس کے لمس کی حدت اور محبت کی شدت سے روح تک سیراب ہوتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولی تو اس نے بہت محبت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ضرورت ہے جانو! تم جانتی ہو، تمہارے گھر سے جانے کے بعد میں دیوالیہ ہو گیا تھا۔"

"مگر میں تو صرف سنی کو ساتھ لائی تھی، آپ کی پراپرٹی کے پیپرز آپ کی چیک بک تو ساتھ نہیں لائی تھی۔" اس نے گھبرا کر کہا تو وہ اس کی معصومیت پر ہنس دیا۔

"تو بیہ جان! میری اصل پراپرٹی تو تم ہو تمہارا پیار ہے، میری چیک بک تو میرا بیٹا ہے، تم دونوں ہو میری اصل اور حقیقی پراپرٹی اور دولت، تم دونوں کے بغیر تو میں بالکل کنگال اور دیوالیہ ہو کے رہ گیا تھا۔" وہ اعتراف کر رہا تھا اور تو بیہ پر شادی مرگ طاری ہو رہی تھی وہ اس طرح کبھی اپنی محبتوں کا اعتراف کرے گا، اس نے تو کبھی سوچا بھی نہیں تھا، اس کا دل اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو گیا اس کا امتحان ختم ہو گیا تھا۔

"آپ سنی کو لے جا سکتے ہیں۔" اس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"صرف سنی کو نہیں میں تمہیں بھی ساتھ لے جانے کے لئے آیا ہوں۔" ارسلان نے اس کے شانوں کو تھاما۔

"مجھے کیوں، میں کیا لگتی ہوں آپ کی؟" اس کا لہجہ بھیگنے لگا وہ تڑپ کر بولا۔

"کیا اب بھی یہ سب بتانے کی ضرورت ہے؟"

"ضرورت ہے اس لئے کہ میں پھر سے کوئی الزام سہنے کی سکت نہیں رکھتی، آپ کے یقین بے یقینی اور بدگمانی کے دشت میں ساری زندگی نہیں بھٹکنا چاہتی، میرا آپ کی زندگی میں کیا مقام ہے یہ مجھ پر واضح ہونا چاہیے، محض جذباتی نہیں حقیقی مقام اور مرتبے کا تعین ہونا ضروری ہے ورنہ آپ اپنے بیٹے کو لے جا سکتے ہیں، مجھے کسی کی پروا نہیں ہے میں بہت خوش ہوں یہاں۔" اس نے سنجیدہ لہجے میں کہا یہ محض ارسلان کو ستانے کا طریقہ تھا ورنہ تو دل انہیں دیکھتے ہی ان کے ساتھ کے لئے مچل اٹھا تھا۔

"تم جھوٹ کب سے بولنے لگی ہو؟" وہ اس کے چہرے کو پیار سے دیکھ رہا تھا مسکرا کر پوچھا۔

"جب سے سچ بولنے پر ذلت اٹھائی ہے۔"

"معاف نہیں کرو گی مجھے۔" اس نے بے چین ہو کر اس کے شانوں کو مضبوطی سے تھامتے ہوئے کہا۔

"پلیز مجھے شرمندہ مت کریں۔" وہ رونے کو ہو گئی۔

"تم خود اپنے پیار کا اظہار کر رہی ہو، کیا دل سے تمہارا پیار مجھے نہیں مل سکتا؟" وہ اس کی کیفیت پر مسرور اور بے تاب ہو کر بولا۔

"آپ کو میرے پیار پر اعتبار ہی کب ہے؟" اس کے لبوں سے شکوہ پھسل گیا اور آنکھ سے آنسو۔

"اعتبار ہے ثوبیہ! تمہارے پیار پر ہی تو اعتبار ہے مجھے، دیکھو رات میں نے تمہیں دل سے پکارا تھا تو تم نے مجھے فون کر کے بلا لیا نا۔" وہ اس کے آنسو دیکھ کر تڑپ کر بولا۔

"میں نے کب بلایا یا فون کیا آپ کو؟" وہ حیران اور نروس ہو کر اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"رات کیا تم نے فون نہیں کیا تھا، مجھے؟ پگلی! تمہاری اس فون کال کے ذریعے ہی تو میں تم تک پہنچا ہوں، ایک طرف کہتی ہو کے تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے میری پروا نہیں ہے اور دوسری طرف دل کی پکار سنتے ہی مجھے فون بھی کر لیتی ہو، کیوں کیا تھا نا مجھے فون؟" وہ اتنے یقین اور پیار سے کہہ رہا تھا کے اسے اعتراف و اقرار میں سر ہلاتے ہی بنی۔

"کیوں کیا تھا فون سچ بتاؤ؟"

"میرا دل گھبرا رہا تھا۔" اس نے بھی جھوٹ نہیں بولا وہ خوشی سے کھل اٹھا۔

"واپس گھر کیوں نہیں آئیں؟"

"مجھے ڈر تھا کہ کہیں آپ سنی کو لے جانے کی وجہ سے غصے میں مجھے طلاق نہ دے دیں۔"

"وہ تو میں تمہیں اب بھی دے سکتا ہوں۔" اس نے مذاق سے کہا تو اس کے اوسان خطا ہو گئے، اس نے غصے سے اس کے ہاتھ اپنے شانوں سے ہٹا کر جھگتے لہجے میں کہا۔

"تو دے دیں اور چلے جائیں یہاں سے۔"

"کیسے چلے جائیں میری زندگی! تمہارے بغیر کیسے جئیں گے ہم باپ بیٹا، تم تو میری رگ رگ میں سما گئی ہو، اپنی تمام تر محبتوں اور رعنائیوں سمیت، میری محبت کے یقین کے لئے کیا اتنا کافی نہیں ہے ثوبی! کے تم فون کرنے کے باوجود خاموش رہیں اور میں پھر بھی تم تک پہنچ گیا۔" وہ اسے اپنے حصار میں بھر سے لیتے ہوئے بولا وہ ہلکی پھلکی ہو گئی۔

"آپ کو کیسے پتا چلا کے میں نے فون کیا ہے؟" اس نے اپنی حیرت کا زبان دے ہی دی آخر۔

"مجھے کیسے پتا نہ چلتا ڈیئر! تم تو میرے دل میں بستی ہو، دلوں کے رشتے دلوں کی آواز سن لیتے ہیں، اپنے پیاروں کی ہلکی سی آہٹ کو بھی محسوس کر لیتے ہیں، رات میں بہت تکلیف میں تھا، تمہیں پکارا تو تمہارے دل نے میری پکار سن کر مجھے جواب دیا، کیا اب میں یقین نہیں کرو گی میری محبت کا؟ کیا میں تمہیں لئے بغیر واپس چلا جاؤں؟ تم رہ سکو گی سنی کے بغیر، اور میرے بغیر؟" وہ اس کے دل کی بے قراریوں کو جھنجھوڑ رہا تھا وہ اپنے خود ساختہ سنجیدگی اور بے پروائی کے خول سے باہر آ گئی۔

"نہیں۔" وہ بے اختیار اس کے سینے سے لگ کر بلکنے لگی۔

"میں نہیں رہ سکتی، آپ دونوں کے بغیر، نہیں جی سکتی میں آپ دونوں کے بغیر۔"

"یہی سچ ہے، ہم تینوں ایک دوسرے کے بغیر نہیں جی سکتے، آج اسے ہماری سزا ختم ہو گئی بہت کڑی سزا دی ہے تم نے مجھے اور اس سزا نے مجھے تمہاری محبت اور اہمیت کا بہت گہرائی اور شدت سے احساس دلا دیا ہے۔" ارسلان نے اس کے سر پر پیار کر کے جھگتے لہجے میں کہا اس کی آنکھیں بھی خوشی اور گزرے لمحوں کی بے بسی پر اشک بہانے لگیں۔

"مما، پاپا لوتے (روتے) نہیں ہیں، نہ لوؤ (روؤ) نہ۔" سنی ان دونوں کو روتے دیکھ کر ان کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر بولا تو ثوبیہ اس سے الگ ہوئی اور ارسلان نے ہنس کر سنی کو اپنی بانہوں میں اٹھا لیا اور اس کے چہرے کو دیوانہ وار چوم لیا۔

"واہ بھئی ہمارا بیٹا تو بہت اچھی اچھی باتیں کرنے لگا ہے، سنی میری جان! آپ نے بہت یاد کیا اپنے پاپا کو، ہوں پاپا یاد نہیں آتے تھے اپنے بیٹے کو۔" ارسلان اس کے ہاتھوں کو اور گردن کو دیوانہ وار اور بار بار چوم رہا تھا، وہ گھبرا کر رونے لگا۔

"بس کیجئے نا آپ چھ ماہ کی کسر ایک ہی بار پوری کریں گے۔" ثوبیہ نے اس کی دیوانگی پر مسکراتے ہوئے کہا تو وہ ہنس دیا۔

"بالکل اور آپ کیوں جیلس ہو رہی ہیں، فکر کیجئے آپ کی باری بھی آئے گی، ذرا اپنے گھر پہنچ جائیں پھر......" وہ شریر نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے شوخ لہجے میں بولا۔

"آپ بھی بس۔" وہ شرما کر ہنس پڑی، ارسلان نے محبت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم تو "بے بس" ہو گئے ہیں آپ کی اداؤں اور رعنائیوں کے سامنے۔"

"ارسل۔" وہ بے اختیار اسے پیار سے پکار اٹھی۔

"ارسل! آئی ایم سوری۔"

"آئی ایم سوری ثوبی، چلو معافی کا سلسلہ اور محبت کا مرحلہ شروع کرتے ہیں، آج سے ہم ایک نئی اور محبت بھری پر یقین اور اعتبار سے مزین زندگی کا آغاز کریں گے۔" وہ اپنے سینے پر رکھے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر محبت سے اسے دیکھتے ہوئے جھگتے لہجے میں بولا تو ثوبیہ کے لب خوشی سے بھرپور مسکراہٹ سے سجے تھے۔

"مما! بال (باہر) کھیلنا بال (گیند) سے کھیلنا۔" سنی نے ثوبیہ کو دیکھتے ہوئے باہر کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا تو اس نے مسکرا کر اس کا ہاتھ چوم لیا۔

"سنی کو بچوں میں رہنے اور کھیلنے کی عادت ہو گئی ہے، گھر جا کر یہ تنگ کرے گا۔" ثوبیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو جانو! اس کا حل ہے نا۔" وہ شرارت سے مسکراتے ہوئے بولا۔

"وہ کیا؟" وہ سمجھ نہیں سکی تھی اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے بولی۔

"وہ یہ کہ ہمیں کسی تاخیر کے بغیر اب سنی کے بھائی یا بہن کو اس دنیا میں لانے کا اہتمام کرنا پڑے گا۔" وہ بہت شرارتی ہو کر اس کے حیا سے سجے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"ارسلان!" ثوبیہ مارے شرم کے رخ پھیر گئی وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"میری جان! اب گھر چلیں۔" ارسلان نے اس کے شانوں کے گرد اپنا بازو حمائل کر کے اسے اپنے ساتھ لگا کر اس کی پیشانی پر اپنی محبت کی مہر ثبت کر کے محبت سے کہا تو اس نے شرمیلے پن سے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اور تھوڑی دیر بعد وہ ارسلان کا ہاتھ تھامے اس کے سنگ اپنے گھر کی طرف رواں تھی، جہاں ایک خوبصورت، خوشیوں، محبتوں بھری پر یقین اور پر اعتبار زندگی اس کے استقبال کے لئے موجود تھی۔

☆☆☆